رودادِ کربلا

مفتی ظفر جبار چشتی

شبیر برادرز
اردو بازار ۰ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

روداد کربلا

مصنف

مفتی مظفر جبار چشتی

شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

Marfat.com

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

رُوداد کربلا

ناشر — ملک شبیر حسین

نظر ثانی — علامہ مولانا سجاد حسین چشتی

پروف ریڈنگ — قاری محمد عادل ولیجہ، حافظ عبدالجمال ناصر

سن اشاعت — دسمبر 2009ء

طابع — اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

کمپوزنگ — آرٹ سٹائل

سرورق — اے ایف ایس ایڈورٹائزرز
0345-4653373

قیمت — 220/- روپے

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَــوْلٰــےَ صَــلِّ وَسَــلِّــمْ دَائِــمًــا اَبَــدًا
عَــلٰــی حَبِیْبِکَ خَیْــرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ
مُــحَــمَّــدٌ سَیِّــدُ الْــکَــوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْــفَــرِیْــقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّ مِنْ عَجَمٖ

ﷺ

Marfat.com

انتساب

کنز العلماء، استاذ الاساتذہ، جانشین قبلہ محدث قصوری،
پاسبان مسلک اہل سنت شیخ الحدیث پیر طریقت رہبر شریعت
حضرت علامہ مفتی

پیر محمد سعادت علی قادری

دامت برکاتہم العالیہ
ناظم اعلیٰ مرکزی دار العلوم جامعہ حنفیہ قصور

Marfat.com

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو اپنے پیر و مرشد پیکر صبر و رضا،
سید اہل وفا، قائد اہل سنت، مفکر اسلام مفسر قرآن، شیخ الحدیث،
حضرت علامہ **پیر سید ریاض حسین شاہ** مدظلہ
مرکزی ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان
ڈائریکٹر ادارہ تعلیمات اسلامیہ پاکستان (راولپنڈی)
کے نام کرتا ہوں

Marfat.com

حرف آغاز	11
تقریظ مولانا محمد عبدالرحمٰن جامی سعیدی	17
تقریظ محمد سعادت علی قادری	18
تقریظ مفتی محمد لطیف نوری	19
گروپ میٹنگ	22
سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سیرت و کردار	35
ولادت باسعادت	36
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امام حسن کے کان میں اذان کہنا	37
آپ رضی اللہ عنہ کی پرورش	38
تعلیم و تربیت	39
سیدنا امام حسین کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا والہانہ پیار	40
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور نسب خصوصی	41
راکب دوش تاب امام حسین رضی اللہ عنہ	41
آغوش نبوت و محبت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ	42
جگر گوشہ رسالت اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ	43
سردار اہل جنت	43
سیدنا امام حسین کے اخلاق حسنہ اور اوصاف حمیدہ	44
تواضع	45
پاکیزگی قلب	46
شجاعت	47
علم و فضل	48
عبادت و ریاضت	49
مجسمہ اوصاف حمیدہ	49
شہادت در کربلا سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ بارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	50
آپ کی ازواج اور اولاد آپ کی اولاد کے نام	54
سیدہ شہر بانو رضی اللہ عنہا، سیدہ لیلیٰ رضی اللہ عنہا	55
سیدہ رباب رضی اللہ عنہا	56
سیدہ ام اسحاق، حضرت قضاعیہ رضی اللہ عنہا	58
آپ کی اولاد رضی اللہ عنہم تذکرہ حضرت زین العابدین	58
حضرت علی اکبر ابن الحسین، حضرت عبداللہ المشہور بہ علی اصغر رضی اللہ عنہ	59
حضرت جعفر ابن الحسین سیدہ فاطمہ صغریٰ خاتون رضی اللہ عنہا	59
سیدہ سکینہ	60
کردار یزید پلید	61
امارۃ الصبیان اور امت کی ہلاکت	64
اس کی شرح میں علامہ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ	65
علامہ حجر مکی لکھتے ہیں	65
علامہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں	66
لسان رسول کی سنت کو بدلنے والا پہلا شخص یزید ہوگا	67
یزید کی حقیقی خدوخال	67
شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں	70
علامہ ملا علی قاری فرماتے ہیں	70
یزید اور محرمات شرعیہ، زنا، ترک نماز، شراب کا ارتکاب	71

Marfat.com

علامہ سعد الدین تفتازانی لکھتے ہیں	72
علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں	73
حضرت سید مجدد الف ثانی احمد فاروق سرہندی فرماتے ہیں	75
علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی فرماتے ہیں	76
امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے یزید کو کافر کہا	77
امام عالی مقام کی مدینہ طیبہ سے رخصت کی حکمتیں	82
ریاض الجنۃ میں سیدنا امام حسین کی آخری رات	84
دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر رات کی پچھلی گھڑی	85
سیدنا امام حسین کی مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ ہجرت	86
سیدنا امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی تلاش اور جاسوسی	89
حضرت ہانی بن عروہ کا مختصر تعارف	90
بن عروہ کی گرفتاری اور ظلم عبید اللہ زیاد	91
عبید اللہ ابن زیادہ کا محاصرہ	93
سیدنا امام مسلم کی بیکسی اور خاتون طوعہ مسلمہ	95
سیدنا امام مسلم کی آخری عبادت شرف زیارت بشارت شہادت	98
مسلح لشکر ابن زیاد اور طوعہ کے گھر کا گھیراؤ	99
سیدنا امام مسلم پر سنگباری اور شجاعت ہاشمی اور گرفتاری	100
سیدنا امام مسلم کے آخری مکالمات اور ابن زیاد	103
سیدنا امام مسلم بن عقیل کی شہادت عظمٰی	105
شان سیدنا امام مسلم بن عقیل	106
رئیس کوفہ سردار مزحج و میزبان عظیم نے مہمان جلیل پر جان فدا کر دی حضرت ہانی بن عروہ کی شہادت در کوفہ کا بیان	109
فرزند امام مسلم حضرت محمد ابراہیم کی کوفہ میں بیکسی اور شہادت عظیمہ	111
ظالم کا انجام	116
فرزندان امام مسلم سیدنا محمد اور سیدنا ابراہیم کے مزارات مقدسہ در قریب میسب اسکندریہ	118
سیدنا امام حسین کی مکہ معظمہ سے رخصت کی حکمتیں	119
حضرت عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ	122
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما	124
سیدنا امام حسین کا مکہ معظمہ میں آخری خطبہ	124
سیدنا امام حسین کی مکہ معظمہ سے جانب کوفہ روانگی	126
پہلی منزل بستان ابن عامر	127
دوسری منزل صفاح	130
تیسری منزل ذات عراق	131
چھٹی منزل زرود	131
ساتویں منزل ثعلبیہ	132
آٹھویں منزل زبالہ	134
نویں منزل بطن عقبہ، دسویں منزل شراف، گیارہویں منزل سرات بارہویں منزل	135

Marfat.com

تیرہویں منزل بیضہ، چودھویں منزل قصر بنی مقاتل، پندرہویں منزل نینوا	136
سولہویں منزل کربلا	137
خولی بن یزید اور شمر کا خبیث یزیدی گروہ	139
سیدنا امام حسین اور یزیدی فوج کے سربراہ عمرو بن سعد کی آخری گفتگو	142
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا کربلا کے میدان میں پہلا خطبہ	144
سفر شہادت	145
عبید اللہ ابن زیاد کا مختصر تعارف	146
۳ محرم اور کربلا میں عمرو بن سعد چار ہزار یزیدی لشکر کے ساتھ	147
عمرو بن سعد کا مختصر تعارف	148
یزیدی لشکر جرار کی کل تعداد تیس ہزار	150
سپاہ حسینی کی کل تعداد ایک سو بہتالیس تھی	151
ساتویں محرم ساقی کوثر کی آل پر بندش آب	152
نویں محرم اور ایک رات کی مہلت۔ شب عاشورہ کے دلدوز واقعات	154
جانثاران حق اور جنت کے محل	156
کربلا میں سیدزادیوں سے سید کا خطاب	157
تدفین جگمگا اٹھی جب دل سے کیں عبادتیں	158
روز عاشورہ اور کربلا سپاہ حسینی اور لشکر اشقیاء	159
جنگ میں تاخیر کی وجہ	160
سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا کربلا میں بوقت صف بندی	161
سپاہ حسینی میں حر بن یزید الریاحی	163
قوم اشقیاء سے حر ابن یزید الریاحی کا خطاب	164
لشکر اشقیاء سے آغاز جنگ اور تیروں کی بارش	165
واقعہ کربلا میں خاندان ہاشم کی قربانیاں	167
خاندان ہاشم کے پہلے شہید کی تحقیق	168
فضائل و محامد حضرت شہزادہ علی اکبر رضی اللہ عنہ	169
شجاعت و جہاد ایمان و ایقان شہزادہ علی اکبر رضی اللہ عنہ	169
شہادت عظمیٰ اور جوان بیٹے کی لاش پر بے کس باپ کی آمد	175
اولاد حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی قربانیاں	180
حضرت عبداللہ بن امام مسلم بن عقیل کی شہادت	180
حضرت محمد بن حضرت امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت	182
حضرت جعفر ابن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت	182
حضرت عبدالرحمن ابن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت	183
اولاد جعفر طیار کی قربانیاں	184
حضرت محمد ابن عبداللہ ابن جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی شہادت	185
اولاد سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی قربانیاں	186
شہزادہ حضرت قاسم ابن امام حسن کی شہادت	187
حضرت ابوبکر ابن امام حسن رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ (الاصغر) ابن امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت	189
اولاد سیدنا علی المرتضیٰ کی قربانیاں	190
حضرت ابوبکر بن علی المرتضیٰ کی شہادت	190
حضرت محمد ابن سیدنا علی المرتضیٰ کی شہادت	191
حضرت عبداللہ ابن علی المرتضیٰ کی شہادت	192
حضرت عثمان ابن علی المرتضیٰ کی شہادت	192

Marfat.com

حضرت جعفر ابن علی المرتضیٰ کی شہادت	193
ابوالفضل حضرت عباس ابن علی المرتضیٰ کی شہادت	194
القابات، شکل وشمائل وفضائل	195
سقائے اہل بیت ابوالفضل حضرت عباس بن علی المرتضیٰ کی شہادت	197
قیامت نما حادثہ شبیر جہانگیر بجانب رزم گاہ کربلا	204
طفل شیر خواہ شہزادہ علی اصغر ابن امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت	206
وقت آخر امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی بیت کے جھرمٹ میں	209
سیدنا امام زین رضی اللہ عنہ	210
سیدہ سکینہ رضی اللہ عنہا	211
امام رضی اللہ عنہ کا وقت آخر لباس ستر زیب تن کرنا	211
سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی بے مثال شجاعت	212
سرکار سید الشہداء سیدنا امام حسین کی شہادت عظمیٰ	216
قرآن اور اسلام	223
سلام بحضور سید الشہداء امام عالی مقام	224
بعد از شہادت امام واقعہ کربلا اور صدمہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم	226
شہادت امام حسین کے بعد غضب خداوندی کے آثار	227
ذکر واقعات شہادت اور آنکھوں سے آنسو رحمت خداوندی	228
اہل مدینہ کو شہادت کی اطلاع	229
بعد از شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ	231
سرکار امام عالی مقام کی لاش مقدس سے لباس کا اتارنا	232
سرکار امام عالی مقام کی لاش مقدس کو پامال کیا جانا	233
سرکار امام عالی مقام کے زخموں کی تعداد	234
اسپ امام عالی مقام کا حال بعد شہادت امام	234
اسپ امام عالی مقام کے نام کی تحقیق	235
مدفن شہدائے کربلا کی تحقیق	236
مزار پرانوار سیدنا امام حسین اور شہداء کربلا	237
سرکار امام رضی اللہ عنہ کے سر اقدس کے مدفن کی تحقیق وتفصیل	238
اسیران اہل بیت کے حالات کربلا سے کوفہ تک لاش امام رضی اللہ عنہ دیکھ کر	240
اسیران اہل بیت کا کوفہ میں داخلہ اور سرہائے شہداء نیزوں پر	241
سرمبارک نیزہ کی نوک پر چہرہ مبارک کی چمک اور ہوا میں ریش اقدس کی حرکت	242
سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا اہل کوفہ سے بے مثال خطاب	243
سرہائے شہداء اور دربار ابن زیاد اور گستاخی کا مظاہرہ	247
اسیران آل بیت اور عبداللہ ابن زیاد کوفہ کے دارالامارت میں	248

Marfat.com

سیدہ زینب بنت علی المرتضیٰ کی عبید اللہ ابن زیاد سے گفتگو	249
سیدہ زینب اور امام زین العابدین کا آخری مکالمہ اور عبید اللہ ابن زیاد کی رسوائی	251
کوفہ میں اہل بیت کو کہاں اور کتنے دن اسیر رکھا گیا	252
کوفہ سے شام اسیران اہل بیت کے حالات اہل بیت کی کوفہ سے روانگی	254
کوفہ سے دمشق کی منازل اور اہل بیت کو کس راستہ سے لے جایا گیا	254
واقعہ کربلا اور اصحاب کہف	256
قافلہ اہل بیت دمشق کے قریب یزید کے کفریہ اشعار۔ دارالامارہ کی زیبائش	257
امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک پیش ہونے پر یزید کے کفریہ کلمات	258
یزید کی امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے سر اقدس کی بے حرمتی	260
واقعہ کربلا کا تحقیقی معیار	261
دمشق میں اہل بیت کا مدت قیام	278
اہل بیت کی رہائی کے علل واسباب	279
رہائی اہل بیت شام سے مدینہ منورہ تک کے حالات احکام رہائی اور یزید	282
اہل بیت کی تعظیم کے ساتھ مدینہ روانگی	284
اہل بیت مدینہ کے بجائے کربلا	285
اہل بیت کا امام عالی مقام وشہدان کربلا کی قبور پر حاضری	286
روضہ رسول اور آل رسول	287
آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع میں	288
سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت علی المرتضیٰ ولادت	289
تعلیم وتربیت	290
حامل نبوت۔ اخلاق فاضلہ	291
شباہت وشمائل۔ نکاح۔ امور خانہ داری	292
شرم وحیا۔ عظمت شوہر	293
زہد وتقویٰ	295
ایمان وتوکل	296
وصال۔ مرقد اقدس	298
قاتلان امام کا عبرت ناک انجام یزید کی ہلاکت سنگباری اور آگ	300
مختار بن ابوعبیدہ کا دور حکومت	302
مختار کی مدح وقدح پر اختلاف۔ کربلا کا انتقام	303
قاتلان امام عالی مقام کے گھروں کا ڈھایہ جانا اور قتل کرنا	305
راہ فرار اختیار کرنے والوں کا تعاقب کر کے مارا جانا	305
یزیدی فوج کے دو افراد جن کو پکڑ کر کے آگ لگا دی گئی	305
مختار کے لشکر کی ابن زیاد لشکر سے موصل پر جنگ ابراہیم ابن الاشتر کی فتح اور ابن زیاد کی ہلاکت	310
لمحہ فکریہ!	

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرف آغاز

کچھ کتاب اور صاحب کتاب کے بارے میں

دائرہ صبر و رضا...... امام اہل وفا...... غازۂ رخسار یقین...... محافظ دین مبین...... سجاد کی جستجو...... سجود کی آبرو...... مسجود کی آرزو...... شہزادۂ گلگوں قبا...... سید الشہدا...... امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا سانحہ تاریخ اسلام میں ہمیشہ خون آلود حرفوں میں لکھا گیا اور اشک بار آنکھوں سے پڑھا گیا۔ محرم کے غم انگیز اور جرات خیز لمحوں میں 61ھ کی دسویں محرم کے تصور سے لہو رنگ یادوں کے المناک دریچے کھل جاتے ہیں۔ کربلا کا میدان، فرات کا کنارہ، اہل کوفہ کی بے وفائی، خاندان رسالت کا تاراج گلشن زہرا کے پھولوں کی پامالی، چمکتی ہوئی تلواریں، بجلیاں برساتے نیزے، جگر گداز سسکیاں، تڑپتی لاشیں، کاروان شہدا کی جنت کی طرف تیز گامی۔ یہ نواسہ رسول سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے علمبردار کے بازو کٹے ہیں۔ یہ ننھے علی اصغر رضی اللہ عنہ کے پنکھڑی جیسے حلق سے لہو کی آبشاریں نکل رہی ہیں۔ یہ بیبیوں کے عفت و عظمت نشاں خیموں سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے ہیں۔ ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کے طاہر و معطر خانوادے پر فرات کے پانی بند کر دیئے گئے ہیں۔ دسویں محرم کا تصور مجھے لہو رلا رہا ہے ایثار و قربانی کا یہ بھی ایک عجیب قصہ ہے جو صرف اور صرف تاجدار کربلا کا حصہ ہے۔ ایک سے

Marfat.com

ایک عظیم قربانی۔ حر رضی اللہ عنہ جیسے حق پرست وصاحب کردار کی قربانی۔ غازی عباس علمدار رضی اللہ عنہ وفا دار کی قربانی ۔ اسلام کو جگا کر خود سو جانے والے معصوم علی اصغر رضی اللہ عنہ کی قربانی۔ کرب وبلا میں سوئی ہوئی دینی اقدار وتہذیب کو جگانے والے جوان علی اکبر رضی اللہ عنہ کی قربانی۔ اور پھر حسین رضی اللہ عنہ......کون حسین رضی اللہ عنہ؟ حسین گلشن رحمت کی دلنواز کلی...... حسین نور علی...... حسین شیر جلی ...... حسین حق کا ولی ...... حسین شہید اعظم...... حسین فخر آدم...... حسین پناہ عالم ...... حسین عالی نسب...... حسین ماہ عرب...... حسین خون رسول...... حسین فخر بتول...... حسین اصل اصول...... حسین عقل عقول...... حسین صورت حیدر ...... حسین نازش زینب...... حسین راکب دوش رسول...... حسین راحت زہرا...... حسین حسن ولایت...... حسین چرخ کرامت کے چاند کا ہالہ...... حسین مہر نبوت پہ کھیلنے والا......

قارئین کرام۔ اپنے کردار وعمل سے فتح وشکست کے مروجہ اصول بدل دنینے والے اسی حسین ابن علی کی بارگاہ میں محبتوں، عقیدتوں، اور چاہتوں کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے ممتاز مذہبی سکالرز علامہ مفتی ظفر جبار چشتی صاحب نے ''روداد کربلا'' تحریر کی ہے۔ خاک راہ کربلا کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنا لینے والے صاحب درد مفتی ظفر جبار چشتی نے اپنی اس تصنیف دلپذیر میں اپنے خون کا نذرانہ دے کر بجھتے منظروں کو روشن کر دینے والے شہدائے کربلا کے والہانہ محبتوں کا اظہار کیا ہے۔ اس کتاب کا ہر لفظ شدت احساس کے ساتھ قاری کے دل کو چھوتا ہے۔ گہرے ملال میں اتر کر لکھی گئی اس کتاب کے ہر صفحے پر شہدائے کربلا کی یادوں اور باتوں کی کہکشاں سجی ہے۔ یہ کتاب نہیں بلکہ شہدائے کربلا کی یاد میں خوش گفتار اور خوش رفتار

Marfat.com

مفتی ظفر جبار چشتی کے قلم کی آنکھ سے ٹپکنے والے آنسوؤں کا مجموعہ ہے۔عشق رسول کی روشنیوں سے اپنے دل کو حجلہ تنویر بنا لینے والے صاحب جمال اور صاحب کمال مفتی ظفر جبار چشتی نے اپنا قلم اپنے دل کے لہو میں ڈبو کر اپنے احساسات کو رقم کیا ہے ۔ان کی اس کتاب میں حقائق بھی ہیں اور سچائیاں بھی ۔غم کی کیفیات بھی ہیں اور لازوال قربانیوں کی کہانیاں بھی ۔رنج و ملال میں ڈوبی ،محبت عقیدت میں بھیگی اور تحقیق و تفتیش میں لپٹی یہ کتاب شہدائے کربلا سے محبت کرنے والوں کے لئے گرانقدر تحفہ ہے۔

قارئین کرام۔اس خوبصورت اور دلکشا کتاب کے فاضل مصنف مفتی ظفر جبار چشتی کا شمار ان خوش نصیب لوگوں میں ہوتا ہے جن کی دونوں ہتھیلیوں پر عشق مصطفےٰ کے چراغ جل رہے ہیں اور جن کی چشم تصور طواف گنبد خضری میں مصروف رہ کر اپنی نجات اور مغفرت کے پھول چنتی ہے۔

شفاف دل،روشن دماغ اور زندہ ضمیر کے مالک اس جواں سال ،جواں فکر عالم دین کی رات رنگ آنکھوں میں اسلام اور پاکستان کے لئے بہت کچھ کر گزرنے کے خواب جھلملاتے دکھائی دیتے ہیں۔

سلگتے جذبے رکھنے والے اس صاحب جنوں نے قلم و قرطاس کے سائے میں جو راہ شوق اختیار کی ہے اس پر خار راستے میں بہت سے مقامات آہ و فغاں بھی آتے ہیں مگر گرمئ شوق سے تپتے ہوئے جذبوں والا یہ بلند ہمت اور بلند عزم نوجوان محقق اپنے رستوں میں آنے والے آگ کے دریاؤں میں ڈوب کر صورت خورشید ابھرنے اور راستہ بنانے کا ہنر جانتا ہے۔

Marfat.com

میں جذبوں، ارادوں، امنگوں، ولولوں، اور خوابوں سے لبالب بھرے ہوئے مفتی ظفر جبار چشتی کو روداد کربلا کی اشاعت پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

مجھے یقین ہے کہ امام عالی مقام سے وابستہ لفظوں کے یہ چراغ ہمیشہ روشن رہیں گے اور تا ابد لو دیتے اور شوق شہادت کے جذبے جگاتے رہیں گے۔

حرف آخر یہ کہ جس نظریہ و مقصد کیلئے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کربلا کو آباد کیا تھا وہ امتحان تو اب بھی جاری ہے مقامی طور پر اور بین الاقوامی سطح پر بھی۔

وقت آج بھی اپنے حسین کی تلاش میں ہے مگر حجازیوں کے کارواں میں کوئی حسین دکھائی نہیں دیتا۔ لشکر یزید میں کھڑے ہزاروں حر آج بھی اپنے حسین کی راہیں تک رہے ہیں

میرا حسین ابھی کربلا نہیں پہنچا
میں حر ہوں اور ابھی لشکر یزید میں ہوں

والسلام

محمد نواز کھرل

مرکزی سیکرٹری اطلاعات جماعت اہل سنت پاکستان
سابق جنرل سیکرٹری کونسل آف جرائد اہل سنت پاکستان
جنرل سیکرٹری ادبی تنظیم "روش"

Marfat.com

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام

علٰی سیّدنا محمد الرؤف الرحیم وعلٰی الہٖ واصحابہٖ

واولیاء امتہ وعلماء الھادین الٰی یوم الدین اما بعد!

حمد وصلوٰۃ فقیر ناچیز نے زیرِ نظر کتاب کا مخصوص مقامات سے سماع کیا ہے۔ یہ کتاب شہزادۂ خیر الوریٰ سالارِ مردانِ حق، پیکر صبر و رضا، امام عالی مقام سیّد الشہداء امام حسین بن شیر خدا علی المرتضیٰ علیہما السلام کی شہادت کے موضوع پر تحریر کی گئی ہے۔ یہ بات یقیناً حق ہے کہ امام حسین علیہ السلام اور آپ کے احباب اصحاب پر سن ۶۱ ہجری میں میدانِ کرب و بلا کے اندر یزید پلید کے حکم سے ابنِ زیاد لعین کے ساتھیوں نے بہت مظالم ڈھائے ہیں۔ اور آپ علیہ السلام کو آپ کے ساتھیوں سمیت شہید کر دیا ہے۔ جس دن آپ کی شہادت واقع ہوئی ہے وہ جمعہ کا دن دس تاریخ ماہِ محرم تھا۔ اُس یومِ عاشور میں مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس پیارے نواسے اور آپ کے جانشین پر قیامت قائم کی گئی ہے اور وہ قیامت شریر ترین لوگوں کی جانب سے قائم ہوئی ہے۔ اور شاید یہی راز ہے کہ اللہ قہار جبار نے قیامت کبریٰ قائم کرنے کے لئے یومِ عاشور اور روز جمعہ مقرر کر رکھا ہے، جیسا کہ احادیث مبارکہ سے واضح ہے اور وہ قیامت شریر ترین لوگوں پر ہی قائم ہوگی۔ چنانچہ صحیح ابن حبان میں یہ حدیث متعدد اسناد کے ساتھ مروی ہے کہ آفتابِ رسالت ماہتابِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لا تقوم الساعۃ الا علٰی شرار الناس

Marfat.com

کہ قیامت بدترین لوگوں پر ہی قائم ہوگی۔

اور اس میں کسی صاحب ایمان کو کچھ شک نہیں کہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ اور آپ کی آل و اولاد امجاد اور آپ کے اصحاب کے دشمن ہیں۔ وہی بدترین لوگ ہیں اور میں کہتا ہوں کہ یزید پلید اور ابن زیادہ لعین اور قاتلانِ امام حسین علیہ السلام اور ان ظالموں کو سچا سمجھنے والے تمام بدترین لوگ ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کے مستحق ہیں۔ دورِ حاضر میں بھی ایسے کچھ جاہل لوگ موجود ہیں جو یزید پلید کو سچا سمجھتے ہیں اور انہوں نے یزید کو حق پر ثابت کرنے کے لئے کتابیں بھی لکھ دی ہیں اور اس طرح سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی مذموم کوشش کی اور کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے واقعہ میں غلط روایات شامل کر دی ہیں۔ لہٰذا ضروری تھا کہ ایسی کتاب لکھی جائے جس میں یزید کے حامیوں کا مکروہ چہرہ بے نقاب کر دیا جائے اور غلط روایات بیان کرنے والوں کا بھی ردّ کر دیا جائے تو کتاب ہذا کے مصنف فاضل جلیل ممتاز مذہبی سکالر حضرت علامہ مفتی ظفر جبار چشتی دامت برکاتہم نے بڑی محنت کی ہے اور پوری کوشش اور توجہ سے ایک ایسی عمدہ اور تحقیقی کتاب تحریر فرمائی ہے کہ جس سے حامیانِ یزید پلید کا رد بلیغ ہوگیا ہے اور غلط روایات بیان کرنے والے واعظوں کی بھی بہت حد تک اصلاح ہو جاتی ہے اور آپ نے حق واضح کرنے کی پوری سعی محمود فرمائی ہے۔ یہ ایک ایسی معتبر کتاب ہے جس کے پڑھنے سے سنی مسلمانوں کے سچے عقیدہ کی تائید ہوتی ہے۔ اور اہلِ حق علماء کا یہی منصب ہے کہ جب وہ حق کے خلاف کوئی معاملہ دیکھیں تو وہ حق کی تائید اور باطل کے لئے میدان عمل میں اُتر کر اپنی زبان اور قلم سے پوری قوت کے ساتھ حق کی وضاحت کریں تا کہ

Marfat.com

حق کا بول بالا رہے۔ مسلمانانِ اہل سنت سے میری گزارش ہے کہ ایسی کتابوں کو ضرور پڑھا کریں۔ تا کہ وہ حق اور باطل کے درمیان تمیز کر سکیں۔ اور حق پر قائم رہ سکیں اور باطل سے بچ سکیں۔ اللہ تعالیٰ تمام اہل سنت مسلمانوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ایسے غیور علماء اہل سنت کے حق میں میری یہ دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی مساعی حمیدہ کو قبول فرمائے۔ نیز علماء سے یہ بھی درخواست ہے کہ وہ اس سے بھی بڑھ کر محنت کریں اور باطل کے ردّ کے لیے کمر بستہ رہیں۔ اور حق کی تائید و مدد کے لئے زیادہ سے زیادہ مساعی کریں۔ اللہ تعالیٰ علمائے اہل سنت پر رحمت فرمائے اور ہم سب کو عقیدہ اہل سنت پر قائم رکھے اور اسی پر ہمارا خاتمہ فرمائے۔ آمین بجاہِ حبیب النبی الکریم وصلی اللہ علیٰ سیّدنا محمد الرؤف الرحیم وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہ اجمعین

والسلام

خاک پائے علماء اہل سنت

محمد عبدالرحمٰن جامی سعیدی

خطیب جامع مسجد نور

یاسین ٹاؤن ملت روڈ لاہور

۱۵، نومبر ۲۰۰۹ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

شہزادۂ رسول ﷺ حضور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی وہ قربانی جو کہ آپ نے اسلام کی سربلندی کے لیے میدانِ کربلا میں دی اور جس کی مثال دنیا میں نہ ملتی ہے اور نہ ملے گی۔ آپ کے ساتھ آپ کی اہل بیت اطہار کے افراد اور دیگر جانثاران نے جس عظیم الشان انداز میں قربانیاں دیں وہ قیامت تک یادگار رہیں گی۔ اور یزید پلید اور اس کے ساتھیوں اور موجودہ دور میں اس کے چاہنے والوں کی ذلت و رسوائی کے دلائل فراہم کرتی رہیں گی۔ اہل بیت اطہار کے فضائل' واقعہ کربلا' شہادت امام عالی مقام اور شہادت کے بعد کے واقعات کے علاوہ دیگر متعلقات کو حضرت علامہ مولانا مفتی ظفر جبار چشتی صاحب مدظلہ العالی نے احسن انداز میں جمع کیا ہے۔ اس لحاظ سے وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ میں نے آپ کی اس کتاب روداد کربلا کو بعض مقامات سے پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اندازِ تحریر کو نہایت احسن پایا ہے۔ مولانا موصوف زمانۂ طالب علمی میں ہی جب کہ آپ مرکزی دارالعلوم جامعہ حنفیہ قصور میں زیر تعلیم تھے، یہاں اپنے درسی اسباق کی طرف بھرپور توجہ دیتے تھے وہاں تحریر و تقریر کی طرف بہت توجہ رکھتے تھے۔ اور یہ تحریر ایسی تحریر ہے کہ جس کے لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ مولانا موصوف کی آخرت کا سامان ثابت ہوگی۔

فقیر ابوالعلی محمد سعادت علی قادری اشرفی

خادم الحدیث والافتاء

و ناظم اعلیٰ دارالعلوم جامعہ حنفیہ قصور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نواسۂ رسول جگر گوشۂ بتول حیدرِ کرار کے عظیم فرزند ملت اسلامیہ کے بطل جلیل شہزادہ گلگوں قبا سید الشہداء امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اعلائے کلمۃ الحق اور عظیم الشان قربانی پیش کی اور اپنے عزیز واقارب کے خون سے جو انمٹ نقوش ثبت کیے ہیں تاریخ حریت اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے......

معرکۂ کربلا حق و باطل کے درمیان فیصلہ کن ٹکر تھی ...... باطل اپنے تمام تر لاؤ لشکر کے ساتھ حق کے مقابل آیا یزیدی فوجوں نے اپنی تلواروں کا رخ قافلہ حسین کی جانب موڑ دیا اور وہ جملہ اسباب جن کا تعلق جبر واستبداد تیر وتفنگ نیزہ وسناں حرص وہوا اور دولت وثروت سے تھا وہ سارے کے سارے نظریہ حسین کے مخالف تھے اور وہ سب کچھ جس کا انحصار تقویٰ وطہارت صبر واستقامت اور حق ودیانت سے تھا وہ حسینی قافلہ کے پلڑے میں تھا...... بظاہر میدان کربلا میں شمشیر وسناں کی فتح تھی بدی کا غلبہ تھا اور حرص وہوا کی کامیابی تھی...... شہیدوں کی بکھری ہوئی لاشیں اہل بیت کے خیموں میں لپکتے ہوئے آگ کے شعلے تپتا ہوا صحرا امام ہمام کی لاش کو گھوڑوں کا روندنا اور یزیدی لشکر کا طبل فتح بجانا...... اس کے باوجود فاتح کون اور مفتوح کون تھا؟ اس کا فیصلہ تاریخ نے چھپا نہیں رکھا...... دنیا نے دیکھ لیا کہ یزید پلید حرفِ غلط کی طرح مٹ گیا خائب وخاسر ہو کر مرا اور حق سر بلند ہوا......

اس محسن ملت اور شہید اعظم کی فقید المثال شہادت سے درس حاصل کرنے کی بجائے آپ کے تذکار شہادت کے بیان میں بے جا افراط وتفریط سے کام لیا گیا۔

Marfat.com

ایک طبقہ نے اسے داستانِ غم کے طور پر لیا اور مقاصد شہادت کو سیاہ ماتمی پردوں میں چھپا دیا...... جب کہ دوسرے طبقہ نے تحقیق کے نام پر آپ کی تابناک شخصیت اور سنہری کارناموں کو کم سے کم تر دکھانے کی ناروا کوشش کی اور اس میں کافی حد تک تعصب بلکہ بغض و کینہ سے کام لیا......

اس پس منظر میں ضرورت اس امر کی تھی افراط و تفریط سے دامن بچا کر مستند اور ٹھوس ماخذ سے اصل حقائق پیش کیے جائیں...... زیرِ نظر کتاب رودادِ کربلا اسی سلسلہ کی ایک حسین اور خوبصورت کڑی ہے...... فاضل مصنف نے بہت سی غلط فہمیوں اور شبہات کا ازالہ کر دیا ہے سنی سنائی باتیں ذکر کر دینے کی بجائے خود تحقیق اور معیار کی کڑی کسوٹی پر پرکھنا فاضل مصنف کا طرۂ امتیاز ہے۔

ممتاز مذہبی سکالر محقق اور ادیب علامہ مفتی ظفر جبار چشتی جدید و قدیم علوم سے خوب خوب شناسائی کے مالک ہیں۔ آپ کا اندازِ تحریر نہایت عمدہ' محققانہ اور علمی ہے۔ آپ کی یہ تالیف قاری کی دلچسپی برقرار رکھتے ہوئے اسے راہِ تحقیق کا راہی اور حقیقت کا متلاشی بنا کر نتیجہ تک پہنچاتی ہے۔

سب سے اہم تر باتیں دو ہیں:

۱۔ مقصد شہادت کی تحقیق کہ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے اس عظیم سفر کا مقصد بغاوت محض حکومت کی طلب نہ تھا بلکہ غرض اعلاء کلمۃ اللہ اور دین کی سربلندی تھی۔ اتمام حجت کے لیے آپ کے خطبات اس کی دلیل ہیں حقیقت یہی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا شہادت گاہ تک آنا امر تکوینی کی تعمیل تھا۔

۲۔ دوسری اہم بات یہ کہ امام پاک رضی اللہ عنہ کے کئی ایسے ساتھیوں سے متعلق تفصیل

Marfat.com

سے حقائق بیان ہیں جس کی تشنگی عام دستیاب کتب سے دور نہیں ہوتی۔

متعدد خطبات امام پاک رضی اللہ عنہ اس کتاب کی زینت اور زیور ہیں ان کے سلیس ترجمہ سے مصنف کی محنت ولیاقت پر داد دینا پڑتی ہے۔ احادیث کی تخریج کا عمدہ اہتمام کیا گیا ہے۔

حاصل یہ کہ یہ کتاب سید الشہداء رضی اللہ عنہ کے سفر کربلا سے متعلق معلومات کا خزینہ ہے۔ ہر محب اہل بیت' طالب علم' سکالر اور خطباء کو اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں قلمی جولانیوں سے مزید بہرہ مند فرمائے اور ان کی اس عظیم کاوش کو مقبولیت عامہ سے نوازے۔ آمین ثم آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین صلی اللہ علیہ وسلم

مفتی محمد لطف اللہ نوری

دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور (اوکاڑہ)

Marfat.com

گروپ میچنگ.....؟

کمزوری، ضعیفی یا بیماری کوئی نئی چیزیں نہیں ہیں بلکہ انسان کے وجود میں آنے کے ساتھ ہی ان کا ظہور ہو گیا تھا. چونکہ انسان کو اللہ تعالی نے جملہ مخلوقات سے ممتاز فرمایا اس لئے اسے علم وحکمت سے بھی بہرہ مند کیا. عقل وشعور اور دانش کی بے پایاں دولت سے نوازا، جس کی بنا پر اسے کمزوری، ضعیفی اور بیماری کو کنٹرول کرنے کی صلاحیتیں عطا کیں۔

ہر دور میں ضعف وناتوانی کو دور کرنے کیلئے بڑے بڑے حکیم حاذق، اور قابل ترین طبیب ہوئے اور زمانے بھر میں محبوبیت ومقبولیت کی شہرت پائی۔

کمزوری وضعف روحانی ہو یا جسمانی، بیماری ظاہری ہو یا باطنی ہر مرض کا علاج موجود ہے کیونکہ سید عالم فخر صادق نبی اکرم رسول اعظم وخاتم ﷺ کا ارشاد ہے کل داء دواء ہر مرض کا علاج ہے، ہر بیماری کی دوا ہے۔

جیسے ظاہری بدن کی نقاہت مادی ادویات سے دور کی جاتی ہے ایسے ہی روحانی جسم کی نقاہت وکمزوری روحانی غذائیت سے دور کی جاسکتی ہے۔

گذشتہ زمانے غذائیت سے علاج کیا جاتا تھا فی زمانہ ادویات وغذائیت کے ساتھ ساتھ انسانی جسم کی کمزوری کو ڈاکٹر حضرات ڈرپ یا خون سے دور کرتے ہیں. خون ہر شخص کا نہیں لیا جاتا بلکہ ڈاکٹری فارمولے کے مطابق جس شخص کا خون بیمار کے خون سے مطابقت رکھتا ہو اس سے کیا جاتا ہے. جو آجکل کی اصطلاح میں گروپس کے الگ الگ نام رکھے گئے ہیں اے پازیٹو بی نیگیٹو وغیرہ۔

Marfat.com

جب تندرست کا خون، بیمار کے خون سے میچ ہو گا وہی خون میچنگ کی بنا پر بیمار کے وجود میں سپلائی کیا جائے گا۔ علاج کی یہ قسم اب بڑی تیزی سے بروئے عمل لائی جا رہی ہے۔ لہٰذا ان تمہیدی کلمات کو سامنے رکھئے اور بلا تمثیل سمجھئے۔

جب یزیدی دور میں اسلام کی حالت انتہائی نا گفتہ بہ ہو چکی تھی، کمزوری کا یہ عالم تھا کہ حضرت سید الشہداء امام عالی مقام حضرت امام حسین علیہ السلام کو اپنے بچوں سمیت میدان کربلا میں لانے کی ضرورت پیش آئی تا کہ اپنا اور اپنی اولاد اور رفقائے خاص کا خون اسلام کے وجود میں انڈھیل کر اسکی نقاہت و کمزوری کہ دور کیا جا سکے۔

قدرت نے جب اسلام کی قوت و طاقت کی بحالی کیلئے خون کی میچنگ کی تو وہ امام عالی مقام اور آپ کی اولاد امجاد کے خون سے ہوئی لہٰذا آپ نے اللہ تعالی کی رضا کے حصول کے لئے اپنا اور اپنے اور اپنے خواص کا خون دے کر اسلام کی عزت و جرات کی طاقت میں اتنا مظبوط اضافہ کیا کہ صدیاں گذر جانے کے باوجود بھی باغ رسالت سبز و شاداب اور اسلام زندہ و پائندہ ہے۔ (فراز) الہ آبادی نے کیا خوب فرمایا

تیرے جوان قاسم و خون سے
سر سبز آج باغ رسالت ہے یا حسین

اور ظفر علی خان یوں پکار رہے ہیں.

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

سلطان الہند خواجہ خواجگاں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی یہ شہرہ

Marfat.com

آفاق رباعی بھی میرے خیالات کی (نوید) ثابت ہوگی

شاہ است حسین بادشاہ است حسین
دیں است حسین دیں پناہ است حسین
سرداد نداد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لاالہ است حسین

پیش نظر تصنیف لطیف محترم ومکرم حضرت مولانا مفتی ظفر جبار چشتی نے امام عالی مقام اور شہدائے کربلا کے حضور بطور عقیدت نذر کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ حضرت علامہ مفتی ظفر جبار چشتی ایک فاضل عالم دین ہیں اور ان کا علم پختہ ہے ان کی باتیں تحقیق کے معیار پر پوری اترتی ہیں اور انہوں نے وقت کی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے بہت ہی عمدہ مدلل کتاب تحریر فرمائی ہے میں اس بہترین کاوش پر موصوف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ دعا ہے اللہ تعالی موصوف کی اس عقیدت ومحبت کو قبولیت کا شرف عطا فرمائے پہلے بھی اس موضوع پر ایک کتاب لکھ چکے ہیں، یہ نقش ثانی سمجھئے گو راقم کتاب ھذا کو بعض مقام سے ہی دیکھ پایا ہے انداز عمدہ اور اچھا ہے۔

آخر میں حضرت مولانا علامہ ضیاء القادری کے اس شعر کہ ہدیہ قارئین بنایا جاتا ہے

حسین ابن علی کی شان رفعت کوئی کیا جانے
حسن جانے علی جانے، نبی جانے خدا جانے

فقط

محمد منشاء تابش قصوری

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور پاکستان

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین و العاقبۃ للمتقین و الصلوٰۃ و السلام علٰی سیّدنا محمد الرؤف الرحیم و علٰی الہٖ و اصحابہٖ و اولیاء امتہ و علماء الھادین الٰی یوم الدین اما بعد!

تاریخ کا کوئی عہد عظیم المرتبت افراد کے وجود سے خالی نہیں رہا۔ جب سے انسان قابل ذکر رہا آسمانی ہدایت کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا۔ اولی العزم انبیاء نے شریعتوں کے ذریعے مقاصد حیات کی وضاحت کی۔ ان انبیاء کی تعلیم کا مخاطب انسان تھا۔ اور ہدف ایک ایسے معاشرے کا قیام تھا جہاں انسان انفرادی اور اجتماعی سطح پر اپنی چھپی ہوئی صلاحیتوں کو اُجاگر کر سکے۔ لیکن مخصوص گروہوں کی طرف سے ہر نبی کو سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا تاریخ عالم پر نظر دوڑائیں آپ کو جراتوں اور شجاعتوں کے پیکر ایسے ان گنت عظیم انسان نظر آئیں گے جنہوں نے مال نثار کر دیا۔ اولاد قربان کر دی اور جان چلتے آروں اور دہکتے انگاروں کے سپرد کر دی لیکن ان کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ دنیا کا کوئی جبر، طاغوت کا کوئی لشکر اور ظلم و استبداد کا کوئی ہتھکنڈہ ان کی گردن باطل کے آگے جھکا نہ سکا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی مقدس تاریخ قرآن و سنت کے سینہ میں محفوظ ہے۔ کیا حضرت زکریا علیہ السلام کو آرے سے نہیں چیرا گیا؟ کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کو بھڑکتی آگ کے الاؤ میں نہیں پھینکا گیا؟ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تختہ دار پر لٹکانے کا مکمل بندوبست نہیں کیا گیا؟ کیا حضور سیّد عالم ﷺ کو طائف کے بازاروں میں پتھر مار مار کر لہولہان نہیں کیا گیا؟ جبر و استبدا ۔۔۔۔ ن ساحر ۔ تو ح

Marfat.com

امام الانبیاء ﷺ کی ذات اقدس پر نہیں آزمایا گیا؟ اور غلامان محمد ﷺ پر ظلم کی کون سی داستان نہیں دہرائی گئی؟ کون ہے جو حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کے بدن اقدس کے دولخت ہونے کے خونی منظر کو فراموش کر دے؟ ہے کوئی جو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دہکتے ہوئے کوئلوں پر لیٹنے اور سینے پر ظالموں کے کھڑا ہونے کی خونچکاں داستان قصہ ماضی بنا دے؟ اور آگ برساتی دھوپ میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بھسم کر دینے والی ریت پر لٹایا جانا سینے پر بھاری پتھر کی سل اور سر پر کوڑے برساتا ہوا ظالم آقا! کیا تاریخ حق کے ان علمبرداروں کو فراموش کر سکتی ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں تاریخ عالم کا حسن و جمال انہی پر عزم افراد کا مرہون منت ہے جنہوں نے اپنا سب کچھ لٹا دیا لیکن باطل انہیں نہ ڈرا سکا نہ جھکا سکا۔ اس جدلیاتی علم میں اہل اللہ میدان عمل میں اتر کر ضد انقلاب قوتوں کے اقتدار کو چیلنج کرتے نظر آتے، ان مقدس افراد نے انبیاء کے انقلابی پیغام کو زندہ رکھنے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے میں کبھی دریغ نہیں کیا۔ ان ہی عظیم شخصیتوں میں سے ایک ہستی ''امام حسین رضی اللہ عنہ'' ہیں۔ جن کے نانا اللہ کے رسول ﷺ جن کے والد داماد رسول جن کی ماں بنت رسول جن کا بھائی جگر پارہ بتول رضی اللہ عنہا جنہوں نے اسلام کی خاطر جان و مال کا نذرانہ پیش کیا۔ گھر بار چھوڑ کر اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کیلئے ہجرت کی قدم قدم پر رسول اللہ ﷺ کی شریعت کی حفاظت کی امام حسین رضی اللہ عنہ تاریخ اسلام کا وہ کردار ہے جس کا ذکر صدر اول سے آج تک زندہ ہے برس ہا برس بیت جانے کے باوجود امام حسین رضی اللہ عنہ کی جرأت و استقامت وفا شعاری و راست بازی دین حق اعلائے کلمۃ الحق کے لئے حقیقی طور پر سر دھڑ کی بازی لگا دینے کے تذکرے ہوتے رہے ہیں، ہوتے رہیں گے۔ جب تک شفق نیلگوں پر ستارے

Marfat.com

جھلملاتے رہیں گے۔ جب تک سورج اپنی نقرئی کرنوں سے عالم ہستی پر ضوپاشی کرتا رہے گا جب تک مؤذن کی اذان کی گونج سنائی دیتی رہے گی اور جب تک خدا اور رسول ﷺ کا نام لیوا ایک فرد بھی باقی رہے گا۔ ذکر حسین رضی اللہ عنہ ہوتا رہے گا اور یہ مقدس ذکر تمام غموں کے ساتھ لبوں پر جاری رہے گا۔ شہادت حسین رضی اللہ عنہ کا تذکرہ اہل ایمان کو ایک نیا عزم اور تازہ ولولہ بخشتا رہے گا اس لئے کہ حسین رضی اللہ عنہ زندہ ہیں۔ ان کا نام زندہ ہے ان رضی اللہ عنہ کا کردار زندہ ہے اور تا قیامت زندہ رہے گا۔ (انشاء اللہ)۔ قرآن پاک کی تفاسیر احادیث کے مجموعوں اور سیرت و تاریخ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعات موجود ہیں۔ ہر عہد کے حریت نوازوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے اسوۂ حسنہ سے تقویت حاصل کی۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے مختلف انداز میں ہر دور کو متاثر کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی قربانی استقلال اور صبر پر ایک دنیا فریفتہ ہے۔ درد اور اعلیٰ انسانی اقدار کے حوالے سے آپ رضی اللہ عنہ کی ذات کے گرد تخلیق ہونیوالا ادب انسانی تاریخ میں اپنی مثال آپ ہے۔ حق و صداقت کے پرستاروں کے لئے حسینی ادب روشنی کا عظیم مینار ہے۔ انسانی زندگی میں مہہ و سال کا بڑا عمل دخل ہے۔ ذوی الحج کا مہینہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کے حوالے سے بڑا محترم ہے تو ربیع الاول اور شعبان خاتم الانبیاء ﷺ کی نسبت سے ہمیں بہت ہی عزیز ہے۔ رمضان المبارک نزول قرآن کے باعث عظمتوں کا حامل ہے۔ لیکن اسلامی کلینڈر میں محرم الحرام وہ واحد مہینہ ہے جو آل رسول ﷺ کی شہادت کی وجہ سے یادگار بنا۔ آل ﷺ کی عظیم قربانیوں کے حوالے سے تمدنی ورثہ میں اعلیٰ بشری اقدار کی علامت کے طور پر پہچانا جاتا ہے۔ محرم ان تمام اقدار کا عملی اظہار ہے جو ربیع الاول، شعبان، رمضان، ذوی الحج کی شکل میں

Marfat.com

انسانیت کو حاصل ہوئے۔ اگر رسالت مآب ﷺ کی محبت ومودت ہمارے ایمان کا مرکزی نقطہ ہے تو جن سے آپ ﷺ کا والہانہ پیار تھا اور جنہیں آپ ﷺ نے اپنے جسم کا ٹکڑا قرار دیا اور جن سے محبت کا اظہار گھر سے باہر گروہ اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں بار بار کیا۔ تا کہ محبت کا یہ اظہار روز روشن کی طرح جریدہ عالم پر ثبت ہو جائے۔ ان سے محبت اور ان کے ذکر کے لئے ایک مومن مسلمان کو کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں رہتی۔ ہر نماز میں سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا مرسلین ﷺ کی اولاد پر درود بھیجنے سے نا صرف نماز ہی قبول ہوتی ہے بلکہ ہر نماز کی وجہ سے آل نبی اولادِ علی رضی اللہ عنہ سے محبت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور درود کا علم ایک ایسا روحانی جزو ہے کہ اس کی ادائیگی کے بغیر کوئی نماز مکمل ومقبول نہیں ہوتی۔ جب ہماری روزمرہ زندگی میں رسول اللہ ﷺ کے متعلقین کا ذکر اس تواتر سے ہو تو لازم ہے کہ ان کی زندگی کا بھی مطالعہ کیا جائے تا کہ یہ بھی دیکھا جا سکے کہ رسول اللہ ﷺ کے مشن میں مدد کرنے والے عزیز واقرباء کا کردار کیا تھا۔ جن کی محبت کو رسول اللہ ﷺ نے جزو ایمان قرار دیا۔

اور کیا یہ حقیقت نہیں کہ امام حسین علیہ السلام اہل بیت میں بلاء اتفاق شامل ہیں اور اہل بیت کے متعلق قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ کیوں فراموش کر دی جاتی ہے؟ جس میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل بیت کے دلوں کو یوں پاک کرنا چاہتا ہے جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہے اور تطہیر کا کم سے کم درجہ دل کا حب دنیا سے پاک ہونا ہی تو ہے اس سے واضح ہوا کہ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کا دنیا کی محبت سے پاک ہونا تو قرآن مجید کی واضح آیت سے ثابت ہے۔ اب بھی اگر کوئی کہے امام حسین رضی اللہ عنہ حکومت کے لالچ

Marfat.com

میں گئے تھے تو آخر وہ کس منہ سے اپنے آپ کو مومن کہتے ہیں اور کیا ترمذی شریف کی روایت فراموش کی جاسکتی ہے جس میں حضور ﷺ نے اہل بیت اور قرآن مجید کے متعلق فرمایا کہ یہ دونوں جدا نہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس آجائیں۔کیا یہ حدیث پاک واضح الفاظ میں اعلان نہیں فرمارہی ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کیا وہ قرآن کے مطابق ہی تھا۔حسین رضی اللہ عنہ قرآن کے ساتھ اور قرآن حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ! اس کے باوجود بھی اگر کوئی امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی کہتا ہے تو وہ خود فیصلہ کرے کہ وہ ذلالت، گمراہی کے کس گڑھے میں گرا جارہا ہے۔امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی عظمت اور موقف کی صداقت میں کیا وہ حدیث کافی نہیں جن میں امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کو جوانان جنت کا سردار کہا گیا ہے۔خدارا خود ہی سوچئے کیا سیّد الشباب اہل الجنہ کو دنیاوی لالچ میں گرفتار سمجھنا گمراہی نہیں تو ہدایت کی کون سی قسم ہے؟ امام عالی رضی اللہ عنہ کی عظمت وشرافت کا اقرار صرف تاریخ نہیں عقیدہ ہے اور عقیدہ قرآن و سنت سے بنتا ہے۔امام حسین رضی اللہ عنہ کی عظمت پر قرآن وسنت شاہد ہے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ امت مسلمہ ہمیشہ سے امام حسین رضی اللہ عنہ کی بارگاہ اقدس میں محبتوں کے خراج اور عقیدتوں کے نذرانے پیش کرتی رہی ہے اور شہادت حسین رضی اللہ عنہ پر ہمیشہ اشک بار رہی ہے۔شاید کربلا میں بہنے والے ایک قطرہ کے عوض آنسوؤں کے کئی کئی سمندر بہائے جا چکے ہیں لیکن پھر بھی غم حسین رضی اللہ عنہ کا کرب کم نہیں ہوا بڑھتا ہی جارہا ہے ستم بالائے ستم یہ کہ ان محسن ملت اور شہید اعظم کی فقید المثال شہادت سے درس حاصل کرنے کی بجائے آپ کے تذکار شہادت کے بیان میں بے جا افراط وتفریط سے کام لیا گیا۔جبکہ کچھ بیمار ذہنیت کے حامل لوگ یہ مسموم فقرے پھیلانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں

Marfat.com

کہ یزید برحق تھا اور امام حسین رضی اللہ عنہ نے خلیفہ برحق کے خلاف بغاوت کی۔ آپ نے یہ خروج صرف دنیاوی لالچ کی وجہ سے کیا (نعوذ باللہ)

بقول علامہ اقبال ؎

حقیقت خرافات میں کھو گئی
یہ امت روایات میں کھو گئی

☆☆☆

ہوس بالائے منبر ہے تجھے رنگین بیانی کی
نصیحت بھی تیری صورت ہے اک افسانہ خوانی کی

اس پس منظر میں ضرورت اس امر کی تھی کہ افراط وتفریط سے دامن بچا کر مستند اور ٹھوس ماخذ سے اصل حقائق پیش کیے جائیں۔ میں نے اپنی اس حقیر سے کاوش میں کوشش کی ہے کہ جہاں ٹھوس حقائق پیش کئے جائیں۔ کہ جس میں امام حسین رضی اللہ عنہ کا صرف تذکرہ ہی نہ ہو بلکہ یہ ذکر موضوعاتی شکل میں ہو جائے۔ میں نے اس کتاب کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے پہلے اہل بیت کے فضائل و مناقب دوسرا امام حسین رضی اللہ عنہ کی سیرت مطہرہ کے مختلف گوشوں کو اجاگر کیا ہے اور تیسرے میں مستند حوالوں سے امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی داستان شہادت رقم کی ہے اور چوتھے میں شہادت کے بعد کے واقعات اور یزید پلید کے متعلق ٹھوس شواہد تحریر کئے ہیں کچھ لوگ جو شہادت امام عالی رضی اللہ عنہ مقام میں لمبے لمبے مکالمے پڑھ کر شہادت کا ایک مخصوص نقشہ اپنے ذہن میں بٹھائے بیٹھے ہیں انہیں شائد یہ کتاب عجیب سی محسوس ہو لیکن ان مکالمات اور افسانوی قصوں کو نہ لکھنا میری مجبوری تھی کیوں کہ میں نے تاریخ بتانی تھی بنانی نہیں تھی۔ تاریخ

Marfat.com

کے ان مکالمات کا ذکر نہ کرنے کا میرے پاس علم کا کوئی ایسا خصوصی ذریعہ نہیں جس کی بنیاد پر ان واقعات اور مکالمات کو معتبر سمجھوں جس کے متعلق تاریخ اور امہات الکتب نہ صرف خاموش بلکہ ان کی منکر نظر آتی ہیں۔ اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے اس کے کتاب پر کافی محنت کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ میرے ممدوح سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شخصیت اتنی عظمتوں کی حامل ہے کہ مجھ جیسے حقیر اور عاجز انسان کو اس موضوع میں قلم اُٹھانے کا خوف دامن گیر تھا۔ محبت کا تقاضہ تھا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے مداحوں میں داخل ہو کر حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت اپنے لئے یقینی بنا لوں کتاب کے حصول کے لئے حتی المقدور تگ و دو کی معزز علماء دین سے رہنمائی لیتا رہا۔ اگرچہ موضوع کے اعتبار سے یہ ایک مکمل کاوش ہے لیکن پھر بھی ارباب علم و دانش کو اس میں کچھ فروگذاشت نظر آئیں تو انہیں میری ناقص العقل اور میرے کوتاہی علم و نظر پر محمول کرتے ہوئے اپنے مفید مشوروں سے مستفید فرمائیں۔ احسان فراموشی ہو گی کہ اگر میں اپنے پیرو مرشد پیکر صبر و رضا سیّد اہل وفا علامہ پیر سیّد ریاض حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم القدسیہ جن کی نگاہ ولایت سے مجھے یہ سعادت حاصل ہوئی کہ میں نے ان سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات طیبہ پر بارہ ضخیم جلدوں میں اسوۃ النبی کے نام سے سیرت طیبہ تحریر کی اور قرآن مجید کا ترجمہ ''ریاض الایمان'' جو شائع ہو چکا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ پیرو مرشد کی نظر ولایت ہے کہ رب کائنات نے اپنے محبوب کی نعلین شریف کے صدقے یہ سعادت مجھے عطا کی ورنہ میں اس قابل کہاں۔ اور یہاں میں خصوصاً اپنے استاد محترم استاذ العلماء، جانشین محدث قصوری شیخ الحدیث حضرت صاحبزادہ پیر مفتی محمد سعادت علی قادری دامت برکاتہم العالیہ کا تذکرہ ضرور

Marfat.com

کروں گا کہ جب میں حضرت کی خدمت میں دارالعلوم حاضر ہوا تو قبلہ استاد محترم نے کمال شفقت فرمائی میں نے آپ کے حکم سے کتاب پیش کی حضرت کتاب کا مطالعہ فرماتے جاتے اور ساتھ فرط غم میں آپ کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو بھی نکل آئے یہاں تک کہ متعدد بار آپ کے غم حسین میں بہنے والے آنسو کتاب کے اوراق پر بھی گرے حضرت قبلہ نے اپنے رومال سے انہیں صاف کیا تو مجھے اس بات کا بخوبی اندازہ ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے میری اس کاوش کو اپنی بارگاہ صمدیت میں قبول فرمالیا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد چند جگہ پر میری رہنمائی فرماتے ہوئے تقریظ تحریر شروع کی لیکن فرط غم میں بہنے والے آنسو بدستور جاری تھے۔ اس کے بعد ان حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کو مکمل کرنے میں میرے ساتھ بھرپور تعاون فرمایا۔ جس میں فاضل جلیل حضرت علامہ محمد سجاد حسین قادری صاحب، علامہ مفتی لطف اللہ صاحب مدرسہ جامعہ حنفیہ، فریدیہ بصیر پور شریف، ادیب ملت حضرت علامہ مولانا الحاج محمد منشاء تابش قصوری صاحب، مدرسہ جامعہ نظامیہ لاہور، عالم نبیل حضرت علامہ صاحبزادہ مفتی عبدالرحمٰن جامی صاحب اور ممتاز دانشور، ادیب وصحافی محمد نواز کھرل صاحب مرکزی سیکرٹری اطلاعات جماعت اہل سنت پاکستان فاضل جلیل حضرت علامہ پیر سید منور حسین شاہ صاحب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ ان حضرات نے اپنا قیمتی وقت نکال کر مسودے کو پڑھا، مجھے گراں قدر مشوروں سے نوازا اور اپنی مبسوط آراء رقم فرمائیں اور ملک شبیر حسین صاحب اور شبیر برادرز کی انتظامیہ کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کو خوبصورت انداز اور تمام تر طباعتی حسن کے ساتھ شائع کرنے کا ذمہ اٹھایا اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو بہترین جزائے خیر عطاء فرمائے۔

Marfat.com

آخر میں انتہائی عاجزی اور انکساری سے رب کائنات کے حضور دعا گو ہوں کہ خدائے مصطفیٰ ﷺ میری حقیری کاوش کو اپنی بارگاہ اقدس میں قبول فرما کر مقبولیت عامہ سے نوازے اور اسے میرے لئے کفارہ سیئات بنائے اور بروز محشر میرا اور میرے تمام بزرگوں کا حشر اہل بیت اطہار کے قدموں میں کرے اور ہم سب کا شمار غلامان حسین رضی اللہ عنہ میں کرے آمین ثم آمین۔

خاکپائے آل رسول

ابوحمزہ ظفر جبار چشتی

☆☆☆☆☆

Marfat.com

تاج ور صبر کا شاہ گل گوں قبا
کشتہ ہر جفا شاہ گل گوں قبا
وہ قتیل رضا شاہ گل گوں قبا
اس شہید بلا شاہ گل گوں قبا
بے کس دشت غربت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سیرت و کردار

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستان حرم
نہایت اس کی حسین، ابتدا ہے اسماعیل

نام ونسب

آپ کا اسم گرامی حسین کنیت ابوعبداللہ اور لقب سبط الرسول اور ریحانۃ الرسول ہے نسب مبارک اس طرح ہے۔ حسین ابن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصیٰ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ، آپ کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا بنت محمد رسول اللہ ہے۔

خواب اور تعبیر

حضرت سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا بنت الحارث سے روایت ہے کہ میں نے ایک خواب پریشان دیکھا تو اس حال پریشان میں بارگاہ رسالت ماب ﷺ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نے بہت سخت عجیب خواب دیکھا ہے آپ نے فرمایا وہ کیا ہے جو تم نے دیکھا عرض کیا وہ بہت ہی ڈراؤنا خواب ہے آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں تم بیان کرو عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نے دیکھا ہے کہ آپ کے جسم اقدس کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھ دیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا اے ام الفضل یہ

Marfat.com

گھبرانے کی بات نہیں ہے یہ تو بڑا مبارک خواب ہے، اس کی تعبیر یہ ہے کہ انشاء اللہ میری بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرا کو اللہ تعالیٰ بیٹا عطا فرما دے گا جسے تم اپنی گود میں لوگی۔

(مشکوۃ باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ)

ولادت باسعادت

حضرت سیدہ ام الفضل بن حارث جو حضور ﷺ کی چچی اور نبی علیہ السلام کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی رفیقہ حیات تھیں اپنا خواب سنا کر اور اس کی تعبیر سن کر چلی گئیں تھیں۔ زمانہ گزرتا گیا یہاں تک کہ ۴ھ کے ماہ شعبان المعظم کی پانچ تاریخ ہوئی۔ تو حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے ہاں مدینہ طیبہ میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ آپ کی بشارت کے مطابق حدیث میں آتا ہے۔

فَوَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحُسَيْنَ وَكَانَ فِيْ حِجْرِيْ كَمَا قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

نام حسین رضی اللہ عنہ

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی ولادت ہوئی تو وہ انہیں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لائیں، لہذا آپ ﷺ نے ان کا نام حسن رکھا اور جب حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو انہیں حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں لا کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ (حسین) اس (حسن) سے زیادہ خوبصورت ہے، لہذا آپ نے اس کے نام سے اخذ کر کے اس کا

Marfat.com

نام حسین رکھا۔ (المصنف عبدالرزاق ۴:۳۳۵ رقم الحدیث ۷۹۸۱، تاریخ دمشق الکبیر ابن عساکر ۱۴:۱۱۹، سیر اعلام النبلا ذہبی ۳:۲۸۴، تہذیب الکمال مزی: ۶:۲۲۴)

حسن اور حسین جنت کے دو نام

مفضل سے روایت ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حسن اور حسین کے ناموں کو حجاب میں رکھا یہاں تک کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے بیٹوں کا نام حسن اور حسین رکھا۔ (الشرف المؤبد نبہانی ۲۴۴، تہذیب الاسماء نووی ۱، ۱۶۲ رقم الحدیث: ۱۱۸، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ابن اثیر ۲: ۱۳)

حضور ﷺ کا امام حسین رضی اللہ عنہ کے کان میں اذان کہنا

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حسین کی ولادت پر ان کے کان میں اذان دی۔ (المستدرک حاکم ۳:۱۹۷ رقم الحدیث ۴۸۲۷ تلخیص الحبیر عسقلانی ۴:۱۴۹ رقم الحدیث ۱۹۸۵، خلاصۃ البدر المنیر ابن ملقن انصاری ۲:۳۹۱ رقم الحدیث ۲۷۳۱، نیل الاوطار شوکانی ۵:۲۲۹ حاکم نے اس روایت کی اسناد کو صحیح قرار دیا ہے جب کہ بخاری و مسلم نے اس کی تخریج نہیں کی۔)

آپ رضی اللہ عنہ کا عقیقہ حضور ﷺ کی طرف سے

جب حضور نبی اکرم ﷺ نے آپ کے کان میں اذان دی تو اور تکبیر کہی اور اپنا لعاب دہن ان کے منہ میں ڈالا اور آپ کے حق میں دعا فرمائی اور آپ کا نام حسین

Marfat.com

رکھا اور حکم دیا کہ ساتویں دن اس کا عقیقہ کرو، اور بالوں کو اتار کر اس کے ہم وزن چاندی خیرات کردو۔

روایت میں ہے کہ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حسن اور حسین میں سے ہر ایک کی طرف سے ایک ہی جیسے دو دنبے عقیقہ میں ذبح کیے۔

(مستدرک الحاکم ۴:۲۶۵ رقم الحدیث ۷۵۹۰)

نیز حدیث میں ہے کہ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حسن اور حسین کی پیدائش کے ساتویں دن ان کی طرف سے دو بکریاں عقیقہ میں ذبح کیں۔ (المصنف عبدالرزاق ۴:۳۳۰ رقم الحدیث: ۷۹۶۳ مجمع الزوائد ہیثمی ۴:۵۸ صحیح ابن حبان ۱۲:۱۲۷ رقم الحدیث ۵۳۱۱ تحفۃ المحتاج وادیاشی ۲:۵۳۷ رقم الحدیث ۱۷۰۰ موارد الظمآن ہیثمی ۱:۲۵۰ رقم الحدیث ۱۰۵۶)

آپ رضی اللہ عنہ کی پرورش

جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو اس وقت آپ کے بڑے بھائی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی مدت رضاعت یعنی دودھ پلانے کا زمانہ ختم نہیں ہوا تھا۔ اس لئے حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی چچی ام فضل رضی اللہ عنہا سے فرمایا آپ حسین رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا کرو۔ چنانچہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کا نہیں بلکہ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا، اس لئے حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے جسم اطہر کا ٹکڑا ام فضل بنت حارث کی گود میں آ گیا، حضرت ام الفضل نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی

Marfat.com

محبت فرمائی جیسی حقیقی بیٹے سے ہوتی ہے۔ آپ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی پرورش میں نہایت والہانہ محبت فرما کر آپ کے لئے اپنے تمام آرام قربان کر دیئے جیسا کہ ایک حقیقی ماں کرتی ہے۔

تعلیم و تربیت

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے بچپن کے سات سال سات ماہ اور سات دن اپنے نانا جان حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش میں رہے، گو آپ کو زیادہ مدت نانا جان کی زیر تربیت رہنے کا موقع نہ ملا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری پردہ فرما گئے لیکن پھر بھی سات سال سات ماہ کا جو موقع حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے حاصل ہوا وہ کسی کو نہ ملا آپ اکثر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ ہی رکھتے اور خود ہر چیز کے آداب سکھاتے تھے۔ امام بخاری ایک واقعہ اپنی کتاب حدیث میں درج فرماتے ہیں کہ

ایک مرتبہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں زکوۃ کی کھجوروں کا ٹوکرا آیا اتنے میں امام حسین تشریف لائے اور بچے ہی تھے کہ ایک کھجور اٹھا کر منہ میں رکھ لی، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت آپ کے منہ میں انگلی ڈال کر کھجور نکالتے ہوئے فرمایا کخ کخ، نبی کے اہل بیت زکوۃ نہیں کھایا کرتے، سبحان اللہ (بخاری ۲:۱۲۹ طبع مصر)

اللہ محفوظ رکھے ہر بلا سے — خصوصاً جھوٹی سیادت کے دعوی سے

جبرائیل کا داد دینا

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے سامنے حسنین کریمین کشتی لڑ رہے تھے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے حسن جلدی کرو سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے کہا: یارسول اللہ ﷺ آپ صرف حسن کو ہی ایسا کیوں فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کیونکہ جبرائیل امین حسین کو جلدی کرنے کا کہہ کر داد دے رہے تھے۔ (المعجم ابو یعلی ۱:۱۷ رقم الحدیث ۱۹۶ الاصابہ عسقلانی ۲:۷۷ رقم الحدیث ۱۷۶۲، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ابن اثیر ۲:۲۶ الکامل ابن عدی ۵:۱۸ رقم الحدیث ۱۱۹۱)

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کیساتھ حضور نبی اکرم ﷺ کا والہانہ پیار

احادیث صحیحہ اور روایات مصدقہ پر جب غور کیا گیا تو معلوم ہوا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کو امام حسین رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ محبت تھی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری ان آنکھوں نے دیکھا اور کانوں نے سنا، حضور نبی اکرم ﷺ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں کو پکڑے ہوئے تھے اور حسین رضی اللہ عنہ نے پاؤں حضور نبی اکرم ﷺ کے پاؤں پر رکھے ہوئے تھے اور حضور نبی اکرم ﷺ فرما رہے تھے اے ننھے منھے قدموں والے چڑھ آ چڑھ آ۔ چنانچہ امام حسین رضی اللہ عنہ جسم اطہر پر چڑھتے گئے یہاں تک کہ اپنے قدم حضور نبی اکرم ﷺ کے سینہ پر رکھ دیئے پس آپ نے فرمایا منہ کھول، پھر آپ نے اپنا لعاب دہن حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے منہ میں ڈالا اور چوم لیا، پھر فرمایا اے اللہ تو اسے محبوب رکھ میں اسے محبوب رکھتا ہوں۔

(اصابہ ابن حجر عسقلانی، استیعاب ۱:۱۴۴، ۱۴۵)

Marfat.com

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور نسب خصوصی

حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا حسین مجھ سے اور میں حسین سے ہوں جو حسین سے محبت کرے گا اللہ اس کے ساتھ محبت کرے گا حسین میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ (استیعاب ۱: ۱۴۴، ۱۴۵)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا قیامت کے دن میرے حسب ونسب کے سوا ہر سلسلہ نسب منقطع ہو جائے گا۔ ہر بیٹے کی باپ کی طرف نسبت ہوتی ہے ماسوائے اولاد فاطمہ کے کہ ان کا باپ بھی میں ہوں اور ان کا نسب بھی میں ہی ہوں۔ (فضائل صحابہ احمد بن حنبل ۲: ۶۲۶ رقم الحدیث ۱۰۷۰، البیان والتعریف حسینی ۲: ۱۴۵ رقم الحدیث ۱۳۶۱، ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ محب طبری ۱: ۱۶۹، المصنف عبدالرزاق ۶: ۱۶۴ رقم الحدیث ۱۰۳۵۴، سنن الکبریٰ بیہقی ۷: ۶۴ رقم الحدیث ۱۳۱۷۲، المعجم الاوسط طبرانی ۶: ۳۵۷، رقم الحدیث ۶۶۰۹ المعجم الکبیر طبرانی ۳: ۴۴ رقم الحدیث ۲۶۳۳ مجمع الزوائد ہیثمی ۴: ۲۷۲)

اس سے معلوم ہوا کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضور نبی اکرم ﷺ کا خصوصی نسب اور خاص تعلق ہے اور اسی تعلق کی بناء پر یہاں تک فرما دیا کہ جو میرے اس حسین سے محبت کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے گا۔

راکب دوش مآب ﷺ امام حسین رضی اللہ عنہ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے

Marfat.com

حسنین کریمین رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر فرمایا: اے اللہ میں نے ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما۔

(جامع صحیح ترمذی ۵:۶۶۱ ابواب المناقب رقم الحدیث ۳۷۸۲ سیر اعلام النبلا ذہبی ۳:۲۵۲، نیل الاوطار شوکانی ۶:۱۴۰، ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے۔)

نیز ایک اور روایت میں ہے کہ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو کندھے پر اٹھائے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں۔ اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما۔ (نزول الابرار)

آغوش نبوت و محبت سیدنا امام حسینؓ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے پس حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور آپ کی آغوش اقدس میں لیٹ گئے اور اپنی انگلیاں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش اقدس میں ڈالنے لگے، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا منہ مبارک کھولا اور اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں ڈال دی پھر فرمایا اے میرے اللہ میں اس کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی اسے محبوب رکھ اور جو اس کے ساتھ محبت کرے گا تو بھی اس کے ساتھ محبت فرما۔ (تاریخ دمشق ابن عساکر)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور لعاب حسین رضی اللہ عنہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے اس

Marfat.com

حال میں دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے لعاب کو اس طرح چوس رہے ہیں جیسا کہ آدمی کھجور چوستا ہے۔ (الضحاک ص ۱۰۲)

جگر گوشہ رسالت اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ

حضرت زید ابن زیاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پس حضور نبی اکرم ﷺ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے نکلے تو آپ کا گزر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر کے دروازے سے ہوا تو آپ نے سنا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ رو رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ رضی اللہ عنہا تم جانتی ہو کہ حسین کے رونے سے میرے دل کو تکلیف ہوتی ہے یعنی اس کو رونے نہ دیا کرو۔ (نزل الابرار ص ۵۵)

سردار اہل جنت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔

(جامع صحیح ترمذی ابواب المناقب ۵:۶۵۶ رقم الحدیث ۳۷۶۸، سنن الکبری نسائی ۵:۵۰ رقم الحدیث ۸۱۶۹، صحیح ابن حبان ۱۵، ۴۱۲ رقم الحدیث ۶۹۵۹، مسند احمد بن حنبل ۳:۳ رقم الحدیث ۱۱۰۱۲، المصنف ابن ابی شیبہ ۶:۳۷۸ رقم الحدیث ۳۲۱۷۶، المعجم الاوسط طبرانی ۲:۳۴۷ رقم الحدیث ۲۷۷۸، موارد الظمان ہیثمی ۱:۵۵، رقم الحدیث ۲۲۸ ،مجمع الزوائد ہیثمی ۹:۲۰۱ ہیثمی نے اس کے رواۃ کو صحیح قرار دیا ہے، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور سیوطی ۵:۴۸۹، خصائص علی نسائی ۱:۱۴۲ رقم الحدیث ۱۲۹، معارج القبول حکمی ۳:۱۲۰۰)

Marfat.com

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:
حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ تمام جوانان جنت کے سردار ہیں۔ (المعجم الکبیر طبرانی ۳:۳۵ رقم الحدیث ۲۵۹۸، طبرانی نے المعجم الاوسط میں حضرت اسامہ بن زید سے مروی حدیث بھی بیان کی ہے۔ ۵:۲۴۳ رقم الحدیث ۵۲۰۸، تاریخ دمشق الکبیر ابن عساکر ۱۴:۱۳۲ مجمع الزوائد ہیثمی ۹:۱۸۲)

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے اخلاق حسنہ اور اوصاف حمیدہ

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے اخلاق نہایت اعلیٰ اور عادات نہایت پاکیزہ تھیں کیونکہ آپ نے اس فخر دو عالم ﷺ کی آغوش میں پرورش پائی جن کو خدائے بزرگ وبرتر نے (انک لعلی خلق عظیم) کا لقب عنایت فرمایا ہے تو ایسی آغوش رحمت میں کھیلنے والے کی عادت عین سید دو عالم ﷺ کے نقش مبارک پر تھیں۔ چنانچہ ایک بار ایک شخص کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا تو اسے شناخت کے طور پر بتایا کہ جب تم مدینہ میں پہنچ کر مسجد نبوی میں داخل ہو گے تو وہاں تمہیں لوگوں کا ایک حلقہ نظر آئے گا، اس حلقے میں لوگ نہایت باادب طریقے سے بیٹھے ہوں گے تو سمجھ لینا کہ یہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا حلقہ ہے۔

معلوم ہوا کہ آپ کی اخلاقی خصوصیات اتنی بلند تھیں کہ لوگوں میں آپ بہت مقبول تھے اور لوگ آپ کا ادب واحترام کرتے تھے۔

(تاریخ دمشق الکبیر ابن عساکر ۴:۳۲۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی

Marfat.com

خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک کنیز نے پھولوں کا گلدستہ لا کر پیش کیا۔گلدستہ ہاتھ میں لے کر حضرت نے سونگھا اور کنیز سے ارشاد فرمایا جاؤ تم اللہ کی راہ میں میری طرف سے آزاد ہو۔حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا حضرت آپ نے ایک گلدستہ پر ہی اتنی اچھی خوبرو کنیز کو آزاد کر دیا۔آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

جب تمہیں اچھا تحفہ پیش کیا جاوے تو تم اس جیسا یا اس سے بہتر تحفہ دیا کرو۔

پس اس لئے سب سے اچھا تحفہ یہی ہو سکتا تھا کہ میں اسے اللہ کے لئے آزاد کر دوں۔

(تحفہ اثنا عشریہ از شاہ عبدالعزیز)

تواضع

حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ میں نہایت عاجزی اور انکساری تھی تکبر سے سخت نفرت رکھتے تھے آپ کو کسی کام کے کرنے میں یا کسی طبقے کے لوگوں میں بیٹھنے سے کبھی کسی قسم کا کوئی عار نہ تھا۔ایک مرتبہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے راستہ میں چند غریب لوگ کھانا کھا رہے تھے، انہوں نے آپ کو جو دیکھا تو دوڑتے ہوئے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا حضور آئیے اور کھانا تناول فرمائیں، آپ اس وقت ان غرباء کے حلقہ میں جا بیٹھے اور ان کے ساتھ کھانا کھا کر فرمایا مجھے کھانے کی حاجت تو نہیں تھی لیکن تمہاری خوشی کی خاطر چند لقمے تناول فرما لئے ہیں۔

(تاریخ دمشق الکبیر ابن عساکر)

بے شک اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو ہرگز پسند نہیں فرماتا۔

Marfat.com

پاکیزگی قلب

حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے قلب کو ظاہر و باطن پاکیزگی حاصل تھیں، سب سے بڑی مومن کے قلب کی پاکیزگی یہ ہے کہ وہ کسی مسلمان کے بارے اپنے دل میں کینہ نہ رکھے، چنانچہ ایک مرتبہ آپ اپنے بھائی محمد اکبر سے جن کو ابن الحنیفہ رضی اللہ عنہ کا لقب حاصل تھا ناراض ہو کر چلے آئے آپ کے چلے جانے کے بعد کچھ دوستوں نے حضرت محمد اکبر ابن الحنیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اب امام حسین رضی اللہ عنہ آپ کے پاس کبھی نہیں آئیں گے۔ حضرت محمد اکبر ابن الحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں اگر تم لوگ کہو تو میں ابھی حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلا کر بتا دوں یہ کہہ کر آپ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو لکھا، اے برادر معظم! ہم دونوں کے والد بزرگوار مولا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں اس لحاظ سے نہ مجھ کو آپ پر اور نہ آپ کو مجھ پر کوئی فضیلت حاصل ہے۔ لیکن ہاں آپ کی والدہ محترمہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شہزادی تھیں میری ماں کے تمام کمالات شمار کر لیے جائیں تو بھی آپ کی والدہ کی شان و عظمت کے برابر نہیں ہو سکتی پس اس لحاظ سے آپ کو مجھ پر فضیلت حاصل ہے اور آپ بڑے ہیں اس لئے آپ میرے پاس بھی آنے میں سبقت حاصل کریں، کیونکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر دو مسلمانوں میں ناچاقی ہو جائے تو جو کوئی دونوں میں صلح کرنے میں سبقت کرے گا اسے اللہ تعالیٰ پہلے جنت میں داخل کرے گا۔ میری خواہش ہے کہ اپنی فضیلت کی وجہ سے جنت میں داخل ہونے میں بھی آپ ہی سبقت کریں۔ والسلام۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت امام محمد اکبر ابن الحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہ خط پڑھ

Marfat.com

کر بہت ہی محظوظ ہوئے اور اسی وقت جا کر اپنے بھائی سے بغل گیر ہوئے۔
(الحسین ص ۴۱۔ ۴۲)

شجاعت

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ شجاعت میں بھی نہایت بلند مقام رکھتے تھے خود حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ سے حسین رضی اللہ عنہ کو ہیبت و جرأت عطا ہوتی ہے۔ آپ کی جوانمردی اور بہادری کا اس سے بھی اندازہ ہوسکتا ہے کہ جب ۳۵ھ میں باغیوں اور مفسدوں نے حضرت عثمان غنیؓ کے مکان کا محاصرہ کیا تو مولا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم نے امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ دونوں کو آپ کی حفاظت کے لئے مقرر فرمایا: چنانچہ اس موقعہ پر امام عالی مقام نے نہایت نمایاں خدمت سرانجام دی اور باغیوں کے ساتھ جنگ کی دروازہ سے کسی کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قریب نہ جانے دیا، بالآخر باغی لوگ دوسرے راستے سے آپ کے مکان میں داخل ہوئے۔
(الحسین ص ۴۲)

اسی طرح آپ نے جنگ جمل اور جنگ صفین اور معرکہ نہروان میں اپنی حیرت انگیز شجاعت سے متعدد معرکے سر کئے ایک مرتبہ آپ نے ایک جنگ میں سب سے آگے بڑھ کر فرمایا ہے کہ کوئی تم میں سے میرے مقابلے میں آئے حضرت امام عالی مقام کا یہ چیلنج سن کر ایک بہت بڑا بہادر زبرقان مقابلہ کے لئے نکلا اور پوچھا کہ تم کون ہو تو آپ نے فرمایا میں حسین بن علی رضی اللہ عنہ ہوں اس پر زبرقان نے کہا، اے میرے

Marfat.com

بیٹے تم میدان سے ہٹ جاؤ کیوں کہ ایک دن میں نے دیکھا تھا کہ حضور نبی اکرم ﷺ اونٹنی پر سوار ہو کر قبا کی طرف جا رہے تھے اور تم نبی ﷺ کے آگے بیٹھے ہوئے تھے۔ میں حضور نبی اکرم ﷺ سے اس حالت میں ملاقات کرنا نہیں چاہتا کہ میرے ہاتھ تمہارے خون سے رنگین ہوں۔ (الحسین ص ۴۲)

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت و امارت میں ممالک غیر کو جو مہمات بھیجی گئی تھیں۔ ان میں سے ایک مہم میں حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے بھی حصہ لیا یہ قسطنطنیہ کی مہم تھی اور ۴۹ھ میں بھیجی گئی تھی اس مہم کے کمانڈر انچیف سفیان بن عوف تھے۔ (الحسین ص: ۴۲)

بعض مورخین نے بنو امیہ کی خوشامد کی خاطر یزید امیہ کا نام اس مہم کے کمانڈر کی حیثیت سے درج کیا، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ تاریخ میں چند جھوٹ بولے گئے ہیں ان میں سب سے بڑا جھوٹ یہ بھی بیان کیا ہے جیسا کہ اس کا ذکر آئندہ یزید اور قسطنطنیہ کے ذکر میں آئے گا۔ (ان شاء اللہ) اس قسطنطنیہ کی مہم میں بھی حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے عظیم شجاعت کا مظاہرہ کیا۔ آپ نہایت شجاع دل غازی اور مجاہد تھے اور سب سے بڑا کارنامہ شجاعت تو امام عالی مقام کا کرب و بلا میں تھا جس کا نام تا قیامت زندہ رہے گا۔ (ان شاء اللہ)

علم و فضل

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے باب مدینۃ العلم مولا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی آغوش میں بچپن سے لیکر جوانی تک تعلیم و تربیت پائی باب مدینۃ العلم نے جس کو خود

Marfat.com

تعلیم دی، محبت رسالت ﷺ کے تربیت یافتگان سے جس نے براہ راست کسب فیض کیا ہو اس کو اگر علم و فضل کا بحر بیکراں کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا، علماء سیر و تواریخ متفقہ طور سے لکھتے ہیں کہ امام عالی مقام اپنے زمانہ کے بہت بڑے عالم اور فاضل تھے۔ (اسد الغابہ)

چنانچہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو دودھ پینے والے بچے کا وظیفہ مقرر ہونے کے متعلق مسئلہ معلوم کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اس مسئلے میں بھی انہوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے استفسار کیا، آپ نے فرمایا بطنِ مادر سے نکلنے کے بعد جب بچہ آواز سے رو دے اس وقت سے وہ وظیفہ کا مستحق ہو جاتا ہے۔ (اسد الغابہ فی معرفۃ صحابہ)

عبادت و ریاضت

سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے اپنی تمام زندگی رضائے الٰہی کے حصول اور عبادت الٰہی میں صرف کر دی آپ کے دن تدریس دین اور راتیں قیام و سجود میں بسر ہوتیں۔ اکثر لوگوں نے دیکھا کہ آپ جب اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہوتے تو خشوع و خضوع اور تضرع کا عالم یہ تھا کہ آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں بندھ جاتی، میدان کربلا کے عظیم مصائب کے وقت بھی آپ نے دن اللہ کے کلام کی تلاوت اور رات اللہ کے حضور رکوع و سجود میں گزار دی، آپ نے اپنی زندگی میں امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرح خود پچیس حج پیدل ادا کئے۔ (تہذیب والحیاء ۲: ۱۲۳)

مجسمۂ اوصافِ حمید

Marfat.com

ابن عربی اور ابن ابی شیبہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ان اوصاف جلیلہ کے حامل تھے۔ علم و حلم، عبودیت، صبر و استقلال اولوالعزمی، سخاوت، شجاعت و تدبر، عاجزی و انکساری، حق گوئی، حق پسندی اور راضی برضائے الٰہی کے مجسمہ تھے۔ مزید فرماتے ہیں کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ قرآن کے عالم باعمل، زاہد متقی، متورع، صاحب جود و کرم، صاحب فصاحت و بلاغت، عارف باللہ اور ذات باری تعالیٰ کی حجت تمام تھے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔ (الحسین: ۵۲، ۵۳)

شہادت در کربلا سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ بارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت طیبہ کے ساتھ ہی آپ کی شہادت کربلا مشہور ہوگئی، احادیث صحیحہ کثرت کے ساتھ اس پر شاہد ہیں۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی ام الفضل بنت حارث حضرت سیدنا عباس بن عبدالمطلب کی شریک حیات ایک روز حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اس حال میں کہ گود میں سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ تھے آپ نے انہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود اقدس میں دیا تو میں نے دیکھا کہ اور میں نے دوسری طرف دیکھنے کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں کیا بات ہے تو آپ نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے ہیں پس انہوں نے مجھے خبر دی ہے کہ میری امت میرے اس بیٹے کو شہید کر دے گی۔ (مشکوۃ ص ۵۵۶)

حضرت سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا نے عرض کیا واقع ہی ایسا ہوگا تو آپ نے

Marfat.com

فرمایا: ہاں میرے پاس اس جگہ سے وہ مٹی بھی لائی گئی ہے اور وہ مٹی سرخی مائل ہے۔
(مشکوۃ ص ۵۵۶، مستدرک الحاکم ۲: ۱۷۷)

معلوم ہوا کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت کے ساتھ ہی آپ کی شہادت کی خبر مشہور ہو چکی تھی شیر خوارگی کے ایام میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام الفضل کو آپ کی شہادت کی خبر دی، خاتون جنت نے اپنے اس نونہال کو زمین کربلا میں خون بہانے کے لئے اپنا خون جگر (دودھ) پلایا، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے دل بند جگر پیوند کو خاک میں لوٹنے اور دم توڑنے کے لئے سینہ سے لگا کر پالا، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیابان میں سوکھا حلق کٹوانے اور راہ خدا میں جان نذر کرنے کے لئے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی آغوش رحمت میں تربیت فرمائی، یہ آغوش کرامت و رحمت فردوسی چمنستان اور جنتی ایوانوں سے زیادہ بلند مرتبت ہے اس کے رتبہ کی کیا نہایت ہے جو اس گود میں پرورش پائے اس کی عزت کا کیا اندازہ، اس وقت کا تصور دل لرزا دیتا ہے، جب کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم اقدس نے اشکوں کے موتی بہائے۔
(سوانح کربلا)

اس خبر نے صحابہ کبار جان نثاروں اہل بیت کے دل ہلا دیئے اس درد کی نیش زنی علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دل سے پوچھئے صدق وصفا کی امتحان گاہ میں سنت خلیل ادا کر رہے ہیں حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی خاک زیر قدم پاک پر قربان جن کے دل کا ٹکڑا ناز نین لاڈلا سینۂ اقدس سے لگا ہوا ہے، محبت کی نگاہوں سے اس نور کے پتلے کو دیکھتے ہیں وہ اپنے سرور آفرین تبسم سے دلربائی کرتا ہے، ہمک ہمک کر محبت کے سمندر میں تلاطم پیدا کرتا ہے اور پیاری پیاری باتوں سے دل لبھاتا ہے، عین اس حالت میں

Marfat.com

کربلا کا نقشہ آپ کے پیش نظر ہوتا ہے۔ (سوانح کربلا)

نازوں کا پالا، بھوکا پیاسا، بیابان میں بے رحمی کے ساتھ شہید ہو رہا ہے، نہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ساتھ ہیں نہ حسن مجتبیٰ ساتھ ہیں، عزیز و اقارب برادر عزیز و فرزند قربان ہو چکے ہیں تنہا یہ نازوں کا پلا حسین رضی اللہ عنہ کا جسد طاہر تیروں کی بارش سے لہولہان ہو رہا ہے۔ کربلا کی زمین حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھول کے پاکیزہ خون سے رنگین ہو رہی ہے۔ (سوانح کربلا)

باوجود اس کے بارگاہ الٰہی میں اس حادثہ فاجعہ سے محفوظ رہنے اور دشمنوں کے برباد ہونے کی دعا نہیں فرماتے کیونکہ پیش مقصد ثابت قدمی تھا۔ (سوانح کربلا)

ہاں یہ دعائیں کی گئیں کہ اس حسین رضی اللہ عنہ نور عین مقام صدق و صفا میں ثابت قدم ہو تو توفیق الٰہی مساعد رہے مصائب اور آلام کا انبوہ اس کے قدم کو پیچھے نہ ہٹا سکے، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت عظمیٰ کی شہرت میں کثرت کے ساتھ احادیث موجود ہیں۔ ایک حدیث حضرت سیدہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مٹی مجھے حسین کی قتل گاہ کی دی گئی ہے وہ میں تمہیں دیتا ہوں اس مٹی سے دکھ اور مصیبت کی بو آتی ہے اس کو اپنے پاس سنبھال کر شیشی میں رکھ لو۔ (ترمذی، مشکوۃ، واستیعاب ص ۳۸۰)

اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا۔ جب یہ مٹی سرخ ہو جائے تو سمجھ لینا کہ میرا بیٹا حسین رضی اللہ عنہ کربلا میں شہید ہو گیا ہے، اسی وجہ سے کربلا کی مٹی ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دی گئی، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ واقعہ کربلا کے وقت میری یہ بیوی مدینہ طیبہ میں موجود ہوں گی اور اس وقت تک ان کی حیات ہوگی اس لئے انہی کو کربلا کی یہ مٹی دینی

Marfat.com

چاہئے۔

چنانچہ مشکوۃ شریف میں دوسرے مقام پر حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عین واقعہ کربلا میں جب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو وہی شیشی جس میں کربلا کی مٹی تھی وہ خون بن گئی، جس کو ام المومنین نے دیکھا اور روئیں اس سے معلوم ہوا کہ شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کا بار بار ان کے عہد طفولیت سے ہی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور یہ شہادت مشہور ہو چکی تھی سب کو معلوم ہو گیا کہ ان کی جائے مشہد کربلا ہے۔

حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ تحقیق اس میں کچھ شک نہیں رہا اور اہل بیت بالاتفاق یہ جانتے تھے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کربلا میں شہید ہوں گے۔ (سوانح کربلا)

ابونعیم یحییٰ حضرمی سے روایت ہے کہ سفر صفین میں حضرت مولا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے ہمراہ تھے، جب نینوی کے قریب پہنچے وہاں حضرت سیدنا یونس علیہ السلام کا مزار اقدس ہے تو آپ نے فرمایا اے ابوعبداللہ فرات کے کنارے ٹھہرو بعد ازاں آپ اس مقام پر آئے جہاں آج بھی سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا مزار اقدس کربلائے معلیٰ ہے، میں نے دیکھا کہ آپ پھوٹ پھوٹ کر روئے آپ سے دریافت کیا کہ آپ اس مقام پر کیوں رو رہے ہیں تو آپ نے روتے ہوئے اشارے سے فرمایا یہاں شہیدوں کی سواریاں باندھی جائیں گی اور یہاں پر خیمے نصب ہوں گے اور یہاں پر خون بہائے جائیں گے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے ہی خون یہاں پر ہوں گے اور اس وقت زمین و آسمان روئیں گے۔

Marfat.com

(مستدرک الحاکم، سوانح کربلا)

ان واقعات سے ثابت ہوا کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت در کربلا سب جانتے تھے بالخصوص اہل بیت اطہار اس مقام پر پہاڑ بھی ہوتا تو وہ بھی گھبرا اٹھتا اور زندگی کا ایک ایک لمحہ گزرنا مشکل ہو جاتا مگر طالب راہ حق مولا تعالیٰ کی مرضی پر فدا ہونے اور جان قربان کرنے اور صبر و استقامت کے ساتھ منتظر ہیں کہ کونسا وہ وقت آئے گا جب کہ فرزندان مصطفیٰ ﷺ کو یہ عظیم درجۂ شہادت کا حصہ ملے گا۔

آپ کی ازواج اور اولاد

نواسہ سید الابرار سرکار سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی ازواج و اولاد کے متعلق دریافت شاہد ہیں کہ آپ کی کل ازواج کی تعداد پانچ ہوئی ہیں مختلف وقتوں میں اور اولاد کی تعداد چھ ہے۔

آپ کی ازواج کے نام یہ ہیں

۱۔سیدہ شہر بانو ۲۔سیدہ معظمہ لیلیٰ ۳۔سیدہ رباب

۴۔سیدہ ام اسحاق ۵۔سیدہ قضاعیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن اجمعین

آپ کی اولاد کے نام یہ ہیں

۱۔ حضرت علی المعروف بہ رضی اللہ عنہ امام زین العابدین

۲۔ حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ

۳۔ حضرت عبداللہ المشہور بہ علی اصغر رضی اللہ عنہ

۴۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

۵۔ حضرت فاطمہ صغریٰ خاتون رضی اللہ عنہا

۶۔ حضرت سکینہ خاتون رضی اللہ عنہا

ان ازواج کا ذکر جن کو سرکار امام حسین رضی اللہ عنہ کی زوجیت کا شرف حاصل ہوا۔

ا۔ سیدہ شہر بانو رضی اللہ عنہا

یہ محترمہ بنت یزدجرد بن شہریار بن خسرو پرویز بن ہرمز بن کسریٰ نوشیروانِ العادل، یزدجرد بادشاہان فارس میں سے آخری بادشاہ سے تھیں۔ سیدنا امیر المومنین حضرت عمر ابن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جب ملک فارس میں فتح حاصل ہوئی تو اس وقت یہ محترمہ اسیر ہو کر مالِ غنیمت میں لائی گئیں، سیدنا عمر ابن الخطاب فاروق اعظم خلیفۃ المسلمین امیر المومنین نے اس محترمہ حسینہ و جمیلہ مع مزین ہیرے و جواہرات و زیورات کے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو عطا کر دیں۔

گویا کہ شہنشاہ کسریٰ کی بیٹی کو شہنشاہ شہزادہ کونین سید امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ زوجیت کا شرف حاصل ہوا، ان کے بطن سے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہاں حضرت علی المعروف بہ امام زین العابدین متولد ہوئے۔

۲۔ سیدہ لیلیٰ رضی اللہ عنہا

یہ محترمہ بنت ابی مرہ بن مرہ بن عروہ بن مسعود بن معتب الثقفی سے تھیں ان کو سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں آنے کا شرف حاصل ہوا ان کے بطن سے

Marfat.com

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہاں حضرت علی اکبر متولد ہوئے۔

سیدہ رباب رضی اللہ عنہا

یہ محترمہ بنت امراء القیس بن عدی الکلبیہ سے ہیں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی زواج میں ان سے زیادہ محبت تھی اور ان کا بہت زیادہ اکرام واحترام فرماتے تھے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار بہت مشہور ہیں جو آپ نے سیدہ رباب رضی اللہ عنہا کے متعلق فرمائے۔

ترجمہ: سچائی یہ ہے کہ مجھے محبت ہے اس زمین سے جہاں رباب وسکینہ ٹھہری ہیں۔ ان پر دولت کثیر خرچ کرتا ہوں اور رقابت کے عتاب کی پرواہ نہیں کرتا گو وہ یہاں موجود نہیں پرداخت سے بے خبر نہ رہوں گا جب تک زندہ ہوں اور مٹی نہ چھپالے۔

جب سکینہ اور رباب رضی اللہ عنہما اپنے اقارب سے ملنے گئی ہوں تو رات ایسی لمبی نظر آتی ہے کہ دوسری رات مل گئی۔

اس سے معلوم ہوا کہ امام عالی مقام کو حضرت سکینہ اور ان کی والدہ ماجدہ سے کس قدر محبت تھی حضرت سکینہ خاتون انہی کے بطن سے تھیں اور حضرت عبداللہ المشہور بہ علی اصغر بھی ان ہی کے بطن سے متولد ہوئے، یعنی امام حسین رضی اللہ عنہ کی ایک صاحبزادی سیدہ سکینہ خاتون اور صاحبزادے عبداللہ یعنی علی اصغر یہ بہن بھائی انہی سے پیدا ہوئے۔

Marfat.com

سیدہ رباب رضی اللہ عنہا کے دردبھرے اشعار بعد شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ

مہر ووفا کی پتلی نے واقعہ کربلا کے بعد اپنے عظیم شوہر کی جدائی پر یہ کلمے ارشاد فرمائے۔

اَنَّ الَّذِیْ کَانَ اسْتَاضَاءَ بِہٖ
بِکَرْبَلَا قَتْلَ غَیْرِ مَدْفُوْنِ

وہ نور جو روشنی پھیلاتا تھا کربلا میں بے دفن پڑا ہے۔

سِبْطِ النَّبِیِّ جَزَاکَ اللّٰہُ صَالِحَۃً
عَنَّادِ جَیْتَ خُسْرَانِ الْمُوَزِیْنِ

اے سبط نبی اللہ ہماری طرف سے تجھے بہترین جزا دے آپ میزان عمل سے بچالیے گئے۔

قَدْ کُنْتَ بِیْ جَبَلًا صَعْبًا اَلوذِبِہٖ
وَکُنْتَ تَصْحَبُنَا بِالرَّحْمِ وَالدِّیْنِ

میرے لئے آپ بلند پہاڑ کی چوٹی تھے جس کی پناہ میں آپ کا برتاؤ رحم اور دین تھا۔

مَنْ لِلْیَتَامٰی وَمَنْ لِلسَّائِلِیْنَ وَمَنْ
یَغْنِیْ وَیَاوِیْ کُلَّ مِسْکِیْنَ

اب کون رہ گیا جس کے پاس ہر مسکین، یتیم اور فقیر کو پناہ ملے گی اب مسکینوں کا کون ہے؟

وَاللّٰہِ لَا اَبْتَغِیْ بَعْدَ صِھْرًا کُمْ

Marfat.com

حَتّٰی اَعنیت بَین الرمل وَالطین

اب اس قرابت کے بعد اور کوئی خوشی پسند نہیں کروں گی۔ حتی کہ ریت اور مٹی کو جا چھوؤں۔

سیدہ ام اسحاق رضی اللہ عنہا

یہ محترمہ طلحہ بن عبداللہ اتسمینہ سے ہیں ان کے والد معظم حضرت طلحہ عشرہ مبشرہ میں ہیں اور ان کے بطن سے امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک صاحبزادی فاطمہ صغریٰ رضی اللہ عنہا ہوئیں۔

حضرت قضاعیہ رضی اللہ عنہا

یہ محترمہ قبیلہ بنی قضاعیہ سے ہیں اسی نام قضاعیہ سے مشہور ہیں ان کو امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شرف زوجیت حاصل ہوا۔ ان کے بطن سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک صاحبزادے جعفر پیدا ہوئے۔

آپ کی اولاد امجاد کا تذکرہ

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی ان مذکورہ ازواج میں سے آپ کے چار صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں تھیں۔

حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ

ان کی والدہ محترمہ شہر بانو ہیں، واقعہ کربلا میں سیدنا علی المعروف بہ زین العابدین بیمار تھے اور ان کی والدہ محترمہ کربلا میں موجود تھیں۔

Marfat.com

حضرت علی اکبر ابن الحسین رضی اللہ عنہ

ان کی والدہ ماجدہ محترمہ ام لیلیٰ ہیں واقعہ کربلا کے وقت جوان تھے اور عمر مبارک اٹھارہ سال تھی اور کربلا میں اپنے والد بزرگوار سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ جام شہادت نوش فرما گئے۔

حضرت عبداللہ المشہور بہ علی اصغر رضی اللہ عنہ

ان کی والدہ محترمہ سیدہ رباب تھیں واقعہ کربلا میں ان کی عمر چھ ماہ تھی اور یہ شیر خوارگی کے عالم میں تھے سخت شدت پیاس پر پانی کے بجائے ان کے حلق اقدس پر ایک ظالم نے تیر مارا، کہ تڑپ کر شہزادے نے والد بزرگوار کی آغوش میں جان دیدی گویا کہ سرکار عالی مقام کے اس طفل شیر خوار کی شہادت ہوئی آپ کی والدہ سیدہ رباب واقعہ کربلا کے وقت موجود تھیں۔

حضرت جعفر ابن الحسین رضی اللہ عنہ

ان کی والدہ محترمہ سیدہ قضاعیہ تھیں سرکار امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے قیام مدینہ طیبہ میں بچپن میں ہی انتقال فرما گئے بعد کئی سالوں کے واقعہ کربلا پیش آیا۔

سیدہ فاطمہ صغریٰ خاتون رضی اللہ عنہا

ان کی والدہ ام اسحاق تھیں امام حسین رضی اللہ عنہ کے حین در مقام مدینہ طیبہ پر جوان تھیں اور ان کا نکاح حضرت حسن مثنیٰ ابن امام حسن کے ساتھ ہو چکا تھا اور یہ مع اپنے بچوں کے اپنے شوہر حسن مثنیٰ یعنی اپنے گھر میں تھیں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کے مدینہ طیبہ رحلت فرمانے پر ان کو ہمراہ نہ لے جانے کی یہی وجہ مانع ہوئی کہ یہ شادی شدہ

Marfat.com

اپنے گھر والی ہیں۔ دوسرا ان کے شوہر تجارت پر باہر تشریف لے گئے تھے انکی اجازت کے بغیر ان کا لے جانا بھی مناسب نہ تھا۔ واقعہ کربلا کے وقت سیدہ خیر و عافیت کے ساتھ مدینہ طیبہ میں اپنے گھر پر تھیں۔ سیدہ فاطمہ صغری کے بطن سے حسن مثنیٰ ابن امام حسن کے ہاں تین صاحبزادے ہوئے جن کی نسل روئے زمین میں ہے، عبداللہ المحض ابراہیم، الغمر، حسن المثلث

سیدہ سکینہ رضی اللہ عنہا

ان کی والدہ محترمہ سیدہ رباب تھیں، واقعہ کربلا کے وقت اپنی والدہ محترمہ کے ساتھ واقعہ کربلا میں موجود تھیں لیکن ان کی عمر مبارک اس وقت سات سال تھی کربلا میں ان کے نکاح کی جو روایت مشہور ہے وہ بالکل غلط ہے اس کی کچھ اصل نہیں کچھ ایسے کم عقل لوگوں نے یہ روایت وضع کر دی جنہیں اتنی تمیز نہ تھی کہ وہ یہ سمجھ سکتے کہ اہل بیت رسالت کے لئے توجہ الی اللہ اور شوق شہادت و تمام حجت کا تھا، اس وقت شادی نکاح کی طرف التفات ہونا بھی ان حالات کے منافی ہے، پھر حضرت سکینہ کی وفات راہ شام مشہور کی جاتی ہے، یہ بھی بالکل غلط ہے، بلکہ کربلا کے بعد عرصہ تک حیات رہیں اور ان کا نکاح حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا یہ وہ صاحبزادی سکینہ ہیں جن کے ساتھ امام عالی مقام کو شدید محبت تھی اور ان کی والدہ کے ساتھ بھی محبت تھی، واقعہ کربلا کے خونی منظر میں یہ شہزادی اور ان کی والدہ محترمہ موجود تھیں۔ گو بعض نے کچھ اختلاف بھی پیدا کئے ہیں لیکن ان کی صداقت کا معیار علماء محققین کے

Marfat.com

نزدیک جو درست ہے وہی قابل قبول ہے، سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت عظمیٰ کے بعد آپ کی نسل روئے زمین میں آپکے صاحبزادے سیدنا علی المعروف امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے پھیلی ہوئی ہے اور شہزادی حضرت فاطمہ صغریٰ رضی اللہ عنہا سے بھی آپ کی نسل روئے زمین آج تک موجود ہے۔ یاد رہے کہ یزید علیہ اللعنۃ کی بہت اولاد تھی بعض نے لکھا ہے کہ اس کے چودہ لڑکے تھے اور چودہ میں آج تک نسل لعین کا کہیں کوئی نام ونشان بھی موجود نہیں، کتب عربی و فارسی و تواریخ معتبرہ کی ورق گردانی کے باوجود کچھ پتہ نہیں چل سکا، ثابت ہوا ایک ہی صاحبزادے سے کل روئے زمین میں نسل مبارک موجود ہے۔ (الجواہر، تاریخ کربلا، حیات الحقی)

کردار یزید پلید

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شہادت عظمیٰ کے بعد مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے، اہل کوفہ نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور آپ نے وہاں قیام فرمایا، اس کے بعد آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو درج ذیل شروط سے خلافت تفویض فرمادی۔ (سوانح کربلا)

۱۔ بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلافت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو ملے گی۔

۲۔ اہل مدینہ وحجاز واہل عراق میں کسی شخص سے بھی عہد حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے متعلق کوئی مواخذہ ومطالبہ نہیں کیا جائے گا۔

۳۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ تمام شرائط قبول کیں اور باہم صلح ہوگئی اور حضور

Marfat.com

نبی اکرم ﷺ کا یہ معجزہ ظاہر ہوا جو آپ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے اس فرزند ارجمند کی بدولت مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح فرمادے گا، سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے تختِ خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ کو تفویض کر دیا۔ (سوانح کربلا)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے رجب ۶۰ ھ میں بمقام دمشق لقوہ میں مبتلا ہو کر وفات پائی، آپ کے پاس حضور نبی اکرم ﷺ کے تبرکات میں سے ازار شریف، قمیض مبارک موئے شریف اور تراشہائے ناخن، آپ نے وصیت کی تھی کہ مجھے حضور نبی اکرم ﷺ کی ازار شریف وردائے مبارک قمیض اقدس میں کفن دیا جائے اور میرے ان اعضاء پر جن سے سجدہ کیا جاتا ہے حضور نبی اکرم ﷺ کے موئے مبارک اور تراشہ ناخن اقدس رکھ دیئے جائیں اور مجھے ارحم الراحمین کے رحم پر چھوڑ دیا جائے۔
(سوانح کربلا)

کور باطن یزید نے دیکھا تھا کہ اس کے باپ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم ﷺ کے تبرکات اور بدن اقدس سے چھوئے جانے والے کپڑوں کو جان سے زیادہ عزیز رکھا تھا اور آخر تمام زر و مال ثروت و حکومت سب سے زیادہ وہی چیز پیاری تھی اور اس کو ساتھ لے جانے کی تمنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دل میں تھیں۔
(سوانح کربلا)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یزید تخت سلطنت پر بیٹھا اور اس نے اپنی بیعت کے لئے اطراف ممالک سلطنت میں مکتوبات روانہ کئے، یزید بن معاویہ ابو خالد اموی وہ بد نصیب شخص ہے جس کی پیشانی پر اہل بیت کرام کے بے گناہ قتل کا سیاہ داغ ہے اور جس پر دنیائے اسلام ملامت کرتی رہی ہے اور قیامت تک

Marfat.com

اس کا نام تحقیر کے ساتھ لیا جائے گا۔(سوانح کربلا)

یہ بدباطن، سیاہ دل، ننگ خاندان ۲۵ھ میں امیر معاویہ کے گھر میعون بنت مجدل کلبیہ کے پیٹ سے پیدا ہوا، نہایت موٹا، بدنما، کثیر الشعر، بدخلق، تندخو، فاسق، فاجر، شرابی، بدکار، ظالم، بے ادب اور گستاخ تھا، اس کی شرارتیں اور بے ہودگیاں ایسی ہیں جن سے بدمعاشوں کو بھی شرم آئے، عبداللہ بن حنظلہ الغسیل نے فرمایا، خدا کی قسم ہم نے یزید پر اس وقت خروج کیا جب ہمیں اندیشہ ہوگیا کہ اس کی بدکاریاں کے سبب سے آسمان سے یہاں پتھر نہ برسنے لگیں محرمات کے ساتھ نکاح اور سود وغیرہ منہیات کو اس بے دین نے اعلانیہ رواج دیا۔(سوانح کربلا)

مدینہ طیبہ مکہ مکرمہ کی اعلانیہ بے حرمتی کرائی ایسے شخص کی حکومت گرگ چوبانی سے زیادہ خطرناک تھی، ارباب فراست، اور اصحاب اسرار اس وقت سے ڈرتے تھے جب کہ عنان سلطنت اس شقی کے ہاتھ میں آیا۔(سوانح کربلا)

اس نے اپنی بیعت کے لئے اطراف وممالک سلطنت میں مکتوب روانہ کئے مدینہ طیبہ کا عامل جب یزید کی بیعت کے لئے حضرت امام رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس کے فسق وظلم کی بناء پر اس کو نااہل قرار دیا اور بیعت سے انکار فرمایا اور حضرت ابن زبیر حضرت عبداللہ ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی بیعت سے انکار فرما دیا، شقی کے ہاتھ عنان سلطنت آنے سے قبل حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے دعا کی۔

اَللّٰھُم اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنْ راس الستین وَاَمَارَۃِ الصِبیانِ۔

یارب میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ۶۰ھ کے آغاز اور لڑکوں کی حکومت

Marfat.com

ہے۔

اس دعا سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جو حامل اسرار تھے انہیں پتہ تھا کہ ۶۰ ھ کا آغاز لڑکوں کی حکومت اور فتنوں کا وقت ہے ان کی یہ دعا قبول ہوئی انہوں نے ۵۹ ھ میں بمقام مدینہ طیبہ رحلت فرمائی (سوانح کربلا)

امارۃ الصبیان اور امت کی ہلاکت

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

میری امت کی ہلاکت قریش کے لڑکوں کے ہاتھوں ہوگی، عمرو بن یحییٰ فرماتے ہیں کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوگی، انہی میں سے ایک مروان لڑکا ہی ہے اور کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اگر تم چاہو تو میں بتا سکتا ہوں کہ وہ فلاں فلاں لڑکے ہوں گے اور عمر بن یحییٰ نے کہا کہ شام میں اپنے دادا کے ساتھ جاتا تھا تو میں نے ان نوخیز چھوکروں کو دیکھا یہ انہیں میں سے ہیں جن کی بشارت دی گئی، شاگردوں نے کہا آپ خوب جانتے ہیں (بخاری کتاب الفتن ۲:۱۰۴۶) اس حدیث کے تحت امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔

احداث یعنی جوان ہوں گے ان کا پہلا شخص یزید ہے اور یہ عموماً بڑی عمر والوں کے شہروں کی امارت سے علیحدہ تھا اور اپنے رشتہ داروں میں کم عمر والوں (چھوکروں) کو والی بنادیا تھا (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ۱۱: ۳۳۴)

مزید اسی حدیث کے تحت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

غلمہ سے مراد وہ جوان ہیں جو کمال حق عقل کے مرتبہ تک نہیں پہنچتے ہیں اور وہ نوعمر جو قار والوں کی پرواہ نہیں کرتے اور ظاہر ہے کہ وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اور حضرت علی و حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا، مظہر نے کہا کہ ان لوگوں سے مراد وہی ہیں جو خلفاء راشدین کے بعد تھے جیسے یزید اور عبدالمالک بن مروان وغیرہ وغیرہ (فتح الباری ۱۳:۸)

نیز ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اے لوگو! ستر سال کی ابتداء اور چھوکروں کے امیر ہونے سے پناہ مانگو۔
(مشکوۃ شریف ۲: ۳۲۳)

سکی شرح میں علامہ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ

امارۃ الصبیان سے مراد جاہل چھوکروں کی حکومت ہے، جیسے یزید ابن معاویہ اور حکم بن مروان کی اولاد اور ان کے ہم مثال ایک روایت میں آتا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے منبر پر کھیل کود کرتے ملاحظہ فرمایا: (یعنی اس سے وہی لوگ مراد ہے۔(فتح الباری ۳:۷)

علامہ حجر مکی لکھتے ہیں کہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
یزید کے متعلق جو باتیں مذکور ہیں جس کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔
اس کا علم آپ کے بتانے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو ہوا تو وہ دعا کیا کرتے تھے کہ

Marfat.com

اے اللہ ۶۰ھ کی ابتداء اور چھوکروں کی امارت سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی یہ ۵۹ھ میں وفات پا گئے اور حضرت معاویہ کی بعد یزید کی حکومت ۶۰ھ میں ہوئی (البدایہ والنہایہ ۸: ۲۳۰)

علامہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ

حدیث مذکورہ میں اشارہ ہے کہ یزید کا زمانہ جو اس کی ابتداء ساٹھ ہجری سے ہوئی (جس میں شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کے) بعد واقعہ حرہ بھی ہے اور یہی نشانیاں ہیں اس میں اور اس سے یزید مراد ہے۔ (ازالۃ الخفاء ص ۳۵۸)

احادیث صحیحہ سے اور محدثین کرام علیہم الرحمۃ سے ثابت ہوا کہ ساٹھ ہجری میں جو حکومت قائم ہوگی وہ یزید کی ہی حکومت تھی اور امت کو برباد کرنے والے امت کی تباہی کا ذریعہ چند قریشی لڑکے بنیں گے، لڑکوں کا لفظ تغیر کے ساتھ لایا جاتا ہے اور ان کی طرف اشارہ ہے، اس لئے ان کو سفہا سے تعبیر کیا گیا ہے یعنی یہ تباہی لڑکوں کے ہاتھوں ہوگی جن میں سفاہت ہوگی، جن سے ان کی بدنظری واضح ہے، اور وہ بدنظر وہ ہے جس کے دل درست نہیں وہ نیک کام کیا کرسکے گا، اس لئے ان لڑکوں کو حسان سے تعبیر کرتے ہوئے ان کی عملی کیفیت بیان کی گئی ہے کہ وہ نمازوں کو ضائع کریں گے اور شہوات نفس کی پیروی کریں گے اور جہنم میں وادی غی میں ڈال دیئے جائیں گے۔ (جذب القلوب ص ۳۳، سوانح کربلا)

معلوام ہوا کہ اس حدیث میں یزید کا نام تو نہیں آیا لیکن محدثین کرام اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا اور یزید کے افعال شنیعہ نے نصف النہار کی طرح یزید کو ظاہر کر دیا ہے کہ ایسی حدیث کا اولین مصداق یزید کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔

Marfat.com

لسان رسول کی سنت کو بدلنے والا پہلا شخص یزید ہوگا

حضور نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

ہمیشہ میری امت میں انصاف کا دور دورہ رہے گا یہاں تک کہ سب سے پہلے اس میں سوراخ امیہ کا ایک شخص کرے گا جس کا نام یزید ہوگا اور یہی سب سے پہلے میری سنت کو بدلے گا، ابوداؤد نے اپنی مسند میں تخریج کی ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ میری سنت کو بدلنے والا پہلا شخص بنی امیہ سے ہوگا جس کو یزید کہا جائے گا۔ (الصواعق المحرقہ، سوانح کربلا، تاریخ الخلفاء، البدایہ والنہایہ ۸: ۲۳۱ ماثبت بالسنۃ ص ۱۶)

یزید کی حقیقی خدوخال

نواسہ رسول جگر گوشہ بتول سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے دین اسلام اور ملت اسلامیہ کے تحفظ کی خاطر اپنے اور اپنے خاندان والوں کے خون سے میدان کربلا میں جونقوش ثبت کیے۔ افسوس کہ اسے فراموش کردیا گیا اور ان کی اس عظیم قربانی کے اعلیٰ ترین مقصد کو قابل التفات ہی نہیں سمجھا گیا بلکہ بدبختوں نے یزید کی حمایت کر کے اسے خلیفۂ رسول ثابت کرنا اپنی زندگی کا مقصد بنالیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کا حشر بھی یزید عنید کے ساتھ کرے (اور یقیناً کرے گا) جنہوں نے شہید انسانیت کے احسان کو بھول کر محض یزید کی پوزیشن صاف کرنے کے لئے سرکار سید الشہداء نواسہ سید الابرار امام حسین رضی اللہ عنہ پر بغاوت کا الزام عائد کیا ہے۔

ان جاہلوں کو پہلے بغاوت کی شرعی تعریف معلوم ہونی چاہئے تو وہ یہی ہے

Marfat.com

کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے صحیح وارث وجانشین کے خلاف علم مخالفت بلند کرتا ہے۔

نیز کسی شخص پر بغاوت کا الزام عائد کرنے سے پہلے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ جس کے خلاف اس نے کوئی الزام اقدام کیا ہے، آیا اس کی خلافت صحیح طریقہ پر ثابت بھی ہے یا کہ نہیں اس اصول کے تحت اگر یزید کا جائزہ لیا جائے تو وہ قواعد حقہ کے مطابق کسی طرح درست ثابت نہیں ہوتی اور اس کی کئی وجوہات حقہ ہیں۔

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

میں نے سنا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد خلافت تیس برس رہے گی اس کے بعد بادشاہی ہوگی۔ (اشعۃ اللمعات جز الرابع کتاب الفتن ص ۲۸۵ طبع لکھنو)

اس ارشاد کے مطابق خلافت کی مدت بعد از نبوت تیس برس بتائی گئی ہے جس کو خلافت علیٰ منہاج النبوّت بھی کہا جاتا ہے اور یہ سلسلہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لیکر سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ پر ختم ہو جاتا ہے اور اس کے بعد ملوکیت ہے چنانچہ اس حدیث کے تحت محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔

ترجمہ: یہ بات جامع اصول اور دیگر مسند کتب سے ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت دو سال اور چار ماہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت دس سال اور چھ ماہ ہے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت بارہ سال میں کچھ روز کم ہے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت چار سال اور نو ماہ ہے اور اس حساب سے خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کی خلافت انتیس سال سات ماہ ہوتی ہے اور امام المسلمین امام حسن ابن علی کی خلافت پانچ ماہ شامل ہو کر مکمل پورے تیس سال ہوتے ہیں۔

Marfat.com

اس حدیث کے مطابق جب کہ خلافت ہی باقی نہ رہی تو سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اس کی طلب فرما سکتے تھے، کیونکہ اس حدیث میں خلافت سے مراد خلافت راشدہ ہے، جس کی عمر تیس سال بتائی گئی ہے، اس خلافت کو خلافت علی منہاج النبوت کہتے ہیں اور اس کے بعد سلسلہ حکومت کہلاتا ہے۔ خلافت راشدہ یا خلافت نبوت تو ایسی چیز تھی کہ اہل دین و دیانت کے لئے اس کی طلب اور اس کے مل جانے پر جماؤ کے ساتھ اس پر استقامت دکھلانا عقل اور شرعی تقاضا ہو سکتا تھا اور اس پر جماؤ ایسا ہی ہوتا ہے غور کیا جائے جبکہ شیخ محققؒ نے فرمایا ہے تو چھ ماہ پر وہ تیس سال مدت پوری ہوتی ہے۔ جو خلافت نبوت کی عمر بتلائی گئی ہے۔

جس کے معنی یہ نکلتے ہیں کہ جب تک خلافت راشدہ کا دور قائم رہا، قبول کئے رہے، جب نہ رہا تو اس سے علیحدہ ہو گئے اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ خلافت راشدہ کا دور ختم نہ ہوتا تو وہ اسے حضرت سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی طرح ترک نہ فرماتے، خواہ حضرت معاویہ سے کتنا ہی سخت مقابلہ ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ شیر خدا حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے بھی سخت مقابلوں کے باوجود منصب خلافت سے دست برداری اختیار نہ فرمائی لیکن خلافت راشدہ کی مدت گزر جانے کے بعد اگر مطلق ملوکیت کے لئے جان کی بازی لگائی جائے تو اس میں محض اپنا ذاتی مفاد پیش نظر ہوتا اور مسلمانوں کا خون ضائع ہوتا اس لئے آپ نے خلافت ترک فرما کر مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں کو آپس کی خونریزی سے بچالیا اور ان میں صلح پیدا فرما کر اپنی سیادت کا وہ عملی ثبوت پیش فرما دیا جس کے متعلق حضور نبی اکرم ﷺ نے بشارت دی تھی، یہ میرا بیٹا سید ہے اور مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح فرمائے گا۔

Marfat.com

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ تو نانا جان ﷺ کی حدیث پر عمل کرتے ہوئے کہ خلافت راشدہ کی عمر تیس سال ہے اس کی عمر پوری ہونے پر خلافت ترک کرنا، (فتاویٰ عزیزی ۱:۱۲)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ جب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ خلافت نبوت کا دور ختم ہو چکا ہے، تو اس کی طلب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اس لئے ان کے کربلا کے اقدام کو طلب خلافت پر محمول کرنا اول درجہ کی جہالت۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا یزید کے خلاف کھڑا ہونا دعوائے خلافت راشدہ کی بناء پر نہ تھا جو تیس سال گزرنے پر ختم ہو چکی تھی۔ بلکہ رعایا کو ایک ظالم (یزید) کے ہاتھ سے چھڑانے کی بناء پر تھا اور ظالم کے مقابلہ میں مظلوم کی اعانت واجبات (دین) میں سے ہے۔ (فتاوی عزیزی ۱:۲۱)

معلوم ہوا کہ جب یزید کا خلیفہ ہونا شرعاً درست نہیں تو اس کے خلاف اقدام کرنے والا کیونکر باغی قرار دیا جا سکتا ہے۔ اقدام امام حسین رضی اللہ عنہ نہ طلب خلافت کے لئے تھے نہ حصول جاہ و اقتدار کے لئے بلکہ یہ ایک عظیم جہاد تھا جو کہ مظلوموں کو ظالموں کے پنجوں سے رہائی دلانے کے لئے تھا۔

علامہ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں

اور یہ جو بعض جہلا نے افواہ اڑا رکھی ہے کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ باغی تھے تو اہل سنت والجماعت کے نزدیک باطل ہے شاید یہ خارجیوں کے بیانات ہیں جو راہ

Marfat.com

مستقیم سے ہٹے ہوئے ہیں۔ (شرح فقہ اکبر ص ۸۷)

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ جاہل ہیں جنہوں نے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ پر بغاوت کا الزام لگانے کی کوشش کی ہے، سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا صحابی اور اہل بیت رسول اور افضل المسلمین ہوتے ہوئے کربلائی اقدام کسی حصول جاہ واقتدار کے لئے نہ تھا بلکہ عظیم جہاد تھا جس کو معرکہ کربلا میں عملی شکل میں پیش فرمایا، جب یزید خلیفہ ہی نہیں تو اس کے خلاف اقدام کیوں کر باغیانہ ہو سکتا ہے۔

یزید اور محرمات شرعیہ، زنا، ترک نماز، شراب کا ارتکاب

حضرت عبداللہ ابن حنظلہ (غسیل الملائکہ) بیان کرتے ہیں۔

واقدی نے متعدد طریق سے یہ روایت کیا ہے کہ عبداللہ ابن حنظلہ نے فرمایا کہ واللہ ہم نے یزید کی بیعت اس وقت فسخ کیا جب ہم کو اپنے اوپر آسمان سے پتھر برسائے جانے کا خطرہ پیدا ہوا کہ وہ (یزید) اپنی ماؤں سے بیٹیوں سے اور بہنوں سے نکاح کرتا ہے اور نماز ترک کرتا ہے۔

(تاریخ الخلفاء سیوطی ۲۰۷، تذکرہ ص ۱۶۳، صواعق المحرقہ ۱۳۴)

یزید کے متعلق دنیائے اسلام کی رائے

علامہ ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں

یعنی کفر یزید کے بارے میں اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ ہاں وہ کافر ہے کیونکہ اس سے ایسے اقوال وافعال نقل ہوتے ہیں جو اس کے کفر پر دلالت کرتے ہیں جیسے شراب کو حلال سمجھنا وغیرہ اور شائد ان ہی وجوہ کی بناء پر امام احمد بن حنبل نے

Marfat.com

اس کے کفر پر فتوی دیا ہے کیونکہ ان کے نزدیک اس کے یہ کافرانہ اقوال وافعال ثابت ہو گئے تھے۔ (شرح فقہ اکبر، از ملا علی قاریؒ)

علامہ سعد الدین تفتازانیؒ لکھتے ہیں

یزید پر لعنت بھیجنی علی الاطلاق جائز ہے اس لئے کہ اس نے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا حکم دے کر کفر کیا اور تمام اس پر متفق ہیں جس نے یہ فعل کیا یا اس کا حکم دیا اور اس پر راضی ہوا اس پر لعنت بھیجنے کا جواز ہے۔ اور سچی بات یہ ہے کہ یزید سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر راضی ہوا اور خوش ہوا اور اس نے عزت رسول کی بے حرمتی کی، ہم یزید پر لعنت کرنے کے جواب بلکہ اس بے دین اور بے ایمان ہونے میں کسی قسم کا توقف نہیں کرتے اور شک وشبہ نہیں رکھتے، اس پر اور اس کے اعوان و انصار پر خدا کی لعنت ہو۔ (شرح عقائد نسفی ص ۱۱۷)

شرح عقائد نسفی کے حاشیہ میں ہے کہ

یزید شراب پیتا تھا اور یہ بات تو تاریخ سے ثابت ہے کہ یزید نے امام کے قتل کے لئے لشکر بھیجا اور پھر انہوں نے قتل کیا اور آل رسول کی توہین کی۔

ابن جوزی علیہ الرحمہ نے یزید کے کفر پر اور اس پر لعنت بھیجنے پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام (الرد علی المحصب العنید فی جواز اللعن علی یزید) اس سے انہوں نے دلائل قاطعہ براہین ساطعہ سے ثابت کیا ہے کہ یزید کے لعنت وکفر میں کچھ شک وشبہ نہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں

Marfat.com

اللہ تعالیٰ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل اور ابن زیاد اور یزید پر لعنت کریں۔

حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی واقعہ حرہ کی تفصیل بیان فرماتے ہوئے اس حدیث کَیْفَ بِکَ یَا اَبِیْ ذَرْ اے ابوذر تو اس وقت کیا کرے گا جب مدینہ منورہ خون سے رنگین ہوگا کے تحت فرماتے ہیں۔ یعنی یزید جہنم میں گیا اور اس یزید کو ملعون و کافر جہنمی لکھا ہے۔ شیخ محقق نے یزید کے نام کے ساتھ ملعون کا لفظ استعمال کیا ہے۔

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ فرماتے ہیں

ابن جوزی نے کہا کہ قاضی ابوالعلی نے کتاب المعتمد الاصول میں اپنی سند سے روایت کی ہے کہ صالح بن احمد حنبل نے کہا اپنے باپ سے کہ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم یزید ابن معاویہ سے محبت کرتے ہیں پس احمد نے کہا اے بیٹے جو اللہ پر ایمان رکھے اسے چاہیے کہ وہ یزید سے اسی طرح لعنت کرے جس طرح اللہ نے اس پر لعنت کی محبت کی ہے، میں نے کہا کہ یزید کو اللہ تعالیٰ نے کہا لعنت بھی بھیجی ہے تو آپ نے کہا اس آیت میں

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ

تو کیا تمہارے یہ لچھن نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی۔

Marfat.com

(تفسیر مظہری ۸: ۴۴۴)

یزید فسادی تھا اور اس نے خون ریزی کی اور اس نے نواسہ سید الابرار کو بھی اور ان کے خاندان کو بھی قتل کرنے سے گریز نہ کیا اور مدینہ طیبہ میں بھی قتل عام کیا۔

دوسرے مقام پر علامہ قاضی صاحب علیہ الرحمہ سورۃ ابراہیم کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

میں کہتا ہوں کہ بنو امیہ نے کفر سے فائدہ اٹھایا یہاں تک کہ ابوسفیان اور معاویہ اور عمرو بن العاص وغیرہ مسلمان ہو گئے پھر یزید نے کفر کیا اور جو اس کے ساتھی تھے ان نعمتوں کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے ان پر کیں اور انہوں نے آل رسول ﷺ کے ساتھ دشمنی کی اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو ظلم اور کفر سے قتل کیا اور یزید نے دین مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ کفر کیا۔ (تفسیر مظہری ۸: ۴۴۴، ۵: ۲۱)

• علامہ سید محمود آلوسیؒ روح المعانی میں زیر آیت

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾

(سورۃ محمد)

کے تحت بڑی تفصیل کے ساتھ اس کی وضاحت کرتے ہیں اور آخر میں لکھتے ہیں کہ میں کہتا ہوں اور میرے نزدیک یہی حق ہے کہ فی الحقیقت یزید پلید حضور نبی اکرم ﷺ کی رسالت مقدسہ کا دل سے قائل ہی نہ تھا۔ اس کے افعال شنیعہ وخبیثہ جو اس نے اپنے دور حکومت میں کیے تھے حرمین شریفین کی بے حرمتی کی اور انہیں نا قابل بیان ظلم وستم کا نشانہ بنایا اور قیامت کبریٰ یہ ہے کہ اس نے اہل بیت کے ساتھ بے پناہ ظلم وستم کیے اور امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اور طیب وطاہر خاندان نبوت کے ساتھ جو ظلم

Marfat.com

کئے وہ اس کے عدم تصدیق رسالت پر دلالت کرتے ہیں اور اس کے خصال شنیعہ و خبیثہ جن کو اس نے محیط کیا ہوا تھا یہ سب اس کے جواب اسباب لعنت کے ہیں اور نہ توبہ کی اس نے اور اس کے حواریوں نے پس لعنت ہے، یزید اور ابن زیاد اور ابن سعد اور اس کی جماعت پر اللہ تعالیٰ عزوجل کی۔

(تفسیر روح المعانی ص ۶۶ تا ۶۷ ج خامس عشرون مطبوعہ مصر)

حضرت سیدنا مجدد الف ثانی احمد فاروقی سرہندیؒ فرماتے ہیں

وہ کم بخت یزید اصحاب میں سے نہ تھا اس کی بدبختی میں کسی کو کلام نہیں جو کام اس بدبخت نے کیا کوئی کافر فرنگ بھی نہیں کرتا۔

مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان بریلویؒ فرماتے ہیں یزید پلید مایستحقہ من العزیز الجید قطعاً یقیناً باجماع اہل سنت فاسق وفاجر وجری علی الکبار تھا، اس قدر پر ائمہ اہل سنت کا اطلاق اور اتفاق ہے، امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے اتباع وموافقین اسے کافر کہتے ہیں اور بہ تحقیق نام اس پر طعن کرتے ہیں اس کے فسق وفجور سے انکار کرنا اور امام مظلوم پر الزام رکھنا ضروریات اہل سنت مذہب کے خلاف ہے اور ضلالت و بے دینی ہے۔ بلکہ انصافاً یہ اس قلب سے نہیں جس میں محبت سید عالم کا شبہ ہو۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ۔

شک نہیں اس کا قائل ناصبی و مردود اور اہل سنت کا عدو عنود ہے اور ان کلمات شنیعہ سے حضرت بتول زہرا، علی المرتضیٰ اور خود حضور سید الانبیاء علیہ وعلیہم افضل الصلوٰۃ والثناء کا دل دکھا چکا ہے۔ اللہ واحد قہار کو ایذا دے چکا ہے۔ (عرفان شریعت

Marfat.com

ص ۳۳)

ارشاد باری تعالیٰ ہے

رالذین یوذون رسول اللہ لھم عذاب الیم، ان لذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعدلھم عذابا مھینا۔

سیدالمفسرین حکیم الامت رئیس المحققین صدرالافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادیؒ فرماتے ہیں

یزید بن معاویہ ابو خالد اموی وہ بدنصیب شخص ہے جس کی پیشانی پر اہل بیت کرام کے بیگناہ قتل کا سیاہ داغ ہے اور جس پر قرن (زمانہ) میں دنیائے اسلام ملامت کرتی رہی ہے اور قیامت تک اس کے نام تحقیر کے ساتھ لیا جائے گا، یزید بدباطن، سیاہ دل، ننگ خاندان ۲۵ھ میں معاویہ کے گھر مسیون بنت نجدل کلبیہ کے پیٹ سے پیدا ہوا، نہایت موٹا، بدنما، کثیر الشعر، بدخلق، تندخوں، فاسق، فاجر، شرابی، بدکار، ظالم، بے ادب گستاخ تھا اس کی شرارتیں اور بے ہودگیاں ایسی ہیں جن سے بدمعاشوں کو شرم آئے، عبداللہ ابن حنظلہ الغسیل نے فرمایا خدا کی قسم ہم نے یزید پر اس وقت خروج کیا جب ہمیں اندیشہ ہوگیا کہ اس کی بدکاریوں کے سبب آسمان سے پتھر نہ برسنے لگیں۔ (واقدی)

مورخ جلیل مسعودی لکھتے ہیں

یزید اور اس کے ہمراہوں کے اخبار و آثار عجیب اور مصائب و مثالب کثیر

Marfat.com

ہیں جیسے شراب پینا، فرزند رسول کو قتل کرنا، اہل بیت پر لعن وطعن کرنا، خانہ کعبہ کا گرانا، مسلمانوں کا خون بہانا اور مختلف قسم کے ایسے فسق و فجور کے کاموں کا ارتکاب کرنا جن کے ارتکاب کرنے والوں کے لئے اس طرح رحمت خداوندی سے ناامیدی کی وعید تہدید وارد ہوئی ہے، جس طرح منکرین توحید ومخالفین رسل کے بارے میں وارد ہوئی ہے۔

(مروج ۱:۱۲۲)

امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ نے یزید کو کافر کہا

اپنے علم ورع کے اعتبار سے وہ کافی ہیں ان کے علم وورع اس بات کے گواہ ہیں کہ یزید کو کافر اس وقت کہا ہوگا جب کہ صریح موجب کفر باتیں اس سے واقع ہوئی ہوں گی ایک جماعت کا جن میں ابن جوزی وغیرہ ہیں یہی فتوی ہے یزید کے فسق پر اجماع ہے بہت سے علماء کرام نے یزید کا نام لے کر اس سے لعنت کرنے کو جائز رکھا ہے، امام احمد سے مروی بھی یہی ہے ابن جوزی نے بتایا کہ قاضی ابوالعلی نے مستحقین لعنت کے بارہ میں ایک کتاب لکھی ہے اس میں یزید کا نام بھی ذکر کیا ہے (اسعاف الراغبین ص ۱۶۵)

کچھ دلائل سابقہ بھی بیان ہونے کے علاوہ اب یہ دنیائے اسلام کی رائے بمتعلق یزید لکھی گئی ہیں، مفسرین، محدثین، محققین، مجتہدین، آئمہ، اربعہ، فقہاء، فضلا، علماء اکابرین امت کے حوالہ جات کو ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

یزید عنان سلطنت پر اور بیعت لینے پر اصرار اور امام عالی مقام

Marfat.com

کاانکار

رجب کی تاریخ کو تخت شام پر قدم رکھتے ہی اپنی بیعت لینے کے لئے اطراف وممالک میں مکتوب روانہ کئے اور سب سے زیادہ توجہ حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور بالخصوص سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف دی، اگر یہ حضرات بیعت قبول کرلیں گے تو ان کی پیروی میں تمام لوگ میری بیعت کرلیں گے، چانچہ اس نے اس کام کے لئے مدینہ طیبہ کے اس وقت کے گورنر ولید بن عتبہ کو ایک خط بذریعہ قاصد روانہ کیا، جس میں اپنے والد کے انتقال اور اپنی جانشینی کی اطلاع دی اور ساتھ یہ ہدایت کی کہ جتنی جلدی ہوسکے۔

فَخُذْ حُسَيْنًا وَ عَبْدَاللّٰهِ بِنَ عُمَرَ وَعَبْدَاللّٰهِ ابْنِ الزبير بِالْبِيعَةِ اَخذاً شَدِيدًا يست فِيهِ رُخصَةَ حَتّٰى يبَايعوا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور عبداللہ ابن عمر اور عبداللہ ابن زبیر کو میری بیعت پر مجبور کرو، جب تک یہ میری بیعت نہ کریں ان کو ہرگز نہ چھوڑیں۔ (حیات الحیٰی ۲:۲۴)

بعض روایات میں اس کے مزید الفاظ بھی درج ہیں۔

اِنْفَذ كِتَابِىْ اِلَيْهِمْ فَمَنْ لَمْ يُبَايِعكَ فَانْفِذُوْا اِلَى بِرَاسِهٖ مَعَ جَوَابَ كِتَابِىْ هٰذَا۔

ان کے سامنے میرا خط پیش کرو اور ان میں سے جو بھی میری بیعت سے انکار کرے اس کا سر قلم کر کے میرے اس خط کے جواب میں بھیج دو۔ (حیات الحیٰی ۲:۲۴)

Marfat.com

ولید بن عتبہ گورنر مدینہ فطرتاً صلح پسند اور خون ریزی و فساد کو پسند نہ کرتا تھا اور جب اس نے یہ خط پڑھا تو وہ ڈر گیا کہ یزید نے کیسا حکم دیا ہے اس نے مروان بن حکم کو مشورہ کے لئے بلایا اور یزید کا حکم نامہ پڑھ کر سنایا اور پوچھا تمہاری کیا رائے ہے اور مجھے کیا کرنا چاہئے، مروان مفسد اور بد باطن تھا۔ اس نے مشورہ دیا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور ابن علی رضی اللہ عنہ دونوں کو بلاؤ اور یزید کی بیعت پہ آمادہ کرو اگر انکار کریں تو گردن اڑا دو، کیونکہ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ مدعی خلافت بن جاویں اور پھر کچھ نہ ہو سکے۔

ولید بن عتبہ گورنر مدینہ نے جب یہ بات سنی تو اس نے کہا۔

قَالَ لَا يَرَانِي اللّٰهِ اَقتِلَ ابن بنتَ نبيهٖ وَلَوْ جعل يَزِيدُلِيَ الدُّنيا وَمَا فِيهَا۔

خدا مجھے اس حال میں نہ دیکھے گا کہ میں اس کے نبی کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کروں خواہ مجھے یزید ساری دنیا کی سلطنت کیوں نہ دے دے۔

لیکن ہاں میں ان کو بلوا کر بات کروں گا چنانچہ ولید بن عتبہ نے ان حضرات کو بلوانے کے لئے ایک قاصد بھیجا جب قاصد ان کو بلانے کے لئے گیا تو مسجد نبوی شریف میں سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے اور آپس میں باتیں کر رہے تھے اور یہ رات کا وقت تھا جب دونوں کو یہ پیغام ملا تو اپنی ذہانت سے یہی اندازہ ہوا کہ اس وقت طلبی کا مقصد یزید کی بیعت کرانا مقصود ہے، کیونکہ یہ خبر پہنچ چکی تھی کہ یزید تخت مسند نشین ہو گیا ہے۔ لہٰذا یقیناً اسی بات کے لئے بلوایا گیا ہے، ان حضرات نے قاصد کو فرما دیا کہ تم چلو اور ہم آرہے ہیں۔

حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت

Marfat.com

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سمیت باقی چند اصحاب کو ہمراہ لے کر ولید بن عتبہ گورنر مدینہ کے پاس پہنچ گئے۔ گورنر ولید نے کہا کہ حضور میں نے آپ کو تکلیف دی ہے۔ اس کی معذرت چاہتا ہوں۔ میں نے نہایت مجبور ہو کر اور پریشان ہو کر آپ کو بلوایا ہے میرے دل میں اہل بیت عظام کا احترام ہے خود حاضر ہونے کی بجائے آپ کو بلانا مناسب نہ تھا۔

بات دراصل یہ ہے کہ مجھے یزید نے یہ حکم نامہ بھیجا ہے جسے آپ خود پڑھ لیں میری زبان تو زیبا نہیں دیتی جو الفاظ یزید بن معاویہ نے تخت نشین ہوتے ہی آپ حضرات کے متعلق لکھ بھیجے ہیں۔ آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال پر فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ باقی رہا جو کچھ یزید نے لکھا ہے کہ یہ حضرات میری بیعت کر لیں تو اس کا جواب یہ ہے۔

اے گورنر مدینہ! ہم اہل بیت نبوت و رسالت ہیں ہمارا گھرانہ فرشتوں کی آمد و رفت ہے، خدا نے ہمارا گھرانہ بلند و بالا بنایا ہے، یزید بن معاویہ فاسق، فاجر، شارب الخمر (شراب کا عادی) اور ظالم اور قاتل معلن فاسق ہے، ہم جیسا (پاکباز) گھرانہ ایسے شخص کی بیعت نہیں کر سکتے کیونکہ میں حسین اسی پاک خاندان سے ہوں (الحیات الحکمی ۲:۲۵)

خلاصہ یہ ہوا کہ پاک کا کیا کام ہے کہ وہ پلید کے ہاتھ پر بیعت کرے۔ خاندان نبوت و رسالت پر سب سے عظیم داغ ہوگا کہ نواسہ رسول علیہ السلام نے ایسے پلید لعین کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس کو مسلمانان اسلام کا خلیفہ مان لیا۔ اس کے بعد حضرت امام رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں۔

Marfat.com

صبح ہونے دو ہم غور کریں گے اور آپ بھی غور کریں کہ ہم میں کون بیعت خلافت کا حق دار ہے۔ (الحیات الحقی ۲:۲۵)

سبحان اللہ! حضرت امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا یہ جواب ساٹھ ہجری بتاریخ ۲۷ رجب المرجب روز شنبہ کی شب کو والی مدینہ کو کئی اصحاب کی موجودگی میں ملا، یہ وہ جملہ تھا جس پر سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے جان دے دی لیکن دین مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء پر داغ نہ آنے دیا ورنہ آیۂ تطہیر کی چادر پر وہ سیاہ دھبہ لگ جانا تھا، جس سے قیامت کو بھی بچاؤ نہ تھا۔ نواسۂ رسول کی یہی وہ حق بات تھی جس نے کربلا کے تپتے ہوئے میدان میں آپ کو آزمایا اور آزمائش کرنے والے نے دیکھ لیا کہ وہ اس بات پر قائم رہے جان دے دی، لیکن نانائے پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر داغ نہ آنے دیا، گویا کہ کربلا کی پہلی سیڑھی کی ابتداء ہو چکی ہے۔

جب حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ یہ جواب دے کر بمعہ اپنے اصحاب کے واپس دولت سرائے اقدس میں پہنچ گئے تو مروان بن حکم نے والی مدینہ کو پھر کہا کہ تم نے ایسے سخت امام کے جواب میں کچھ نہیں کیا بہتر تھا کہ تم اس کی گردن اڑا دیتے جس نے صاف انکار کر دیا ہے تو پھر گورنر مدینہ ولید بن عتبہ نے اس کو کہا مجھے تم پر افسوس ہے کہ تو نے مجھے بار بار مفسدانہ سفاکانہ مشورہ دیا ہے۔ باقی جہاں تک اس امر کا تعلق ہے تو میری بات یاد رکھو۔

میں اپنا دین اور دنیا ہلاک نہیں کرنا چاہتا خدا کی قسم اگر مجھے دنیا کی بادشاہی اور دنیا کی دولت مل جاوے تو بھی میں سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور اقدام نہ کروں گا۔ (الحیات الحقی ۲:۲۵)

Marfat.com

معلوم ہوا کہ وہ اصل حقیقت تھی جس کے مطابق گورنر مدینہ نے کئی بار ایسا ہی کیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اہل بیت اطہار کا کس قدر بلند مقام ہے اور میں نہیں چاہتا کہ میری طرف سے اس عظیم ہستی کی رائی برابر گستاخی ہو اور اگر ایسا ہوا تو دنیا و آخرت تباہ اور عذاب الیم کا مستحق ٹھہروں گا کاش اگر اتنی بات بھی یزید بن معاویہ یا اس کے حواریوں کے دل میں آ جاتی تو یہاں تک نوبت نہ آتی لیکن یہ بدنما داغ جس کے لئے تھا اسے مل کر رہنا تھا اور اب تک ہے اور روز حشر تک یہ داغ مٹ نہ سکے گا۔

امام عالی مقام کی مدینہ طیبہ سے رخصت کی حکمتیں

پھر سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے اہل بیت اطہار اور اصحاب و رفقاء اہل مدینہ سے یزید کی ساری بات بیان فرما کر ان سے اور اپنے بھائی حضرت محمد ابن الحنیفہ رضی اللہ عنہ سے مشورے طلب کئے، سب نے آپ کا خیال دریافت کیا تو آپ نے وہی جواب دیا جو آپ نے گورنر مدینہ کو دیا تھا کہ میں خاندان نبوت کا چشم و چراغ ہرگز ایسے فاسق و فاجر کے ہاتھ پر بیعت نہیں کرتا اور اس کی خلافت کو تسلیم نہیں کرتا، اس پر سب نے اتفاق کیا اور مشورہ دیا کہ آپ مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ چلے جائیں۔ حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کا بھی یہی ارادہ ہوا کہ مدینہ طیبہ میں رہنا درست نہیں کیونکہ اب یہ خطرہ یقینی کسی حد تک پہنچ چکا ہے۔ کیونکہ حضرت امام رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ میرا انکار بیعت یزید کے اشتعال کا باعث بنے گا اور نابکار جان کا دشمن اور خون کا پیاسا ہو جائے گا جس کا نتیجہ یہ بھی نکلے گا کہ مدینۃ الرسول کہیں میری وجہ سے رنگین خون نہ ہو جائے اور یہ توہین برداشت سے باہر ہے۔

لیکن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی دیانت و امانت و تقویٰ نے اجازت نہ دی

Marfat.com

کہ اپنی جان کی خاطر یا عزیز واقارب یا وطن کی خاطر نا اہل کے ہاتھ پر بیعت کر لیں اور مسلمانان اسلام کی تباہی اور شرعی واحکام کی بے حرمتی اور دین کے نفرت کی پرواہ نہ کریں اور یہ امام جیسے جلیل القدر فرزند رسول ﷺ سے کیونکر ممکن ہو سکتا تھا۔ اگر امام اس وقت یزید کی بیعت کر لیتے تو ظاہر ہے کہ یزید آپ کی قدر و منزلت کرتا اور آپ کی عافیت وراحت میں کوئی فرق نہ آنے دیتا اور بہت سی دنیاوی دولت کے انبار آپ کے قدموں میں نچھاور کر دیتا۔ لیکن اسلام کا نظام درہم برہم ہو جاتا اور اس پر داغ لگ جاتا اور یزید کی ہر بدکاری کے جواز کے لئے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت سند ہوتی اور شریعت اسلامیہ وملت حنیفہ کا نقشہ مٹ جاتا۔ یہاں پر ان حضرات کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ حضرت امام رضی اللہ عنہ نے اپنی جان خطرہ میں ڈال دی اور تقیہ کا تصور بھی خاطر پر نہ گزرا، اگر تقیہ جائز ہوتا تو اس کے لئے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے لئے اور کونسا وقت زیادہ ضرورت کا تھا، حضرت امامؑ ابن عمر و ابن زبیر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے بیعت کی درخواست اسی لئے سب سے پہلی کی گئی کہ اگر ان حضرات نے بیعت کر لی تو پھر کسی کو تامل نہ ہوگا۔ لیکن ان حضرات کے اس انکار سے وہ منصوبہ خاک میں مل گیا اور یزیدیوں کی آتش عناد بھڑک اٹھی اور ایسی ضرورت پہ حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کو مدینہ طیبہ چھوڑنے کا ارادہ کرنا پڑا کہ واقعہ ہی اب ولید بن عتبہ نے یزید کے تحریری حکم میں کچھ دیر کر دی تو اسے معزول کر کے دشمن اسلام کو گورنر بنا دے اور ایسا ہو سکتا تھا اور انکار بیعت امام رضی اللہ عنہ کی صورت میں مدینۃ الرسول کے بازار اور گلیاں خون سے رنگین نہ ہو جائیں اور عظیم متبرکات عظیمہ کی توہین نہ ہو جائے یقیناً طرفین سے یہ کام شروع ہو جائے گا، حضرت امام رضی اللہ عنہ کے حمایتی ایک طرف اور یزیدی ایک طرف اس

Marfat.com

سے مدینۃ الرسول کی اہانت ہوگی اور یہ داغ بھی حضرت امام رضی اللہ عنہ کی وجہ سے نہیں آنا چاہیے۔

اس لئے حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے متفقہ طور پر مصمم ارادہ فرمالیا کہ جتنی جلدی ہو سکے اب مدینۃ الرسول سے کوچ کر جائیں۔

ریاض الجنۃ میں سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی آخری رات

مدینہ طیبہ سے حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی رحلت کا دن اہل مدینہ اور خود حضرت امامؓ کے لئے غم واندوہ کا دن تھا، اطراف عالم سے تو لوگ وطن ترک کر کے اعزا واحباب کو چھوڑ کر مدینہ طیبہ حاضر ہونے کی تمنائیں کریں اور دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری کا شوق ودشوار گزار منزلیں اور بحر و بر کا طویل خوفناک سفر اختیار کرنے کے لئے بیقرار بنادے۔ ایک ایک لمحہ کی جدائی انہیں شاق ہو، اور فرزند رسول صلی اللہ علیہ وسلم جوار رسول سے جانے پر مجبور ہو اس وقت کا تصور دل کو پاش پاش کر دیتا لیکن یہ وہی جانتے ہیں جن پر یہ وقت آیا کہ ان پر کیا گزری۔ روایات صحیحہ ومعتبرہ اس پر موجود ہیں کہ دن کو مکمل تیاری فرمالی اور احباب اہل بیت اطہار کو اپنے ہمراہ لے جانے کے لئے تیار کرالیا اور شب کو ریاض جنت میں عبادت ونوافل میں مشغول رہے اور بارگاہِ عزت رب ذوالجلال میں دعا فرمائی۔

ترجمہ: اے میرے اللہ تیرے نبی کی قبر اطہر ہے اور میں تیرے نبی کی بیٹی کا بیٹا ہوں۔ میں جن حالات سے مجبور ہو کر جا رہا ہوں تو جانتا ہے میں نیکی کو اختیار اور بدی سے اجتناب کو پسند کرتا ہوں۔ اے اللہ میں تجھ سے اور صاحب قبر کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تو میرے لئے راستہ پیدا فرما جس میں تیری اور تیرے رسول کی رضا

Marfat.com

مندی ہے۔ حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ یہ دعا فرماتے رہے اور روتے رہے۔ (الحیات النفی ۱:۲۷)

دربار رسالت ﷺ پر رات کی پچھلی گھڑی

نوافل و عبادت اور دعوات سے فارغ ہونے کے بعد حضرت امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے نانا جان آقا و مولیٰ سرکار محمد ﷺ کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے ہدیہ درود و سلام پڑھتے اور روتے رہے اور قبر انور کے ساتھ لپٹ گئے، اسی حالت میں آپ دیکھتے ہیں کہ فرشتوں کی جماعت کثیرہ ہے اور حضور پرنور ﷺ جلوہ افروز ہیں اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو آپ نے اپنی آغوش میں لیا اور سینے اقدس سے لگایا اور چوما اور فرمایا:

اے میرے پیارے حسین! میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ عنقریب تم خاک و خون میں تڑپائے جاؤ گے اور میری امت کے چند اور ساتھیوں کے ساتھ زمین کربلا میں ظلم کے ساتھ ذبح کیے جاؤ گے اور تم سب پیاسے بھی ہو گے اور تمہیں پانی میسر نہ ہوگا اور اس کے باوجود قاتل میری شفاعت کے امیدوار ہوں گے خدا کی قسم ان کو میری شفاعت نصیب نہ ہوگی، گھبراؤ نہیں تم عنقریب اپنے ماں باپ کے پاس پہنچ جاؤ گے سب تمہارے مشتاق ہیں۔ (الحیات النفی ۲:۲۸)

اسی حالت میں حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ اپنے نانا جان ﷺ سے روتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔

اے پیارے نانا جان! میری دنیا میں جانے کی کوئی خواہش نہ سوائے اس کے کہ آپ مجھے بھی اپنے ہمراہ قبر میں جگہ دے دیں۔ (الحیات النفی ۲:۲۸)

Marfat.com

حضور ﷺ نے اپنے حسین کو تسلی دی اور فرمایا۔

نہیں اے پیارے بیٹے تمہارے لئے دنیا میں ابھی رجوع ہے کیونکہ تمہیں شہادت کا وہ مرتبہ پانا جو خدا نے تمہارے لئے لکھ دیا گیا ہے جس کا عظیم ثواب تم کو ملنا ہے۔

اسی حال میں حضرت عالی مقام رضی اللہ عنہ قبر اطہر سے بیدار ہوئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور کہا اے پیارے نانا جان اب حسین کی آخری حاضری ہے امید نہیں کہ اب دوبارہ قبر اطہر کی حاضری مجھ کو نصیب ہو۔ امام حسین رضی اللہ عنہ صبر کا دامن تھامے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قبر اطہر پر روئے اور سلام عرض کیا۔

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ ہجرت

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے جس صبح کو مدینہ طیبہ سے روانہ ہونا تھا اسی رات کا کچھ حصہ اپنے نانا (مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء) اور اپنی محترمہ والدہ معظمہ طیبہ و طاہرہ سلام اللہ علیہا اور برادر مکرم سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور امہات المومنین اور اصحاب عظام جو بقیع قبرستان میں ہیں ان کی حاضری اور ہدیہ سلام میں شرف فرمایا، یہ تھا وہ ایک مسلسل فکری جہاد اور عقلی جہاد اور پھر اپنے وطن مدینہ طیبہ کے حسین منظر کو چھوڑ کر مکہ معظمہ کے دشوار گزار سفر کو بمعہ اہل وعیال رخصت ہونا یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے بلکہ یہ بھی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا بہت بڑا جہاد تھا جس کو آپ نے عملی شکل دے دی، آج جو آپ مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ ہجرت فرما رہے ہیں وہ آج سے ٹھیک ساٹھ برس پہلے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے جد امجد سرکار سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی مکہ معظمہ سے

Marfat.com

مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کے ساتھ عجیب مشابہت رکھتی ہے۔

عام انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ انسان اپنا وطن چھوڑتے وقت وطن کی ہر پسندیدہ چیز حتی کہ اس آب وگیاہ اور خاک سے بھی پیار و داع کرتا ہے اور ان پر حسرت و یاس کی نگاہ ڈالتا ہے۔ روایات شاہد ہیں کہ حضور سید عالم علیہ الصلوۃ والسلام مکہ معظمہ سے روانہ ہوتے وقت مڑ مڑ کر بار بار در و دیوار پر نگاہ ڈالتے تھے حتی کہ اللہ تعالیٰ کو تسلی دینی پڑی۔

اس طرح جب حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ اپنے خاندان مقدسہ کو لئے ہوئے ۶۰ ہجری ماہ رجب کی ستائیس تاریخ بروز اتوار 3 مئی 280ء کو مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے تو مدینہ پاک سے حضرت امام رضی اللہ عنہ کی اہل مدینہ اور خود امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے لئے کیسا رنج واندوہ کا وقت تھا۔ اطراف عالم سے تو مسلمان وطن ترک کر کے اعزہ واقارب کو چھوڑ کر مدینہ طیبہ حاضر ہونے کی تمنائیں کریں اور دربار سرکار ابد قرار حبیب کردگار شان پروقار سید الابرار سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری کا شوق دشوار گزار منزلیں اور بری و بحری اور ہوائی کا طویل اور نان ونفقہ وزادراہ کا بوجھ اور خوفناک سفر اختیار کرنے کے لئے بیقرار بنادے ایک ایک لمحہ کی جدائی انہیں شاق ہو اور فرزند رسول جگر گوشہ بتول اور نور نظر مولا علی السلول جوار نبوت و رسالت سے جدا ہونے پر مجبور ہو یہاں پر ہی حضرت کی ولادت اور یہاں پر ہی حضرت کی بلندی عظمت اور یہاں پر ہی راکب دوش نبوت۔۔۔ لیکن

(الحسین ج ۱:۱۵، سوانح کربلا)

اس وقت کا تصور دل کو پاش پاش کر دیتا ہے۔ جد کریم علیہ افضل الصلوۃ

Marfat.com

والتسلیم کے روضۂ طاہرہ سے جدائی کا صدمہ حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے دل پر رنج وغم کے پہاڑ توڑ رہا ہے۔

اہل مدینہ کی بھی مصیبت کا کیا اندازہ ہوسکتا ہے، دیدار حبیب کے فدائی اس فرزند کی زیارت سے اپنے مجروح قلوب کو تسکین دیتے تھے ان کا دیدار ان کے قلب کا قرار تھا۔

یقیناً آج اہل مدینہ کا حال بے حال ہو رہا ہے کہ آج یہ اقرار دل بے قرار ہی نہیں بلکہ اوروں کا یہ قرار دل مدینہ طیبہ سے رخصت ہو رہا ہے۔ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ مایوسانہ نگاہ سے اپنے اصحاب اور مدینہ کے حسین در و دیوار پر نگاہ ڈالتے ہوئے اور اپنے جد کریم کے گنبد اقدس کی بہار رحمت کا مزہ دیکھتے ہوئے بہزار غم واندوہ بادل ناشاد ہدیہ سلام فرماتے ہوئے رحلت فرماتے ہیں۔ تو زبان اطہر سے قرآن حکیم کی یہ آیت پڑھ رہے ہیں۔

فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِىْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۱﴾

اس آیت کی تلاوت بھی حضرت امام رضی اللہ عنہ کے علم وفضل کی اور ایک عظیم پیرائے کی ترجمانی اور عظیم مقصد کی نشانی تھی، اول یہ کہ اس آیت میں حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کا وہ ذکر ہے اس وقت کا جب کہ فرعون کے ظلم وتشدد سے بیزار ہو کر مصر سے باہر نکلے تو عرض کیا اے میرے رب میں ظلم وستم سے بیزار ہو کر نکلا ہوں مجھے ان ظالم لوگوں سے نجات عطا فرما۔ (الحیات الخفی ۲:۳۶)

گویا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اس طرف اشارہ فرما رہے تھے کہ ہم یزید

Marfat.com

کے ظلم وستم سے بیزاری کی بناء پر مدینہ طیبہ سے رخصت ہو رہے ہیں۔

سیدنا امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی تلاش اور جاسوسی

عبیداللہ ابن زیاد نے سیدنا امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی تلاش کے سلسلہ میں کئی دن لگا دیئے لیکن کہیں سے آپ کی جائے اقامت کا پتہ نہ چل سکا۔ حیرت ہے کہ کسی کے ذریعہ بھی ان کا کہیں جائے مقام کا پتہ نہیں چلا۔ بالآخر اس نے بنو تمیم کے ایک آزاد غلام معقل کو تین ہزار درہم دے کر سراغ رسانی پر مقرر کیا۔ معقل نے سر توڑ کوشش شروع کر دی۔ یہ شخص جامع مسجد کوفہ میں آیا اور وہاں ایک آدمی کو نماز نوافل میں مشغول دیکھا۔ معقل نے اس کی کثرت عبادت سے اندازہ کیا کہ یقیناً یہ آدمی یزیدی، زیادی نہیں بلکہ کوئی حسینی دینی جماعت کا ہے جب وہ فارغ ہوا تو اس نے آگے بڑھ کر حال پوچھا اور بڑے احترام سے کہا میں ایک شامی ہوں میرے دل میں اہل بیت اطہار کی محبت ہے مجھے معلوم ہے کہ یہاں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے معتمد امام مسلم بن عقیل آئے ہوئے ہیں میں چاہتا ہوں کہ ان کی زیارت کروں اور ناچیز ہدیہ بھی پیش کروں۔ مسلم بن عوسجہ منافقانہ باتوں میں آگئے اور چال نہ سمجھ سکے منافق ایسے ہی چٹ پٹی میٹھی باتیں کر کے راز لے لیتے ہیں اور بھولے بھالے بڑی جلدی ان کی ایسی باتوں میں آجایا کرتے ہیں۔ بالآخر مسلم بن عوسجہ نے اجازت لے کر چند روز کے بعد معقل کو سیدنا امام مسلم بن عقیل کے حضور پیش کر دیا اس نے بیعت کر لی اور ہدیہ پیش کیا تو آپ نے انکار فرمایا تو ابو تحامیہ صیدوی نے لیا یہ روزانہ اول حاضر ہوتا

Marfat.com

اور آخر میں جاتا تا کہ سب آمد و رفت والوں کی جانوں اور باتوں کا راز لوں پھر ابن زیاد کے پاس جایا کرتا تھا۔ (الحیات الخفی ۲: ۱۱۸)

حتی کہ عبید اللہ بن زیاد کو تمام حالات اور جائے اقامت سیدنا امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ معلوم ہوگئی۔

حضرت ہانی بن عروہ کا مختصر تعارف

ہانی بن عروہ یہ وہ صاحب ہیں جو قبیلہ بنی مراء کو غذج کے سردار تھے اور بڑے بزرگ اور صاحب اقتدار تھے جب کسی مہم کے لئے نکلتے تو چار ہزار زرہ پوش اور آٹھ ہزار پیادہ آدمی ان کے ساتھ ہوتے تھے۔ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے دور میں کئی جنگوں میں شریک ہوتے رہے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر اٹھانوے برس تھی جیسا کہ آگے ان کی شہادت کا ذکر آرہا ہے۔ غرضیکہ ہانی بن عروہ ایک روسائے کوفہ میں بڑی اعلیٰ شخصیت تھے۔ ان کی اسی سرداری کی وجہ سے ابن زیاد خود ان کے پاس ملنے آیا کرتا تھا اور آپ بھی دوستانہ تعلقات کے پیش نظر اس کے پاس آتے جاتے تھے۔ لیکن جب سیدنا امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ ان کے ہاں رہائش پذیر ہوئے تو انہوں نے آنا جانا کم کر دیا تھا کہ کہیں ان کو میرے ہاں حضرت کی رہائش کا علم نہ ہو جائے اور کوئی بات سامنے نہ آئے۔

(الحیات الخفی ۲: ۱۱۸)

مہمان جلیل سیدنا امام مسلم بن عقیل کو پناہ دینے پر حضرت ہانی

Marfat.com

ہانی بن عروہ کی گرفتاری اور ظلم عبید اللہ ابن زیاد

عبید اللہ ابن زیاد گورنر کوفہ کو اپنے جاسوس معقل کی زبانی سیدنا امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ معلوم ہو چکا تھا کہ آپ ہانی بن عروہ کے گھر میں مقیم ہیں چنانچہ ابن زیاد نے محمد ابن اشعث، اسما ابن خارجہ کو بلایا اور کہا کہ ہانی کئی روز سے نہیں آئے ان کو بلا کر لاؤ۔ انہوں نے کہا معلوم نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ ابھی بیماری سے صحت یاب ہوئے ہوں کہنے لگا اچھا تم جاؤ اور ان کو ضرور ساتھ لے کر آؤ۔ پھر یہ دونوں اشخاص ہانی کے پاس آئے اور ابن زیاد کا پیغام دیا کہ وہ آپ کو بلا رہا ہے اور آپ کو چلنا چاہئے۔ وہ بھی اس معاملہ میں بے خبر تھے۔ حضرت ہانی بغیر کسی کو اطلاع دیئے ہوئے تنہا حسب روایات چلے گئے تو دیکھا کہ ابن زیاد کے تیور بدلے ہوئے ہیں۔ ابن زیاد دیکھتے ہی کہنے لگا موت کے منہ میں آ گئے ہو آپ نے فرمایا کیوں کیا بات ہو گئی۔ کہنے لگا تم نے مسلم بن عقیل کو اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔ حضرت ہانی نے کہا تم کو اس کی کس نے خبر دی۔ اس نے اشارہ کیا اپنے جاسوس معقل کی طرف کہ یہ کہتا ہے جو روزانہ تمہارے ہاں آتا جاتا تھا اسی نے مجھے تمام حالات بتائے ہیں حضرت ہانی نے جب اس شخص کو دیکھا تو سمجھ گئے اور واقعہ کی تہہ تک پہنچ گئے کہ یہی جاسوس ہے جس نے یہ خبر ان تک پہنچائی۔ آپ نے برموقعہ جواب دیا مہمان کو میں نے پناہ دی ہے تو کیا حرج ہے مجھے یہ گوارا نہ تھا کہ مہمان کو اپنے گھر سے نکالوں۔ ابن زیاد نے کہا اچھا یہی بات ہے تو مسلم کو ہمارے حوالے کر دو۔ حضرت ہانی نے جواب دیا یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہنے لگا پھر یہاں آپ کا چھٹکارا مشکل ہے جب تک انکو میرے پاس نہ لاؤ۔ آپ نے فرمایا۔

Marfat.com

لَا وَاللّٰہِ لَا اَجِیْئُکَ بِہٖ اَبَدًا اَجِیْئُکَ بِضَیْفِی تَقْتُلَہ۔

اللہ کی قسم میں ان کو ہرگز تمہارے پاس پیش نہیں کروں گا کیا اس لئے تو میرے مہمان کو قتل کر ڈالے۔ جب بات باہمی تکرار میں شدت اختیار کر گئی اور آپ نے انکار کرتے رہے تو ایک شخص مسلم بن عمرو باہلی کے پاس کھڑا تھا اس نے علیحدہ کر کے حضرت ہانی کو کہا کہ آپ کی بڑی ذلت ہے جب یہ کہتے ہیں کہ ان کو حاضر کر دو تو اس میں آپ کا کیا حرج ہے۔ حضرت ہانی نے کہا کہ خدا کی قسم اگر میرے ساتھ کوئی نہ ہو تو بھی کٹ مروں گا لیکن اپنے مہمان کو کسی قیمت پر خود ان کے حوالے نہیں کروں گا۔ یہ بات بھی ابن زیاد نے سن لی تو کہنے لگا۔ لتاتینی اولاضرب عنقک اگر تم نے اس کو حاضر نہ کیا تو تمہاری گردن اڑا دوں گا۔ حضرت ہانی نے فرمایا اذا واللہ تکثر لبارقۃ۔ خدا کی قسم اگر تم ایسا کرو گے تو تمہارے قصر کے اردگرد تلواریں ہی تلواریں چمک اٹھیں گی۔ یہ سن کر ابن زیاد آگ بگولہ ہو گیا اور کہنے لگا اَتُخَوِّفُنِی بِالْبَارِقَۃِ تم مجھے تلواروں سے ڈراتے ہو آپ نے فرمایا نَعَمْ کَمَا تَخَافُنِی ہاں جیسا تم مجھے ڈراتے ہو۔ اسی حال میں ابن زیاد جلتا اٹھا اور اپنے عصا سے حضرت ہانی کو اس قدر مارا کہ ان کے رخسارے پھٹ گئے اور ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی اور خون کے فواروں نے تمام بدن اور لباس رنگین کر دیا چونکہ آپ کے پاس کچھ نہ تھا آپ نے ایک تلوار کو جو وہاں پڑی ہوئی تھی پکڑنا چاہا وہ چھین لی گئی اس زخمی بے چارگی کی حالت میں سسکتے ہوئے آپ کو کمرے میں قید کر لیا گیا اور دروازہ مقفل کر دیا تا کہ کسی کو ان کا حال معلوم نہ ہو جائے۔ اگر واقعی کسی کو معلوم ہو گیا تو تمام کوفہ تلواریں لے کر آ جائے گا۔ عبید اللہ ابن زیاد ایسا کر تو چکا تھا لیکن اب خائف تھا اور کوئی تدبیر یعنی چالاکی سوچتا رہا۔

Marfat.com

(الحیات ج ۲ ص ۱۱۹)

عبیداللہ ابن زیاد کا محاصرہ

تھوڑی ہی دیر کے بعد سارے کوفہ میں خبر پھیل گئی کہ حضرت ہانی کو قتل کر دیا گیا ہے تو ہانی کے برادر۔۔۔ عمرو بن حجاج زبیدی نے یہ خبر سنتے ہی بہت بڑی بنی مدحج کی جماعت سے لے کر قصر دارلامات کو آکر گھیر لیا اب ابن زیاد کو اپنی شامت نظر آرہی تھی اس نے ایک ترکیب سوچی تھی کہ قاضی شریح کو بلوایا تو ابن زیاد نے کہا دیکھو فلاں کمرے میں ہانی زندہ ہیں یا کہ نہیں۔ انہوں نے دیکھا زندہ ہیں لیکن زخمی اور بیمارگی کی حالت میں ہانی نے شریح سے کہا کہ خدارا قوم کو میرے متعلق صحیح بات سے آگاہ کرو کہ میرے ساتھ یہ سلوک ہوا ہے۔ اگر دس آدمی آجائیں تو آج اس کا مقابلہ ہو جائے گا کہاں گئی میری قوم اور کہاں گئے مددگار یہ الفاظ آپ کہہ رہے تھے کہ قاضی شریح نے کہا میں اسے بتا تو دوں لیکن اس نے میرے ساتھ اپنے جاسوس ہمراہ بھیجے ہیں تا کہ کسی کو اصل حقیقت سے خبردار نہ کردے۔ اس کے بعد ابن زیاد نے بڑی منت ساجت کر کے قاضی شریح سے کہا کہ تم نے ان لوگوں کو یہاں سے لے جانا ہے اور ان کی تسلی کرنی ہے اور کہنا کسی مصلحت کے تحت انہوں نے ان کو پاس بیٹھایا ہوا ہے۔ کیونکہ ان کے دوستانہ تعلقات ہیں چنانچہ قاضی شریح نے باہر لوگوں کو تسلی دی اور کہا کہ تم اپنے اپنے گھروں میں چلے جاؤ ایسی کوئی بات نہیں ہانی بخیریت وسلامتی ہیں تو عمرو بن حجاج نے کہا الحمدللہ اگر وہ خیریت سے ہیں تو ہم کو یقین آگیا لہٰذا سب چلتے ہیں۔ گویا کہ یہ بھی ایک کرن تھی کہ شائد حضرت ہانی بچ جاتے لیکن یہ کرن نمودار ہوتے ہی آن کی آن میں غائب ہو گئی۔ یہ خبر تو پہلے ہی مشہور ہو چکی تھی لیکن ہانی کے گھر

Marfat.com

سب رو رہے تھے۔ سیدنا امام مسلم بن عقیل کیسے برداشت کر سکتے تھے کہ معزز میزبان انہی کی خاطر مصائب میں گرفتار ہیں اور وہ ابھی گھر نہیں آئے اور باہر نکل آئے اور چند افراد کو ہمراہ لے کر سیدھے قصر دارالامارہ پہنچ گئے اور کچھ لوگ بھی شامل ہو گئے جب ابن زیاد کو پتہ چلا کہ مسلم بن عقیل لشکر لے کر آ رہے ہیں اور قلعہ کا محاصرہ کرنے لگے ہیں تو اس نے کوفہ کے روسا جن کی تعداد بیس تک تھی اور کچھ اور دس افراد تھے۔ ان کو کہا اور کچھ باہر اس کام پر مامور تھے کہ وہ لوگوں کو ڈرائیں اور دھمکائیں چنانچہ وہ بیس افراد قلعہ کے اوپر چڑھ کر لوگوں کو ڈرانے لگے کہ ہم روسا کوفہ ہو کر تم کو بتا دینا چاہتے ہیں۔

لوگو اپنے گھروں میں چلے جاؤ جلدی کرو یزید کے لشکر آ رہے ہیں اور وہ تمہارا قلع قمع کر دیں گے اور تمہاری اولاد تم کو ایک دوسرے سے جدا کر دیں گے یعنی قتل کر کے اڑا دیں گے اور تمہاری کوئی مدد نہیں کرے گا۔

اس شیطانی مکر و فریب کا کافی اثر ہوا کہ لوگ متفرق ہوئے اور بھاگنے شروع ہو گئے یہاں تک کہ عورتیں آدمیوں کو اور باپ لڑکوں کو مائیں بیٹوں کو اپنے اپنے قریبیوں کو بلا بلا کر لے گئے کیونکہ خوف وہراس لشکر یزید سے بڑا ڈرایا دھمکایا گیا کہ کوئی یتیم ہو گا کوئی بیوہ اور کوئی بے اولاد۔

عورتیں اپنے مردوں اور بیٹوں اور بھائیوں کے پاس آتیں اور کہتیں واپس چلو واپس چلو شام کا لشکر آ جائے گا کیا کرو گے۔

(الحیات ص ۱۲۰ کامل ۲۷۲)

جامع مسجد کوفہ میں بحالت نماز مغرب آخری افراد کا سیدنا امام

Marfat.com

مسلم بن عقیل سے فرار

اب چند سو آدمیوں کی تعداد سیدنا امام مسلم بن عقیل کے ہمراہ ہے آپ نے خیال کیا کہ اور تو لوگ ڈر اور لالچ انعام اکرام کی خاطر چلے گئے امید ہے کہ یہ نہیں جائیں لیکن معلوم نہیں کہ یہ بھی وقت آخر ساتھ چھوڑ دیں گے اسی اثناء میں جب نماز مغرب کا وقت ہوا تو جامع مسجد کوفہ میں آپ نماز کی ادائیگی کے لئے تشریف لے گئے اور یہ افراد جن کی تعداد پانچ سو کے قریب تھی وہ بھی ساتھ رہے جب اذان کے بعد جماعت کھڑی ہوئی اور امامت کے فرائض سیدنا امام مسلم بن عقیل ہی فرما رہے تھے تو سب آپ کے پیچھے کھڑے تھے لیکن جب آپ نے سلام پھیرا تو دیکھا کہ پیچھے تو ایک شخص بھی موجود نہیں۔

پس جب آپ نے فراغت نماز کے بعد پیچھے دیکھا تو صفوں پر لوگوں میں سے کوئی ایک آدمی بھی آپ کے پیچھے نہ رہا۔

یہ تو تھا ان کا حال اور جو دیگر محلوں میں تھے ان کی ناکہ بندی کر دی گئی تھی کہ کوئی شخص امام مسلم کی نصرت کے لئے نہ آسکے بلکہ جو نکلے ان کو پولیس نے گرفتار کر لیا۔ یہ واقعہ آٹھویں ذوالحج ساٹھ ہجری کا ہے۔ (الحیات الخفی ۲:۱۲۲)

سیدنا امام مسلم کی بیکسی اور خاتون طوعہ مسلمہ

اس غربت میں سیدنا امام مسلم بن عقیل جامع مسجد کوفہ سے باہر نکلے تو دیکھا کوئی ہمسر نہیں ہے۔ آج شہر کوفہ کی عظیم گنجان آبادی میں سرگرداں پھر رہے ہیں اس پریشانی کے عالم میں کہ کدھر جائیں اور کہاں رات گزاریں کوفہ کے وسیع خطہ میں دو

Marfat.com

چار گز زمین کا ٹکڑا شب گزارنے کے لئے نظر نہیں آتا۔ اب سوچتے ہیں کہ واقع ہی بد عہد قوم نے بیوفائی کا وہی مظاہرہ کیا ہے جس کا چرچا مشہور ہے حیرت ہے کہ کوفہ کے تمام لوگ مہمان کو مدعو کرنے میں اور رسل ورسائل کا سلسلہ شروع کرنے میں کس قدر پیش پیش تھے اور آج کوئی ایک ہمدم نظر نہیں آرہا۔ اسی بے کسی اور بے بسی کے عالم میں بنی کندہ کے قبیلہ بنی جبلہ کے محلہ میں جانکلے اور چلتے چلتے ایک عورت طوعہ نامی کے دروازے پر جا پہنچے۔ آپ نے دیکھا کہ یہ عورت رات کی تاریکی میں نہ معلوم اپنے دروازہ کو کھول کر کیوں بیٹھی ہوئی ہے۔ آپ نے اس عورت کو اس طرح دیکھ کر فرمایا: اَلسَّلَامَ عَلَیْکَ یَا امۃ اللّٰہِ اَسْقِیْنِی ماء اے اللہ کی بندی تجھ پر سلام ہو مجھے کچھ پانی تو پلا دو۔ اللہ اکبر۔ جس گھر سے دنیا کو بھیک ملتی ہے آج وہ امام جلیل بھوک اور پیاس سے کوفہ کی گلیوں میں پھر رہے ہیں اور ایک عورت سے پانی مانگ رہے ہیں اور سخت پریشان اور مصیبت اس عورت کی قسمت کو ارجمندی فرمارہے ہیں اور سخت پریشانی اور مصیبت وغم میں بھی شریعت مطہرہ کا لحاظ ان کی رگ ہاشمی میں موجود ہے جب عورت سے پانی طلب فرماتے ہیں تو بغیر السلام علیکم کے نہیں فرماتے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ آقا و مولا سرکار محمد رسول ﷺ کا حکم کہ کسی مسلمان سے کوئی بات نہ کرو جب تک اسے سلام نہ کرلو ایسی حالت میں بھی ایک لحہ ایک خلاف سنت رسول کلمہ نہیں فرماتے۔

اس عورت نے اسی وقت پانی کا پیالہ پیش کیا حضرت نے پانی پیا تو فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ جزاکَ اللّٰہُ یا امۃ اللہ کا شکر ہے اے پانی پلانے والے خدا تجھ کو جزائے خیر دے اب پانی پی کر حضرت کے قدم اٹھتے نہیں اور وہیں تھکے ماندے

Marfat.com

دروازہ کے نزدیک دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ کون کیا بتائے جوان کے دل میں گزری۔ عورت نے جب آپ کو بیٹھے ہوئے دیکھا کہ یہ اب جاتے نہیں تو کہنا پڑا کیا بات ہے آپ کہاں بیٹھ گئے اپنے گھر کیوں نہیں جاتے سیدنا امام مسلم نے فرمایا:

یا امة اللّٰه مالی هذا المِصُر مَنُزلِ وَلَا عَشِیرَۃِ فَهَل لَکَ اَجُرٌ وِ مَعُرُوف وَلَعَلَّ اٰیتک بَعُدَ الیُوم۔

اے اللہ کی بندی جاؤں کہاں اس شہر میں نہ تو میرا کوئی گھر ہے اور نہ کوئی میرا ہمسر ہے کیا تو مجھے اپنے گھر ٹھہرا سکتی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ آج کے بعد اس نیکی کا بدلہ تجھے دے سکوں۔

امام کی زبان سے یہ کلمات نکلنے تھے کہ طوعہ عورت گھبرا کر کہنے لگی۔ **یَا عَبُدُ اللّٰه مَاذَا حَالکَ وَمَنُ اَنتَ الرَّجُل** اے اللہ کے بندے ماجرا کیا ہے اور آپ کون ہیں۔

حضرت امام مسلم بحالت زار فرمایا ہمارا کیا حال پوچھتے ہو کچھ بتانے کے لئے نہیں رہا۔ **انا مسلم ابن عقیل من اهل البیت خدعنی هولاء القوم وفروا واخرجونی۔** میں مسلم بن عقیل اہل بیت سے ہوں اور مجھے ان لوگوں نے یہاں بلوا کر دھوکہ دیا اور اب سب بھاگ گئے ہیں۔

اس نام کا سننا تھا کہ طوعہ عورت آپ کے قدموں میں گر گئی اور نہایت عزت وتکریم کے ساتھ اپنے گھر کے اندر لے گئی اور اپنی لاعلمی کی معافی چاہی بستر آرام بچھایا اور کھانا تیار کر کے پیش خدمت کیا۔ زہے نصیب۔

حضرت امام مسلم بن عقیل نے کھانا نہ کھایا بڑے اصرار کے باوجود آخر آپ

Marfat.com

نے فرمایا نہیں مجھے بھوک نہیں۔ ہاں مجھے وضو کے لئے کسی برتن میں پانی ڈال کر میرے پاس رکھ دو۔ رات کا کافی حصہ گزر چکا تھا کہ اس عورت کا لڑکا بلال نامی آیا اور اس نے دریافت کیا یہ کون شخص ہے طوعہ نے کہا یہ امام مسلم بن عقیل اہل بیت سے ہیں ہماری خوش نصیبی ہے کہ مہمان عظیم کے قدم اقدس ہمارے گھر میں آگئے ہیں ان کی خدمت اور تعظیم وتکریم دنیاوی واخروی بھلائی ہے اس کے بعد وہ لڑکا بلال سو گیا۔

سیدنا امام مسلم رضی اللہ عنہ کی آخری عبادت، شرف زیارت، بشارت شہادت

صبح ہونے کے بعد طوعہ خاتون نے سیدنا امام مسلم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا حضور آپ رات کو سوتے نہیں اکثر وقت آپ عبادت خداوندی میں مصروف رہے ہیں آپ نے فرمایا اس اللہ کی جتنی یاد کی جائے بہتر ہے طوعہ خاتون نے عرض کیا کھانا تیار کرلیا ہے آپ نے رات کو بھی کھانا نہ کھایا اب تو کھائیں میں کھانا لائی ہوں۔ آپ نے فرمایا کھانا کھانے کو جی نہیں چاہتا۔ بڑے اصرار پر بھی یہی فرمایا۔ طوعہ خاتون نے کہا کہ آخر اس کی وجہ کیا ہے آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ خدا کے حضور اسی حالت میں جاؤں۔ گھبرا کر کہا ایسا کیوں فرماتے ہیں آپ نے فرمایا پس آج مسلم کا آخری دن ہے اس لئے کہ میں نے آج شب۔۔۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا ہے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مسلم جلدی جلدی کرو۔ میرا گمان یہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ میرا دنیا میں آخری دن ہے۔

طوعہ گھبرا گئی اور کہا ایسا کیوں آپ نے فرمایا دشمن میری تلاش میں مارے

Marfat.com

بھی لکھی) یہ لشکر بکف اسلحہ جنگی سامان سے بھر پور ہو کر طوعہ خاتون کے گھر تک پہنچ کر تمام گھر کا محاصرہ کرلیا۔ (الحیات الطفی ص ۱۲۸ ج ۲)

سیدنا امام مسلم پر سنگباری اور شجاعت ہاشمی اور گرفتاری

اچانک گھوڑوں کی ٹاپوں اور لوگوں کے شوروغل کی آواز کانوں تک پہنچی کہ یزیدی فوجیں آگئیں۔ سیدنا امام مسلم فوراً اٹھے اور اپنی تلوار حمائل کی اور طوعہ کو کہا یہ ہے تمہارے بدبخت لڑکے کا حال میری اقامت کی اس نے خبر دے دی ہے لیکن میں کیا کرسکتی تھی۔ آپ نے فرمایا اس کو کیے ہوئے کا صلہ ملے گا اور تم کو اپنی نیکی کا ملے گا آپ باہر نکلنے لگے تو طوعہ خاتون نے کہا آپ باہر نہ جائیں آپ نے فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہ ظالم مکان کو آگ نہ لگادیں یا گرانہ دیں میں خود ہی ان کے سامنے چلا جاتا ہوں یہ کہہ کر طوعہ کو فرمایا آخری سلام مسلم کا قبول ہو۔

تو نے میرے ساتھ نیکی کر کے سید الانس والجان سرکار محمد رسول اللہ ﷺ کی شفاعت اپنے نصیب میں لکھ لی ہے۔

طوعہ خاتون روتی رہ گئی سیدنا امام مسلم رضی اللہ عنہ باہر نکلے تو دیکھا کہ لشکر اپنے ناپاک ارادوں میں تیار ہے اور زبان حال سے فرمایا اُخرِجیْ لِلْمُوْتَ الَّذِی لَیْسَ مِنْہُ مَحِیْصٍ اے جان نکل موت کی طرف جس سے کچھ خطرہ نہیں۔

ظالموں نے حضرت کو دیکھتے ہی درندوں کی طرح آپ پر حملہ آور ہو گئے۔

شجاعت ہاشمی کے پیکر عظیم نے تن تنہا اپنی تلوار سے مقابلہ کیا اور اپنی تلوار کے ایک ہی وار سے کئی کو واصل جہنم کیا۔ آپ کی زبان اطہر سے یہ کلمات جاری تھے۔

ھُوَالْمَوت فاضعَ ویکَ مَا انت صانِع

Marfat.com

مَـاانـتَ بِـكـاسِ الْـمَـوْتِ لاَ شکَ جـارعٌ

نَـصَبْـرًا لِأمْـرِ الـلّٰـهِ جَـلِّ جَـلالُـهُ

مَـحْـكَـمٌ قَـضَـاءُ الـلّٰـهِ فـي الـخَـلْقِ وَاقِـعٍ

جو کچھ کرنا ہے کرے موت موجود ہے اور یہ کلمات کا پیالہ تم نے ضرور پینا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم پر صبر کرنا لازمی ہے سب مخلوقات پر اسی کا حکم نافذ العمل ہے۔

یہاں تک کہ آپ نے اکتالیس یزیدیوں کو مار ڈالا اور گھبرا گئے محمد بن اشعث گھبراتا ہوا گھوڑے کو دوڑاتا ہوا ابن زیاد کے پاس گیا کہ ہمارے اکتالیس آدمی اکیلے مسلم نے مار ڈالے ہیں اور ہمیں اور آدمی دیئے جائیں آگ بگولہ ہو کر محمد بن زیاد اشعث پر ٹوٹ پڑا اور کہنے لگا۔

ہم نے تم کو ایک پکڑنے کے لئے بھیجا اور تمہارا یہ حال ہوا اگر تم کسی فوج کے مقابلہ پر بھیج دیا جائے تو پھر تمہارا کیا حال ہوگا۔

اے امیر آپ کا کیا خیال ہے کہ آپ نے مجھے کسی کوفہ کے گندے سبزی فروش کے پاس بھیجا ہے یا قوم مقانی کی طرف (بزدل وموصل میں ایک قوم کی طرف اشارہ ہے) بھیجا ہے کیا آپ نہیں جانتے کہ آپ نے کس کی طرف بھیجا ہے جو شبیر شجاعت عالم اور اس کی تلوار حسام ہے اور جو جلیل امام ہمارا امام ہے اور وہ نسل حضور خیر الانام ہے۔

ابن زیاد یہ سن کر چکرا گیا کہنے لگا اَعْـطِـهُ الْاَمَانِ فَاِنکَ لَاتَقْدِرَ عَلِیْهِ الَّابِه اس کو امان وسلامتی کا دھوکہ دے کر اس بہانے سے میرے پاس لے آؤ کہ ابن زیاد امان دے گا آپ کو کچھ نہ کہا جائے گا۔ ورنہ اس کے بغیر تم اس پر قابو نہ پا سکو گے

Marfat.com

ابن اشعث گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا تو دیکھا کہ مقابلہ ہو رہا ہے اور سیدنا امام مسلم بن عقیل شدید زخمی ہیں زخموں کی کثرت اور خون کے زیادہ بہہ جانے سے اور شدت پیاس سے نڈھال ہو کر دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے ہیں اسی اثناء میں آپ نے طوعہ خاتون کو آواز دی کہ تھوڑا سا پانی پلا دو وہ جلدی سے پانی لے کر آئی کہ حضرت پانی پینے نہ پائے کہ ایک ظالم نے اس قدر زور سے پتھر مارا کہ حضور امام مسلم بن عقیل کے منہ پر لگا اور ہونٹ مبارک چھیدا گیا اور اگلے دانت ٹوٹ گئے آپ نے فرمایا شکر ہے اللہ تعالیٰ اگر یہ دنیاوی پانی ہماری قسمت میں نہیں ہے تو حوض کوثر سے سیراب ہو جائیں گے پھر ایک ظالم نے اور پتھر مارا جو سیدنا امام مسلم کی پیشانی اقدس پر لگا خون کا فوارا پھوٹ پڑا بدن لہولہان ہو گیا داڑھی مبارک اور چہرہ خون آلود ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا تمہیں کیا ہو گیا مجھے تو پتھر اس طرح مار رہے ہو جیسے کفار کو مارے جاتے ہیں حالانکہ میں تو انبیاء و ابرار کے خاندان مصطفیٰ ﷺ سے ہوں تمہیں ان کے خاندان و اولاد کا کچھ پاس نہیں۔

اس کے بعد ایک ظالم نے پیچھے سے اچانک اس قدر زور کا پتھر مارا جو کمر اقدس پر لگا اور گر گئے اور زبان حال سے بے بس ہو کر فرمایا۔

ہائے اے حسین کیا اپنے بھائی جگر خستہ مسلم کی آپ کو خبر ہے کون ہے جو آپ کو خبر کرے کہ مجھ پر کیا ظلم ڈھائے جا رہے ہیں اور کون ہے جو آپ کو سرزمین کوفہ میں آنے سے روکے۔

ظالموں نے خستہ بدن حالت میں لاچار دیکھ کر آپ کو پکڑا اور گھوڑے پر سوار کرنے لگے آپ نے فرمایا کہاں لے جانے لگے ہو ابن اشعث نے کہا ابن زیاد

Marfat.com

آپ کو امان دے گا آپ نے فرمایا ظالمو! اب بھی مجھے امان کا دھوکہ دے کر لے جانا چاہتے ہو۔ کہنے لگا نہیں آپ نے فرمایا تم پر کچھ اعتبار نہیں لیکن اب بھی تمہارا پتہ چل جائے گا سیدنا امام مسلم بن عقیل کو دارالامارت کوفہ ابن زیاد کے پاس لے آئے۔
(الحیات الخفی ۲:۱۲۹)

سیدنا امام مسلم کے آخری مکالمات اور ابن زیاد

تمام معتبرہ روایات اس پر شاہد ہیں کہ صاحب علم وفضل صاحب کمال حسن عبادت غیرت ہاشمی کے پیکر سیدنا امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ جب زخمی حالت میں دربار ابن زیاد میں آئے تو آپ نے نہ اشارۃً اور کنایۃً اور نہ زبان سے اطہر سے سلام کہا۔ ایک شخص نے کہا امیر کو سلام کہو تو آپ نے فرمایا۔

اگر ابن زیاد میرے قتل کا ارادہ رکھتا ہے تو اس کو میرا سلام نہیں اور اگر ایسا نہ کرے جیسا کر رہا ہے تو پھر سلام وکلام ہوتا ہی رہے گا۔

ابن زیاد نے کہا مجھے قسم ہے اپنی عمر کی تجھ کو ضرور قتل کروں گا۔ سیدنا امام مسلم نے فرمایا میں قتل ہونے ہی کے لئے بلوایا گیا ہوں ابن زیاد نے کہا جمع لوگوں میں آخر تو نے یہاں تفرقہ ڈالا۔ سیدنا امام مسلم نے فرمایا تمہارا الزام غلط ہے یہاں کے لوگوں نے ہم کو دعوت دے کر بلایا تب ہم یہاں آئے تاکہ لوگوں میں عدل وانصاف کے ساتھ حکم اور کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل ہو۔ ابن زیاد نے کہا اس کا حق دار یزید ہے اور میں حقدار ہوں۔ سیدنا امام مسلم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

یزید نے اور تم نے فتنہ فساد مچایا اور اتحاد کو برباد کیا اور سنت رسول کو بدلا ا کیا وہ یزید جو شارب الخمر اور فاسق وفاجر اور قاتل کیا یہ ہیں امیر المومنین ہونے۔

Marfat.com

حقدار۔

ابن زیاد کے پاس کچھ جواب نہ رہا اور کہنے لگا اب تم کو بر سر عام قتل کیا جائے گا۔ سیدنا امام مسلم نے فرمایا تو میری موت سے پہلے میری چند وصیتیں ہیں اگر تم اس کو سن لو کہنے لگا ہاں ضرور بیان کریں۔

ا۔ جب سے کوفہ آیا یوں سات سو درہم مجھ پر قرض ہے میری موت کے بعد میری تلوار اور زرہ فروخت کر کے میرا قرض ادا کر دیں اعلان کرا دیں کہ جو قرض کسی نے مسلم کو دیا تھا وہ آ کر لے جائے۔

۲۔ میرے قتل کے بعد میری لاش کو رنگین خون کے اسی لباس میں دفن کر دینا۔

۳۔ مکہ معظمہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیج دیں کہ مسلم نے کہا ہے کہ یہاں نہ آئیں کیونکہ میں ان کو پہلے بلوا چکا ہوں۔

جواب ابن زیاد! جہاں تک قرض کا تعلق ہے وہ ادا کر دیا جائے گا جیسا کہ آپ نے کہا ہے ۲۔ جہاں تک لاش کا تعلق ہے تو اس سے ہم کو کوئی سروکار نہیں دفن کرا دیا جائے گا انہی کپڑوں میں ۳۔ جہاں سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے اگر وہ ہماری طرف قصد نہ کریں تو ہم ان کی طرف قصد نہیں کریں گے۔

قارئین نے دیکھا کہ سیدنا امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے کس جرات مندانہ حقیقت پسندانہ اور قوت ایمانی ہاشمی کا ابن زیاد ظالم گورنر کوفہ کے ساتھ کلام فرمایا باوجود یہ کہ آپ زخموں سے چور ہیں اور شہادت کا وقت قریب ہے لیکن پیکر صبر و رضا نے ثابت کر دیا کہ جان دے دوں گا لیکن دین نبوی کے خلاف قطعاً اقدام نہیں کیا جائے گا

Marfat.com

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اسی مقصد پر قائم رہے۔

جان دی تو دی ہوئی اسی کی ہے مگر حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

سیدنا امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت عظمیٰ

عبیداللہ ابن زیاد نے پھر اعلان عام کرایا کہ سیدنا امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو قصر امارت پر برسر عام قتل کیا جارہا ہے آکر دیکھو کہ کوئی حکومت یزیدیت کی مخالفت کرے گا اس کا یہی حال کیا جائے گا لوگ قصر امارت کے باہر بڑی تعداد میں جمع ہوگئے۔ آخر کار عبیداللہ ابن زیاد نے ایک شقی ازلی بکیر بن حمران الاحمری ملعون کو کہا قصر امارت کی بلندی پر لے جا کر ان کو تلوار ماردو۔ سیدنا امام مسلم بن عقیل کو ظالم ہمراہ لئے ہوئے بالائی منزل پر لے جانے لگے تو آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ قرآن جاری تھے۔

اے اللہ! تو ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما بے شک تیرا فیصلہ سب سے بہتر ہے یہ قوم وہ قوم ہے جس نے دھوکہ دیا جھوٹ بولا ہے۔

جب آپ نے اوپر چڑھ کر نیچے دھیان فرمایا تو دیکھا کہ جم کثیر کا ہجوم ہے لیکن کوئی یارومددگار نہیں رہا۔ اس ظالم احمری لعنۃ اللہ علیہ دنیا کے کتے نے آپ پر اس قدر زور سے تلوار کا وار کیا کہ سید امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا سر انور تن سے جدا کر دیا سر انور نیچے گرا تو ظالم نے تن اقدس نیچے گرا دیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

یہ واقعہ شہادت روز چہار شنبہ ۹ ذوالحج ۶۰ھ کا ہے کہ آفتاب ہدایت غروب

Marfat.com

ہو گئے۔ (الحیات الحلی ،تاریخ طبری)

شہید مسلم بیکس ہوئے ہزار افسوس
فرشتے کرتے ہیں اس غم سے ہزار افسوس
شقی نے کچھ نہ ان کی غربت کا پاس کیا
چلائی حلق پر شمشیر آب دار افسوس
کر لیا نوش جس نے شہادت کا جام
اس مسلم ابن عقیل پہ لاکھوں سلام

سیدنا امام مسلم کا مزار مسجد انبیاء در کوفہ مرکز برکات عام وخاص

شہادت عظمیٰ کے بعد سیدنا امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے جسد اطہر اور سر اقدس کو کوفہ کی جامع مسجد میں دفن کیا گیا جسے مسجد انبیاء بھی کہتے ہیں۔ اس لئے کہ یہاں پر مختلف انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام نے نمازیں ادا فرمائیں ہیں اور ان کے مصلوں کے نشان دکھائی دیتے ہیں اس مسجد کے صحن کے بائیں جانب (مشرقی) دیوار کے ساتھ خوبصورت قبہ کے ساتھ حضرت سیدنا امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک ہے اب تک صبح وشام لوگوں کا تانتا آپ کے روضہ اطہر پر حاضری دے کر فیوضات و برکات سے مالا مال ہوتا ہے اور آپ کی قبر اطہر پر ہدیہ فاتحہ پیش کرتے ہیں۔

(تاریخ کربلا)

شان سیدنا امام مسلم بن عقیل

یہاں پر یہ بات بھی واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ایک شخص نے سیدنا

Marfat.com

امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی ذکر شہادت کے بعد ان کی شان اقدس میں جرات کے ساتھ گستاخی کی ہے وہ کسی ایک مستند کتاب میں موجود نہیں اور بالکل بے اصل اور سراسر اپنی طرف سے بنائی ہوئی توہین آمیز عبارت لکھ دی ہے۔

اگر کوئی شخص اپنی جہالت کی بنا پر ایسی غلط اور توہین آمیز باتیں لکھے تو اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ پورا مسلک اہلسنت اس کا ذمہ دار ہے یا ایسا عقیدہ یا خیال ونظر یہ پورے مسلک اہلسنت کا ہے اصولاً تو ہر شخص کو بات لکھتے وقت اپنے مذہب کا پاس ہونا ضروری ہے اور یہ بھی لازم ہے کہ وہ اس کے متعلق مکمل چھان بین اور تحقیق کے بعد اور بات نوک قلم پر لائے تاکہ پورے مذہب وعقیدہ اور اس سے منسلک افراد اس کا شکار نہ ہوں۔ اب اس شخص کی توہین آمیز عبارت ملاحظہ فرمادیں۔

صاحب مجموعہ اپنے مجموعہ کے صفحہ ۱۳۰ سطر ۱۳، ۱۴ پر تحریر کرتے ہیں۔

سر کاٹ کر دارالامارت کے باہر لٹکا دیا گیا اور لاش مبارک کتوں سے نچوادی گئی ہے۔

العیاذ باللہ! ناظرین نے دیکھا کہ مصنف مذکورہ نے کس قدر صریحاً دریدہ دہنی اور بدزبانی کے ساتھ گستاخی کا مظاہرہ کیا ہے کہ لاش مبارک کتوں سے نچوادی گئی ہے۔ اب تک ہزاروں کتابیں اس موضوع شہادت پر لکھی گئی ہیں لیکن کسی ایک نے ایسا جملہ آپ کے متعلق نہیں لکھا اور پھر سینکڑوں عربی وفارسی کی مستند معتبر کتابیں ہیں جن میں اس کی کچھ اصل تو درکنار ایسا جملہ ذکر نہیں۔ شاید ایسی بات کو پس پشت رہنے دیتا۔ لیکن مجبور ہو کر ذکر کرنا پڑا کیونکہ اہل احباب اہل سنت وجماعت مذہب حق کو اس شدید توہین ہونے پر سخت دل آزاری ہوئی اور پھر اس کی تردید نہ کرنا سراسر ایک ایسی

Marfat.com

بات کے ساتھ اتفاق ثابت کرتا ہے مجھے خود اہل سنت کے دو افراد کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ بعض ذاکرین نے اپنی عشرہ محرم کی مجالس میں لاؤڈ سپیکر پر مذکورہ حوالہ دے کر اہل سنت کے علماء حق اور احباب اہل سنت کی پوری جماعت کو برا کہا اور اہل مجلس حاضرین کی زبانی بڑے ناجائز الفاظ کہلوائے گئے۔ گواہ موجود ہیں میں نے اپنے موضوع شہادت کی تقریروں میں اس کی تردید کی اور اب تحریری طور پر پوری ذمہ داری سے یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہم اہل سنت وجماعت کا اس توہین آمیز عبارت سے کچھ تعلق نہیں۔ اگر ایک شخص نے ایسی غلطی کی ہے تو اس کا یہ معنی نہیں کہ تم پوری جماعت کو اس کا نشانہ ٹھہراؤ۔

صاحب تفسیر خازن نے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جانوروں پر حرام کر دیا ہے اسی لئے مومن انبیاء واولیاء کے اجسام ان سے محفوظ رکھے گئے ہیں بلکہ یاد رہے کہ سیدنا حضرت ایوب علیہ السلام کے متعلق بھی جو مشہور ہے کہ بدن اقدس میں کیڑے پڑ گئے یہ بھی شان نبوت کی توہین اور ایسا امتحان میں ہونا ناممکن اور دلیل نہیں۔ بلکہ ایسا نہ ہوتا تو نبوت اور ولایت کے اعلیٰ مقام کی دلیل ہے کہ جب آپ علیہ السلام کے بدن اطہر پر مکھی بیٹھی نہ دیکھی گئی تو دریافت صحابہ پر آپ نے فرمایا کہ انبیاء پر اللہ تعالیٰ نے غلیظ چیزوں کا آنا حرام کیا ہوا ہے چنانچہ یہی شخص مذکورہ صفحہ ۴۳ پر لکھتے ہیں کہ سیدنا حضرت ایوب علیہ السلام کے تن اقدس میں کیڑے پڑ گئے اب جس شخص نے مقام نبوت کا لحاظ نہ کیا اور اس کے آگے سیدنا امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے جسد اطہر کو کتوں سے نچوایا لکھ کر کیا مشکل خیال کر سکتا ہے (یہ بھی کوئی دلیل ہے کہ امتحان کیڑوں کے ہی پڑنے سے ہوتا ہے) العیاذ باللہ۔

Marfat.com

(تفسیر الخازن ۴:۱۰۷) قرطبی، روح المعانی وغیرہ نے کیڑوں کا صریح انکار کیا ہے

رئیس کوفہ سردار مذحج ومیزبان عظیم نے مہمان جلیل پر جان فدا کردی حضرت ہانی بن عروہ کی شہادت در کوفہ کا بیان

حضرت امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد عبید اللہ ابن زیاد نے حضرت ہانی بن عروہ کو پہلے ہی زخمی کر کے قید کر رکھا تھا صرف اس بنا پر کہ انہوں نے حضرت مسلم کو پناہ دے رکھی تھی۔ اس واقعہ امام مسلم میں حضرت ہانی نے جس بلند کردار کا مظاہرہ کیا ہے اس کی نظیر دنیا کے بڑے بڑے لوگوں کے سوائے کہیں نہیں مل سکتی۔ اہل بیت کا وفادار ہوتے ہوئے انہوں نے اہل بیت پر جان نثار کردی۔ حضرت ہانی کے کردار کا جوہر اس وقت بھی نمایاں نظر آتا ہے کہ جب عبید اللہ ابن زیاد ان کی عیادت کے لئے گھر پر آتا تو ان سے ابن زیاد کے قتل کا کہا جاتا ہے اور قتل کردینے کی اجازت مانگی جاتی ہے لیکن اس موقعہ پر اس اقدام کی مخالفت کرتے ہوئے فرماتے ہیں گھر آئے ہوئے مہمان کو قتل کرنا درست نہیں حالانکہ اس وقت ان کے ایک ادنی اشارے پر ابن زیاد کا سر قلم ہو جاتا۔ ان کے عظمت کردار کے جوہر اس وقت بھی نمایاں نظر آتے ہیں کہ جب عبید اللہ ابن زیاد نے ان کو کہا کہ مسلم کو ہمارے حوالے کردو تو فرمایا اپنے مہمان کو دشمن کے حوالے نہیں کروں گا ایسی صورت میں بھی ان کی جان بچ جانے کا امکان تھا لیکن ان کی شرافت وغیرت اپنے مہمان کو دشمن کے حوالہ کرنے کو گوارہ نہیں کرتی باوجود یہ کہ آپ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی معیت میں کربلا کے میدان میں شہید ہونے کی سعادت نہیں ملی مگر انہوں نے کوفیوں میں ہی جن دشوار گذار مرحلوں سے گزر کر موت کو مرحبا کہا اس بنا پر انہیں شہدائے کربلا میں

Marfat.com

ممتاز مقام حاصل ہے۔ چنانچہ عبیداللہ ابن زیاد نے حضرت ہانی کو قید کے کمرے سے نکالا اور حکم دیا کہ اس کی مشکیں باندھ دو جب مشکیں باندھ دی گئیں تو حکم دیا ان کو بر سر عام بازار لے جا کر قتل کر دو تا کہ لوگ اس کا بھی حال دیکھ لیں جب حضرت ہانی کو اس حالت میں کوفہ کے بازار میں لے جایا جا رہا تھا تو دیکھا کوئی ہمسر و یار و مددگار نہیں ہے تو اس وقت زبان پہ کہہ رہے تھے۔

کہاں ہیں میرے قبیلہ مذحج والے آہا آج کوئی قبیلہ مذحج کدھر دکھائی نہیں دیتا۔ ہائے اتنے بڑے سردار کو ایسی حالت زار کے ساتھ قتل گاہ کی طرف لے جایا جا رہا ہے کہ کوئی آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھ سکا۔ عین اس جگہ پر جہاں گوسفندوں کی خرید و فروخت ہوتی ہے حضرت ہانی بن عروہ رضی اللہ عنہ کو مارنا چاہا تو اس وقت ان کی زبان پر یہ کلمات جاری تھے اِلَى اللّٰهِ الْمَعَادُ اَللّٰهُمَّ اِلٰى رَحْمَتِكَ وَرِضْوَانِكَ وَاَنَا لِلّٰهِ وعدہ کے مطابق میں اپنے اللہ کی طرف جا رہا ہوں اور میرے اللہ یہ تیری رحمت ہے جو مجھ پر ہے اس تیری رحمت و خوشی کی طرف بڑھ رہا ہوں۔ ابن زیاد کے ایک غلام رشید ترکی نامی نے حضرت ہانی بن عروہ رضی اللہ عنہ کو تلوار کا نشانہ بناتے ہوئے اس زور سے تلوار ماری کہ آپ کا سر مبارک تن سے جدا کر دیا۔ (الحیات الحقی ۲:ص ۱۳)

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

گویا میزبان عظیم بھی اپنے مہمان جلیل کے پاس جا پہنچے اور اپنے مہمان پر جان قربان کر دی۔ کمال شان اور کمال محبت کی نشانی یہ بھی ہے کہ شہادت کے بعد حضرت ہانی کو بھی سیدنا امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے ساتھ دفن کیا گیا۔

Marfat.com

حضرت ہانی کی قبر امام مسلم رضی اللہ عنہ کے ساتھ

جامع مسجد کوفہ المعروف مسجد انبیاء علیہم السلام کا اس مسجد کے صحن کی مشرقی دیوار کے ساتھ جہاں سیدنا امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ آرام فرما ہیں ان کی قبر اطہر کے ساتھ اس کے متصل ہی حضرت ہانی بن عروہ رضی اللہ عنہ کا مزار اقدس ہے صبح و شام لوگ آپ کی قبر پر حاضر ہوتے اور فاتحہ خوانی کرتے ہیں۔ (تاریخ کربلا)

فرزند امام مسلم حضرت محمد ابراہیم کی کوفہ میں بیکسی اور شہادت عظیمہ

سیدنا امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے دو شہزادے حضرت محمد اور حضرت ابراہیم اپنے والد معظم کے ہمراہ کوفہ میں تشریف لائے تھے جب کوفہ کے حالات سنگین صورتحال اختیار کر گئے اور حضرت ہانی کی گرفتاری پر آپ کو ان کی خاطر ان کے گھر سے باہر نکلنا پڑا تو اس وقت آپ نے حضرت ہانی کے گھر والوں کو فرمایا کہ میرے دونوں بچوں کو پاس ہی رکھیں اور اگر میں قتل ہو جاؤں تو ان کو کسی طریقہ سے کسی کے ہمراہ مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ بھیج دینا۔ جب خطرہ شدت اختیار کر گیا اور سیدنا امام مسلم دار فانی سے دار بقاء کو چلے گئے تو پھر یہ بچے یہاں سے کسی کے ذریعہ اپنی طرف سے بھجوا دیئے گئے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ جب حضرت امام مسلم اور حضرت ہانی کے قتل سے عبید اللہ ابن زیاد فارغ ہوا تو اس کو یہ خبر بھی پہنچی کہ امام مسلم کے دو شہزادے جوان کے ہمراہ آئے تھے۔ وہ یہاں کوفہ میں ہی ہیں یا کہیں چلے گئے۔ تو

Marfat.com

عبید اللہ ابن زیاد نے اعلان کرادیا کہ جوان کو بھی پناہ دے گا وہ قتل کردیا جائے گا لہذا وہ بچے خود بخود ہمارے پاس پیش کردے ہم اس کو انعام واکرام دیں گے۔ اور اس کو کچھ نہیں کہیں گے۔ ان حالات میں شام کے وقت ہانی کے گھر والوں نے مناسب جانا اور کہا کہ بچو! آپ کے باپ کو اور ہمارے عظیم سردار کو عبید اللہ ابن زیاد نے شہید کرڈالا ہے اور اب ایسا نہ ہو کہ تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی ناروا سلوک ہو بہتر یہ ہے کہ جس طرح بھی ہو کوفہ سے باہر چل پڑو اور راستہ مکہ و مدینہ اختیار کرلینا۔

شہزادوں نے جونہی اپنے پدر شفیق کی شہادت کی خبر سنی تو وہ یا ابتاہ یا ابتاہ کہنے لگ گئے ہائے ابا جان۔ ابا جان۔ اور روتے رہے لیکن اب معظم شفیق کہاں سے آخر دلاسے دے سکتے ہیں ماں اور بہن بھائیوں سے چھوٹے اور دشمن کے نرغے میں آگئے۔ اب کون ہے جوان روتے ہوئے شہزادوں کو تسکین دے سکے جہاں موجود ہیں وہاں سے بھی ان کو جانے کو کہا جارہا ہے اب شہزادے سوچتے ہیں اور اسی غم و آس و بیکسی میں دونوں شہزادے نکل پڑے اور رات کی تاریکی میں کوفہ سے بچتے ہوئے باہر کی جانب آگئے تو دیکھا کہ راستہ تاریکی میں نظر نہیں آتا اب کہاں جائیں اور کیا کریں چلتے چلتے ایک بڑھیا اپنے مکان کے باہر بیٹھی ہوئی دکھائی دی تو شہزادے کہنے لگے۔

اے ضعیفہ ہم دو صغیر السن بچے ہیں راستہ سے ناواقف ہیں رات کی تاریکی زیادہ ہوگئی ہے ہم کو آج کی رات اپنے پاس ٹھہرالو، صبح ہوتے ہی اپنا راستہ پکڑ لیں گے ضعیفہ نے ان بچوں کو پاکر اور ان کی بات سن کر کہا۔

میرے پیارو! مجھے یہ بتاؤ کہ تم کون ہو میں نے دنیا کی خوشبوئیں دیکھی ہیں لیکن جو خوشبو تم سے آرہی ہے وہ عجیب خوشبو ہے۔ شہزادوں نے فرمایا۔

Marfat.com

اے ضعیفہ ہم تیرے نبی محمد ﷺ کے خاندان سے ہیں بخوف قتل ابن زیاد:
ضعیفہ نے جب یہ سنا تو اس نے شہزادوں کو سینے لگا لیا اور پاؤں کو بوسہ دیا اور کہا کہ میں تمہیں اپنے گھر رکھ لیتی ہوں لیکن میرا ایک داماد ہے وہ لشکر ابن زیاد میں شامل ہے اور جو کچھ آپ کے باپ اور ہانی کے ساتھ ہوا وہ اس میں تھا کہیں ایسا نہ ہو کہ اسے پتہ چل جائے تو آپ کو یہاں پا کر کوئی تکلیف نہ دے شہزادوں نے کہا رات اندھیری ہوگئی ہے صبح صادق ہوتے ہی ہم چلے جائیں گے۔ بڑھیا نے شہزادوں کو کھانا و پانی پیش کیا پھر ان کو بستر آرام دیا دونوں شہزادے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر سو گئے۔ آدھی رات کے وقت دروازہ کھٹکا اور بڑھیا نے دروازہ کھولا تو وہی اس کا داماد تھا بڑھیا نے کہا آدھی رات جہاں گزاری باقی رات بھی وہاں گزار لیتے اتی دیر کیوں لگا کر آئے ہو۔ کہنے لگا پس سارا دن اب تک کئی گھروں میں پھر رہا تھا اور تھک گیا ہوں اس نے کہا کیوں کہنے لگا ابن زیاد نے دو ہزار روپے کا اعلان کر دیا ہے کہ جو مسلم کے بچوں کو جہاں کہیں سے پکڑ کر ہمارے پاس لائے۔ تو میں ان کی تلاش میں رہا۔ بڑھیا نے کہا تم ایسا نہ کرو اس لئے کہ اہل بیت اطہار پر ظلم اور وہ یتیم بچے یہ تمہارے لئے دنیا و آخرت کا خسارہ ہے کہنے لگا واہ دو ہزار روپیہ ملے گا اور کیا چاہیے اور یہ اس وقت کے دو لاکھ کے برابر تھا۔ ظالم ملعون کہنے لگا تیری اس باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تو ان کی حمایت کرتی ہے تیرا بھی پھر وہی حشر ہوگا جو دوسروں کے ساتھ ابن زیاد نے کیا ہے بڑھیا نے کہا مجھے کیا کر سکتا ہے کہنے لگا اٹھو کہنے لگی کیوں میں ایک اپنے گھر کوفہ کے بالکل باہر صحرا میں رہ رہی ہوں میں کیوں جاؤں اور میرا کیا سروکار ہے۔ پھر ظالم روٹی کھا پی کر اونٹ کی طرح گڑگڑاتے لیتا ہوا سو گیا جب اس کی آنکھ

Marfat.com

کھلی تو شہزادوں کی دھیمی دھیمی سانس کی آواز رات کی خاموشی میں اس کے کانوں تک پہنچی تو حیران ہوا یہ آواز کیسی ہے اٹھا اور دوسرے کمرہ میں جہاں شہزادے آرام فرما تھے اس کمرہ میں ہاتھ مارتا مارتا شہزادوں تک جا پہنچا اور ظالم پلید کا ہاتھ یا کان عترت کے جسم اطہر پا جا لگا حیران ہوا یہ کون ہیں۔

حضرت محمد کی آنکھ کھل گئی اور حضرت ابراہیم کو کہنے لگے۔

پیارے بھائی اٹھو جس مصیبت سے ڈر کر یہاں آئے وہ مصیبت آگئی۔

ظالم شہزادوں سے کہنے لگا تم کون ہو شہزادوں نے جواب دیا۔

ہم تمہارے نبی کے خاندان سے ہیں اور قتل عبیداللہ ابن زیاد کے خوف سے یہاں آگئے ہیں۔

ظالم کہنے لگا سارا دن اور رات گئے تک میں تمہاری تلاش میں تھا کہ مجھے دو ہزار روپیہ انعام ملے گا اور تم یہاں پر موجود ہو میں تو اب اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا ہوں۔

ظالم ملعون نے شہزادوں کو صبح کے وقت کھینچا اور باہر لے آیا۔ بوڑھی عورت بہت ہاتھ پیر مارتی رہی اور روکتی رہی لیکن وہ ملعون باز نہ آیا۔

کھینچا اسے کہ پڑے ہوئے کرتے سارے
منہ کے بل گر گئے وہ برج شرف کے تارے

اور شہزادوں کو باندھ کر اپنے غلام سیاہ فام، قلیج نامی کو کہا کہ ان کو فرات کے کنارے لے جا کر قتل کر دو اور سر میرے پاس لے آؤ تا کہ یہ ابن زیاد کو دے کر انعام لیا جائے وہ غلام شہزادوں کو لے کر دریائے فرات پر چلا گیا اور شہزادوں سے کہنے لگا

Marfat.com

مجھے آقا نے تمہیں قتل کرنے کا حکم دیا ہے اس لئے اب تم کو قتل کردوں گا شہزادوں نے کہا کہ اے شخص ہم کو ایسا نہ کر تو اپنے نبی کی عترت کے ساتھ یہ ظلم کرنا چاہتا ہے جب غلام نے یہ جملے سنے تو فوراً قدموں پر گر پڑا اور کہنے لگا میری جان آپ پر قربان ہو میں ہرگز اب ایسا نہیں کروں گا مصطفیٰ ﷺ کی عترت کو دیکھ کر ان کو قیامت کے روز کیا جواب دوں گا۔ ملعون نے یہ منظر دیکھ کر اس سے کہا غلام ہو کر تم نے میرا ابھی تک یہ کام نہیں کیا غلام نے کہا خدا کی قسم میں خدا کی نافرمانی میں تمہاری فرماں برداری نہیں کرسکتا اور میں نے ہمیشہ کے لئے تم سے بیزار ہوں۔ پھر اس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ تم ان کو قتل کرو یہ مال تمہارے لئے ہی ہوگا جو اس کے بدلہ میں انعام ملے گا جب نوجوان لڑکے نے جرات کی اور تلوار لے کر سامنے ہوا تو شہزادوں نے کہا اے نوجوان تمہاری جوانی کا یہ خطرہ ہے یہ آتش جہنم کا بالن نہ بن جائے عترت رسول کے ساتھ ایسا نہ کر۔ لڑکے کے دل پر اثر پڑا وہ بھی قدموں میں گر گیا اور تلوار کو پھینک دیا۔

اب وہ ملعون آگ بگولہ ہو کر تلوار پکڑ کر جب شہزادوں کو قتل کرنے لگا تو شہزادوں کو یقین ہو گیا کہ اب یہ ہم کو نہیں چھوڑے گا شہزادوں نے کہا۔

اے شخص ہمیں بازار میں لے جا کر فروخت کردے اور پیسے کما لے لیکن ہم کو قتل کر کے محمد رسول ﷺ کو ناراض نہ کر۔

ملعون نے کہا ضرور قتل کردوں گا اور دو ہزار ابن زیاد سے انعام پاؤں گا۔

شہزادوں نے فرمایا۔

اے شخص تجھ کو ہماری قرابت رسول کا کچھ پاس نہیں ہمیں زندہ عبید اللہ ابن زیاد کے پاس لے جاتا کہ وہ ہمارے متعلق فیصلہ کرے۔

Marfat.com

معلون کہنے لگا ایسا بھی نہیں ہوگا تمہیں قتل کر کے ابن زیاد کے پاس سر لے کر جاؤں گا شہزادوں نے فرمایا کیا تجھ کو ہماری صغیر السنی پر ترس نہیں آتا۔ ظالم نے کہا نہیں شہزادوں نے جان لیا کہ اب یہ کتا ہماری جان نہیں چھوڑے گا شہزادوں نے فرمایا ہمیں مہلت دے کہ آخری نفل ادا کرلیں اس نے موقعہ دے دیا چار رکعت نماز نفل شہزادوں نے ادا فرمائی اور اونچی آواز سے کہا یـا اخـیَ یـا حـلـیـمَ یـا احـکـم الـحـاکـمِیـنَ احکم بَینَنا وَ بَینَه بالحق اے حی حلیم اے احکم الحاکمین تو ہمارے اور اس درمیان برحق فیصلہ فرما۔ اتنے میں کہنے کی دیر تھی کہ ظالم نے تلوار اس قدر زور سے ماری کہ حضرت سیدنا محمد شہزادے مسلم کے لاڈلے کا سر انور تن سے جدا کردیا سیدنا ابراہیم چھوٹے بھائی کی تن اقدس سے خون کے فواروں پر جا گرے ظالم نے تلوار مار کر لپٹے ہوئے تڑپتے ہوئے شہزادے پر شہزادے کے بھی سر انور کو تن سے جدا کردیا شہزادوں کے تن اور سر تڑپتے رہے اور چند لمحوں کے بعد ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گئے اور اپنے آقا و مولی رضی اللہ عنہ کی آغوش میں جا ملے اور جنت میں والد معظم کے پاس سدھارے۔ (الحیات الخفی ۲: ۱۴۳، ۱۴۲، ۱۴۱)

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

ظالم کا انجام

دونوں سرہائے مقدسہ کو لے کر ظالم ملعون کتا جب عبیداللہ ابن زیاد کے پاس لے کر گیا تو دیکھتے ہی وہ کرسی پر بیٹھا تین بار اٹھا اور کہنے لگا تو ان بچوں کو کہاں سے پایا کہنے لگا ایک بڑھیا کے ہاں شام کو آئے اور رات کو پا کر اب قتل کر کے ان کے

Marfat.com

سر لا رہا ہوں ابن زیاد نے کہا تو نے ان کے ساتھ ایسا کیوں کیا، خاموش ہو گیا۔ ابن زیاد نے کہا انہوں نے کچھ کہا تھا کہنے لگا ہاں انہوں نے کہا تھا کہ ہمیں قتل نہ کرو اور بازار میں فروخت کر کے ہماری قیمت وصول کر لو یا ابن زیاد کے پاس زندہ لے جاتا کہ وہ ہمارا فیصلہ کرے۔ میں نے کہا میں نے دو ہزار روپیہ انعام پاؤں گا اور تمہیں قتل کروں گا اور کہا ہماری قرابت رسول کا لحاظ کر نہ صغیر السنی کا لحاظ کر میں نے کہا نہیں پھر انہوں نے نماز کو کہا وہ نماز چار رکعت پڑھ چکے۔ ابن زیاد نے کہا پھر انہوں نے کیا کہا پھر وہ ان الفاظ کے ساتھ یہ دعا کر رہے تھے۔

یاحَیّ یا حَلیمَ یا اَحکم الحَاکمِینَ احکم بَیننَا وَ بَینَہ۔

ہمارے اور اس درمیان برحق فیصلہ کر۔ ابن زیاد نے کہا پھر انہوں نے تجھ سے کچھ کہا تھا کہ نہیں میں نے یہ الفاظ سنتے ہی ایک تلوار مار کر سر قلم کر دیا ابن زیاد نے کہا کتے کہیں کے اب پھر تجھ کو فیصلہ ملتا ہے کرسی سے اٹھا اور کہنے لگا کون ہے تم میں جو اس کتے کو ابھی وہاں جا کر قتل کرے جہاں ان شہزادوں کو قتل کیا اور ان کے خون و جسم کے ساتھ اس کا خون و جسم نہ ملنے پائے اور اس کو وہیں پانی میں پھینک دو اور شہزادوں کے تن اقدس کا اٹھا کر لے آؤ اور تا کہ سرہان مقدسہ کے ساتھ محفوظ کیا جا سکے۔

ایک شامی نے اٹھ کر کہا اے جناب امیر آپ کے اس فیصلہ سے میں خوش ہوا خدا کی قسم اگر ساری دنیا کی بادشاہی مجھے دے دیتے تو اس زیادہ خوشی نہ ہوتی جو یہ کہ آپ نے اس کتے کو مار دینے کا حکم دیا ہے تو اور آدمی ساتھ لئے اور اس کو پکڑ کر لے گئے۔ کوفہ کے بازاروں اور سڑکوں پر عورتیں اور مرد رو رہے تھے اور کئی بچوں نے کتے پر پتھر برسائے ابن زیاد کے درباریوں نے کہا ہم اس کو قتل کرنے کے لئے جا رہے

Marfat.com

ہیں۔

جب ظالم کو اس جگہ فرات کے کنارے قتل کر کے دریا میں پھینکا تو مردود کی لاش پانی میں جاتے ہی پانی میں اس زور کی ٹھلیں پڑیں کہ لاش باہر کنارہ پر آ گئی۔ اندازہ ہوا کہ اس کی لاش کو پانی نے قبول نہیں کیا ابن زیاد کو پیغام دیا گیا کہ اس کی لاش کا کیا کرنا چاہئے دریائے فرات نے اس کی لاش کو باہر پھینک دیا ہے کہنے لگا گڑھا کھود کر اوپر مٹی ڈال دو جب گڑھا کھودا اور اس میں لاش رکھی تو مٹی اچھلی پھر لاش باہر پھر پیغام بھجوایا کہ اب کیا کریں اس کو تو مٹی بھی قبول نہیں کرتی۔ کہنے لگا لکڑیاں رکھ کر آگ لگا دو۔ لکڑیاں کی آگ میں اس کی لاش جلا کر راکھ کر دی گئی گویا کہ سیدنا محمد سیدنا ابراہیم پر ظلم وستم کرنے والے کو دنیا میں نہ مٹی و پانی نے قبول کیا اور دنیا میں ہی آگ رسید ہوا اور ہمیشہ کے لئے عذاب جہنم ہوا۔

(الحیات الخفی ۲:۵ ۱۴)

فرزندان امام مسلم سیدنا محمد اور سیدنا ابراہیم کے مزارات مقدسہ درقریب مسیّب اسکندریہ

کربلائے معلیٰ اقدس کے قریب اسکندریہ ایک آبادی کا نام ہے اس کی تھوڑی دور مسیّب ایک جگہ ہے مسیّب کے بائیں جانب ایک میل کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے جس کا نام ہے قریہ اولاد مسلم۔ یعنی اس آبادی کا نام ہی حضرت سیدنا امام مسلم بن عقیلؓ کی اولاد میں ان دو شہزادوں حضرت سیدنا محمد اور سیدنا ابراہیم سے منسوب ہے اسی لئے اس کو قریہ اولاد مسلم یعنی امام مسلم کی اولاد کی بستی کہا جاتا ہے اس

Marfat.com

بستی میں کافی لوگ آباد ہیں اس آبادی میں شہزادگان مسلم آرام فرما ہے اور ان کے مزارات مقدس ہیں۔ مزارات مقدس کے بیرونی دروازہ کے بعد ایک بہت بڑا صحن ہے جس کے بائیں جانب کمرے اور سامنے برآمدے ہیں اور برآمدے میں مزارات کا دروازہ ہے مزارات نہایت خوبصورت بنے ہوئے ہیں دونوں بھائیوں کی قبریں ساتھ ساتھ ہیں مزارات پر بہترین گنبد بنا ہوا ہے۔ اور گنبد پر سبز رنگ ہے اور اس کے اوپر سونے کا عکس چڑھا ہے۔ صبح و شام لوگ فاتحہ خوانی کرنے اور فیوض و برکات حاصل کرنے کے لے حاضری دیتے ہیں۔ یاد رہے کہ بعض لوگوں نے ان مزارات کے اندرونی حصہ میں تصویریں لگادی ہیں ایسا ہونا تو نہیں چاہئے ان تصاویر میں دونوں شہزادوں کو دکھایا گیا ہے۔ اور ظالم قاتل کو بھی ہاتھ میں خنجر لے کر ذبح کرتا دکھایا گیا ہے۔ لیکن یہ سب اہانت ہے اور خلاف حقیقت تصویر ہے۔ جیسا کہ آج کل کئی بعض لوگوں نے بعض شخصیتوں کی تصویریں بنا کر کیلنڈروں میں پیش کی ہیں نہ تو وہ اصل تصاویر ہیں اور اس طرح انسانی تصویریں پیش کرنا ناجائز ہے اس لئے بعض بناوٹی تصاویر کو اصل سمجھ لیتے ہیں اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔

یاد رہے کہ سیدنا امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ اور فرزندان امام مسلم کے متعلق ان کی شہادتوں پر بھی بعض مجموعات میں مختلف طریقوں سے ذکر کیا گیا اور بعض نے تو فرزندان مسلم کے کوفہ میں شہید ہونے پر بھی انکار کیا لیکن میں پوری تحقیق کے بعد جس نتیجہ پر پہنچا اس کے مطابق اصل حقائق ذکر کئے ہیں۔

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی مکہ معظمہ سے رخصت کی حکمتیں

اب وہ وقت قریب آگیا ہے جب کہ اطراف عالم اور اکناف عالم سے

Marfat.com

مسلمان فریضہ حج ادا کرنے کے لئے مکہ معظمہ کا رخ کر رہے تھے اور ابن رسول فرزند علی السلول دلبند زہرا و بتول سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ جن کے ذوق عبادت وشوق حج کا یہ عالم تھا کہ پچیس حج پیدل کر چکے تھے اور اب حج میں صرف دو دن باقی رہ گئے ہیں اور آپ عمرہ تمتع کو عمرہ مفردہ کے ساتھ تبدیل کر کے مکہ مکرمہ چھوڑنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کہ آپ کو سیدنا امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا وہ خط جو انہوں نے ۱۲ ذی القعدہ کو عابس بن شبیب شاکری کے ہاتھ بھیجا تھا آپ کو مل چکا تھا لیکن کوفہ کے اندرونی حالات کی بجائے ظاہری حالات کچھ مشکوک بھی نظر آتے تھے۔ اب حج بیت اللہ کو ترک کر کے اس قدر جلدی سے یہ سفر کوفہ کی تیاری کیوں تھی۔ حج میں صرف دو دن رہ گئے ہیں۔ کیا سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت عظیم کا ہی غیر متوقع اقدام غیر معمولی حالات واسباب کے پیدا ہونے کی غمازی نہیں کرتا۔ یہ شخصیت امام سے ناواقف آدمی تو کہہ سکتا ہے بلکہ کہا گیا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اہل کوفہ کے پیہم اصرار اور ان کے دعویٰ خلوص ومحبت نے آپ کو تکمیل حج بھی نہ کرنے دیا اور سفر عراق پر روانہ ہو گئے۔ مگر جو لوگ اہل بیت اطہار کے مقام کی کچھ بھی معرفت رکھتے ہیں وہ تو ہرگز ایسا گمان بھی نہیں کر سکتے لیکن ان سب کا تعلق ظاہری حالات کے مطابق ہے اور بغور نظر حقیقت کی تہہ تک پہنچا جائے تو یہ معلوم ہوگا کہ یزید پلید نے حاجیوں کے لباس میں کئی آدمی بھیجے ہوئے تھے کہ موقع پا کر امام حسین رضی اللہ عنہ کی شمع حیات کو گل کر دیں۔ چنانچہ کتب سیر وتواریخ سے اس امر کا ثبوت ملتا ہے۔ (سوانح کربلا)

اس تاریخ ۸ ذوالحجہ ۶۱ھ کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ مکہ سے روانہ ہوئے طواف وسعی کے بعد اپنے حج کو عمرہ مفردہ کے ساتھ بدل کر محل ہو گئے تھے کیونکہ تکمیل

Marfat.com

حج نہ کرسکتے تھے اس لئے کہ یزید نے تیس ۳۰ آدمی حج کے بہانہ سے حاجیوں کے لباس میں بھیجے تھے اوران کوحکم دیا کہ ہر حال میں موقعہ پا کر سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کردیں۔(الحیات الخفی ۲: ۱۶۳)

لہٰذا اگر آپ مکہ معظمہ سے تشریف نہ لے جاتے تو اس میں سب سے بڑی خرابی یہ تھی کہ مکہ معظمہ کی اور بالخصوص بیت اللہ کی ہتک ہوتی۔ جسے آپ ہرگز پسند نہیں کرسکتے تھے کہ میری وجہ سے حرم خدا کی اور مکہ معظمہ کی توہین ہو۔ آپ نے خود بھی فرمایا تھا کہ اگر میں مکہ معظمہ سے ایک بالشت باہر قتل کیا جاؤں تو یہ مجھے پسند ہے۔ لیکن مکہ معظمہ میری وجہ سے رنگین ہوتو میں اس کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔

(الحیات الخفی ج ۲ ص ۶۳)

دوسرے اس طرح دشمن بڑی آسانی کے ساتھ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر پردہ ڈالنے اوراپنی برات کرنے میں کامیاب ہوجاتے۔ ممکن تھا کہ طواف کعبہ اور وقوف عرفات قربانی منیٰ یا صفا و مرہ کے درمیان سعی کرتے وقت آپ شہید کردیئے جاتے اوراس ہنگامہ آرائی میں قاتل گم ہوجاتے تو پھر کون باور کرسکتا تھا کہ یزید کے آدمی قاتل ہیں یا کہ اور افراد۔ اس طرح یزید کا قاتل ہونا ثابت نہ ہوسکتا اور اس پر خود یزید نے پردہ ڈالنے کی کوشش کرنی تھیں۔ لیکن حضرت سیدنا امام عالی مقام یزید پلید کے ان حالات سے مکمل طور پر واقف تھے۔ جبکہ مدینہ کا قیام بھی انہی وجوہات پر ترک کیا تو اب مکہ معظمہ میں رہنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوسکتا تھا۔ اس لئے مکہ معظمہ سے خروج کرنے کا مقصد بھی یہی تھا اس وقت جبکہ تمام اطراف عالم کے مسلمان فریضہ حج ادا کرنے کے لئے وہاں جمع ہورہے ہیں۔ احرام حج کو توڑتے

Marfat.com

ہوئے سفر عراق پر روانہ ہو کر لوگوں کے جمود فکر کو توڑ دیا اور ان کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ آخر کن حالات سے متاثر ہو کر سیدنا امام عالی مقام نے یہ اقدام کیا ہے۔ اہل و عیال سمیت نانا جان کا جوار مدینہ کیوں ترک کیا اور صرف دو دن باقی تھے کہ حرم خدا میں حج بھی نہ کر سکے اور یہاں پر رہنا بھی ان کے لئے مشکل ہو گیا کہ حسین کیوں اور کہاں جا رہے ہیں۔ ہر آدمی کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ وہ غور کرے کہ وہ کون سے حالات تھے جنہوں نے حرم خدا میں بھی سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو آرام و سکون کا سانس نہ لینے دیا اور یہ کہ ان حالات کا ذمہ دار کون ہے۔ یہ اقدامات حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے صلح پسندانہ اور حکیمانہ طرز عمل پر بین ثبوت ہیں۔ ان کی وجہ سے یزید لعین کا ظلم و ستم تشت از بام ہو کر رہ گیا۔ (الحیات النقی ۲: ۱۶۵)

حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ

اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ مکہ معظمہ کے احباب و اصحاب نے آپ کو ارادۂ سفر عراق سے منع کیا۔ حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کوفیوں کا کچھ اعتبار نہیں ان پر قطعاً اعتبار نہ کریں یہ وہی لوگ ہیں جن کا ہاتھ آپ کے باپ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور آپ کے بھائی سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت میں تھا اس لئے آپ وہاں جانے کا ارادہ ترک کر دیں۔ لیکن حضرت امام اس بات کو بھی سن کر اپنے ارادہ میں متزلزل نہ ہوئے۔ (الحیات ۲: ۱۶۵)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے رشتہ سے سیدنا

Marfat.com

امام حسینؓ کے چچا تھے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے رشتہ سے نانا تھے اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے عمر میں تقریباً نو سال بڑے تھے اور بزرگ بھی تھے۔ ان کو معلوم ہوا کہ کوفہ والوں کے بلاوے پر وہاں جا رہے ہیں تو آپ نے فوراً خود آ کر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ راز مجھ سے تو بیان کرو آپ کوفہ جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں مصمم ارادہ کر چکا ہوں کیونکہ چچازاد بھائی مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے مجھے خط لکھ دیا ہے اور کوفہ سے قاصدین کی جماعتیں اور درخواستیں آ چکی ہیں اور ان سے وعدہ کر چکا ہوں اب مجھے جانا چاہئے اور دوسرا مجھے رسول اللہ ﷺ نے عالم خواب میں خاص حکم فرمایا ہے۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَمَرَنِیْ بِاَمْرٍ وَاَنَا مَاضٍ فِیْہِ.

میں اس حکم کی تعمیل کر رہا ہوں۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا۔ اچھا تو میری ایک بات تو مان لو وہ یہ کہ اپنے ہمراہ بیوی بچوں اور خاندان کو نہ لے جاؤ مجھے خطرہ ہے کہ آپ قتل نہ ہو جائیں اور جس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بیوی بچے دیکھتے رہ گئے کہ وہ ان کے سامنے شہید کر دیئے گئے۔ یہ عظیم صدمہ خواتین اور بچے نہیں دیکھ سکیں گے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا زندگی کے آخری لمحات میں چاہتا ہوں کہ سب میرے ساتھ ان کی جدائی برداشت نہیں کر سکتا جب تک میں شہید نہ ہو جاؤں اور اللہ تعالیٰ کی مشیت بھی یہی ہے کہ میرے بچے اور خاندان والے بھی اس ابتلا میں مبتلا ہوں اس گفتگو کو سیدہ زینب بھی سن رہی تھیں آپ نے فرمایا اے بزرگوار بے شک آپ درست فرما رہے ہیں اور قلبی احترام رکھتے ہیں۔ لیکن میں اپنے بھائی کو ایسے موقعہ پر اپنے سے جدا نہیں ہونے دوں گی اگر یہ جائیں گے تو زینب رضی اللہ عنہا ضرور جائے گی اس

Marfat.com

لئے کہ بھائی تنہا نہیں جانے دیا جائے گا۔ حضرت نے فرمایا یہ تو ظاہر ہے کہ جب یہ اس سفر کو ترک نہیں کریں گے تو آپ کس طرح رک سکتے ہیں۔ (الحنفی ج ۲ ص ۱۶۵)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے عمر میں تقریباً سولہ سال بڑے تھے۔ ان کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے بھی بڑی کوشش کی کہ آپ نہ جائیں۔ کوفی دغا باز ہیں لیکن ان کو بھی اس کوشش میں کامیابی نہ ہوئی۔ واقعہ کربلا کے بعد ایک مرتبہ ایک عراقی نے آپ سے مسئلہ دریافت کیا کہ حالت احرام میں مکھی کا مارنا جائز ہے یا کہ ناجائز۔ تو آپ نے فرمایا اے اہل عراق تمہیں مکھی کی جان کا تو خیال آیا مگر تم کو نواسہ رسول اور اس کے خاندان کی جانوں کا خیال نہ آیا۔ تم وہی تو ہو جو آج مکھی پر مسئلہ چھیڑ رہے ہو۔ (الحیات ص ۱۶۵ ج ۲)

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا مکہ معظمہ میں آخری خطبہ

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے مکہ معظمہ میں اپنی روانگی سے قبل جو خطبہ حاضرین کے سامنے دیا اس کا مضمون یہ تھا۔

موت فرزندان آدم (علیہ السلام) کے لئے اس طرح لازم اور باعث (زینت) ہے۔ جس طرح نوجوان عورت کے گلو کے لئے قلادہ (رہا) مجھے اپنے بزرگوں کے دیدار کا کس قدر سخت اشتیاق ہے جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام دیدار یوسف علیہ السلام کے مشتاق تھے میرے لئے ایک مقتل تیار کیا گیا ہے جسے میں ضرور دیکھوں گا گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ جنگل کے بھیڑیئے (فوج یزید کے بھیڑیئے بصورت سپاہی)

Marfat.com

میرے جوڑوں کو جدا کر رہے ہیں۔ اور مجھ سے بصورت سپاہی آرزو و تمناؤں کے) شکم پر کر رہے ہیں۔ اس دن سے بچنے کے کوئی چارہ نہیں۔ جو قلم قضا سے لکھ دیا گیا ہے۔ ہم اہل بیت خدا کی رضامندی پر راضی ہیں ہم اس کی آزمائش مصیبت و بلا پر صبر کریں گے اور وہ ہمیں اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ رسول اللہ ﷺ میرے جد امجد سے ان کے پارہ ہائے گوشت دور نہیں ہوں گے (بلکہ) بہشت عنبر سرشت میں وہ سب ان کے پاس جمع ہوں گے اور ان کی وجہ سے میرے نانا جان علیہ السلام کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔ خدا ان سے کئے ہوئے وعدے پورے فرمائے گا جو ہمارے بارے میں اپنی جان قربان کرنا چاہتا ہے اور ملاقات حق کے لئے اپنے نفس کو آمادہ کر چکا ہے وہ ہمارے ہمراہ چلے میں کل انشاء اللہ روانہ ہو رہا ہوں۔ امام عالی مقام کے مذکورہ خطبہ جلیل سے یہ بات آفتاب کی طرح روشن ہو جاتی ہے اور حادثہ کرب و بلا کا خونی منظر سامنے آجاتا ہے۔

سیدنا امام عالی مقام اسی روز اپنے اہل بیت کے علاوہ اور موالی و خدام اور احباب جن کی کل تعداد دو سو کے قریب تھی اپنے ہمراہ لے کر سفر عراق کو روانہ ہوئے مکہ معظمہ بیت الحرام سے اہل بیت رسالت کا یہ چھوٹا سا قافلہ روانہ ہوتا ہے۔ تو ان کی جدائی نے باشندگان مکہ کو مغموم و آبدیدہ کر دیا۔ مگر وہ جانبازوں کے امیر لشکر اور فدا کاروں کے قافلہ کے سالار مردانہ ہمت کے ساتھ اہل مکہ اور حرم خدا کو الوداع الوداع کہتے ہوئے زبان اطہر سے قرآن کی یہ آیت پڑھتے ہیں:

قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰنَا وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔

Marfat.com

ترجمہ: تم فرماؤ ہمیں نہ پہنچے گا مگر جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دیا وہ ہمارا مولی ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے۔

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی مکہ معظّمہ سے بجانب کوفہ روانگی

ہلال عید الاضحیٰ نمودار ہو چکا تھا اور یوم عید میں صرف دو دن باقی رہ گئے ہیں۔ دنیائے اسلام عید کی خوشیوں میں ہے اور حجاج اکرام روز حج کی خوشی میں ہیں اور اکسٹھ ہجری کی صبح صادق ۸ ذوالحجہ طلوع نہیں ہوئی کہ نواسۂ رسول راکب دوش و رسول سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ رات کی تاریکی میں خانہ خدا بیت اللہ میں داخل ہوئے۔ دو نفل پڑھے اور سجدے میں گرے اور با آواز بلند عرض کیا اے معبود حقیقی۔ اس وقت جب کہ عید الاضحیٰ سر پر ہے اور مسلمانان اسلام حج کے لئے تیرے اس گھر کی طرف آرہے ہیں۔ اور تیرے محبوب کا نواسہ تیرے اس گھر سے جدا ہو رہا ہے۔ آج وہ در و دیوار سے جن میں عمر کا ایک حصہ گزرا تھا بچھڑ رہا ہوں اور جہاں شب و روز تیری رحمت و برکات کے نزول تھے وہاں سے اوجھل ہو رہا ہوں۔ میں تیرے محبوب اپنے نانائے پاک کی اس پیشگوئی پر کہ مکہ میں خون بہایا جائے گا اور اس کی بے حرمتی کی جائے گی۔ یہاں سے جا رہا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ پیشگوئی مجھ پر صادق آجائے اور کعبۃ اللہ المقدسہ میری وجہ سے خون سے لبریز ہو جائے۔ اور مسلمان مکہ کا خون بے گناہ بہایا جائے۔ اے احکم الحاکمین تو مجھے معاف فرما تجھے علم ہے اور جانتا ہے کہ میرا جانا کسی حکومت وقت کا مقابلہ نہیں اور نہ کسی کے خلاف کوئی اقدام ہے اور نہ ہی کوئی اقتدار کا لالچ ہے۔ میرا سفر تیرے گھر کا احترام ہے اور میں اس سخت سفر میں چھوٹے چھوٹے بچوں اور حرمات کی تکلیف اس لئے گوارا کر رہا ہوں کہ وہ پیشگوئی

Marfat.com

میرے واسطے پوری نہ ہو جائے۔ اے اللہ العالمین تو مجھ پر رحم فرما تو جانتا ہے کہ میں نے فاسق و فاجر کی بیعت نہیں کی اور نہ کروں گا اس لئے کہ یہ تیرے اور تیرے محبوب کی تعمیل ہے وہ ہاتھ جس کو تیرے محبوب نے بوسہ دیا وہ پلید کے ہاتھوں میں نہ جائے گا اور وہ زبان جس کو تیرے محبوب نے چوما اس سے کسی خوار کو امیر تسلیم نہ کروں گا۔ تو میری خطاؤں کو معاف فرما اور دشمنوں کے مظالم میں صبر و رضا پر قائم رکھنا۔ صبر و رضا میرا شیوا ہے اور استقامت میرا راستہ ہے۔ کعبہ کے در و دیوار کو بوسہ دیتے اور آنکھوں میں آنسو بہاتے ہوئے کعبہ کے تحفظ و آبرو کو لئے ہوئے نماز فجر کے بعد یہاں سے جدا ہوتے اپنے جائے مقام پر آتے ہیں اور اب سفر کی تیاری میں خود بھی اور اپنے خاندان مقدسہ کے چھوٹے بڑے سب تیاری میں ہیں کہ آج حرم خدا سے جدا ہونا ہے۔ (سوانح کربلا، تاریخ کربلا)

امام عالی مقام کا مکہ معظّمہ سے کربلا تک سفر

ان منازل کا ذکر جن کو امام عالی مقام نے مکہ معظمہ سے لے کر کربلا تک منزل در منزل سفر کر کے طے کیا۔

پہلی منزل بستان ابن عامر

مکہ معظمہ سے پہلی منزل بستان ابن عامر ہے بعض نے تنعیم لکھی ہے لیکن یاد رہے کہ یہ منزل مکہ معظّمہ سے مدینہ طیبہ جاتے ہوئے آتی ہے، مکہ معظّمہ سے مدینہ طیبہ عقان کے راستہ تنعیم سمت مغرب ہے اور مکہ سے کوفہ شمال مشرق کی طرف پہلی منزل بستان ابن عامر ہے اس پہلی منزل پر جب قافلہ آل رسول پہنچا تو یہاں پر عبداللہ ابن

Marfat.com

جعفر جو مدینہ طیبہ میں موجود تھے۔ ان کو یہ خبر ملی کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ بمعہ اہل و عیال اور دیگر اصحاب کوفہ کے سفر پر روانہ ہو چکے ہیں، لہٰذا آپ نے ایک خط حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا جس کا مضمون یہ تھا۔

اما بعد خدارا، جب میرا یہ خط آپ کو ملے تو پڑھنے کے بعد اس سفر کو ترک کریں کیونکہ مجھے اس سفر میں آپ کی اور آپ کے اہل خانہ کی ہلاکت کا اندیشہ ہے، اگر آپ کی موت واقع ہوگئی تو زمین کا نور بجھ جائے گا کیونکہ آپ ہی ہدایت کرنے والوں کے نشان راہ ہیں اور اہل مومنین کی امید کا مرکز ہیں، جلدی نہ کریں اور میرا مکتوب پڑھ کر غور کریں۔ (الحیات الخفی ۲:۱۷۱)

یہ خط حضرت عبداللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں بیٹوں کے حضرت محمد رضی اللہ عنہ اور حضرت عون رضی اللہ عنہ کے بدست روانہ کیا تھا اور ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا تھا کہ اگر تمہارے ماموں حضرت امام عالی مقام سفر کا ارادہ ترک کر دیں تو ان کے ساتھ واپس آجانا اور اگر وہ اس سفر کوفہ کو ترک نہ کریں تو پھر میں تم کو اجازت دیتا ہوں کہ تم دونوں اپنے ماموں جان کے ساتھ چلے جانا اور اپنی امی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا بھی خیال رکھنا تا کہ اس کو تمہارے ساتھ ہونے سے تسلی رہے اور اے میرے بیٹو! وقت آنے پر اگر حضرت امام کو ضرورت پڑے تو اپنی جان بھی ان پر نثار کر دینا میں اگر طاقت رکھتا تو ضرور تمہارے ساتھ چلتا۔ (الحیات الخفی ۲:۱۷)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہ اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے یہ دونوں بیٹے محمد، عون نوجوان تھے، اکثر یہ کہا جاتا ہے اور مجموعوں میں یہ غیر معتبرہ لکھ دی ہے کہ یہ دونوں بیٹے بچے تھے، اس سلسلہ میں کافی تحقیق کے بعد اس نتیجہ پر

Marfat.com

پہنچا ہوں کہ یہ چھوٹی عمر کے شہزادے نہیں تھے، جیسا کہ اس کی پوری تفصیل مزید آگے بیان ہوگی، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کی اجازت سے تو پہلے ہی سے حضرت امام عالی مقام کے ہمراہ راہ سفر تھیں۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس خط کو پڑھا اور غور فرمایا بالآخر فیصلہ یہی کیا کہ یہ سفر ملتوی نہیں کیا جائے گا، اس کے بعد پھر مکہ معظمہ کے حاکم عمرو بن سعید نے ایک خط یحیٰ ابن سعید کے بدست بھی روانہ کیا اس خط کا خلاصہ یہ ہے

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر شر سے محفوظ رکھے اور جو چیز بہتر ہو اس میں آپ کی رہبری فرمائے، مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ سفر عراق پر جارہے ہیں اور میں آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کے پناہ چاہتا ہوں لیکن اس کے باوجود مجھے اس بات میں ہلاکت پوشیدہ معلوم ہوتی ہے میں آپ کی طرف جس کو بھیج رہا ہوں آپ اس کے ساتھ واپس مکہ آجائیں میں آپ کو امان اور صلہ رحمی اور حسن سلوک کا یقین دلاتا ہوں اللہ تعالیٰ گواہ اور وکیل ہے اور کفیل فقط اور سلام ہو آپ پر (الحیات الحسی ۲: ۱۷۳)

اس خط کو بھی حضرت امام عالی مقام نے پڑھا اور زبانی پیغام بھی لے لیا، آپ نے والی مکہ اور حضرت عبداللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہ کو بھی یحیٰ ابن سعید کے بدست یہ کہلا بھیجا کہ میں اس سفر کو ترک نہیں کرسکتا اس لئے کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے آپ نے مجھے ایک حکم فرمایا ہے جس کی تعمیل ہر صورت پورا کروں گا یحیٰ ابن سعید کو فرما دیا کہ تم یہ پیغام والی مکہ کو دے کر کسی طریقہ سے مدینہ طیبہ میں حضرت عبداللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہ کو بھی پہنچا دینا اور ساتھ یہ بھی کہہ دینا کہ آپ کے دونوں فرزند محمد و عون آپ کی اجازت کے مطابق میرے اور اپنی امی جان کے ہمراہ جارہے ہیں۔

Marfat.com

(الحیات الخفی ۲: ۱۷۳)

دوسری منزل صفاح

اس منزل صفاح پر جب قافلہ آل رسول پہنچا تو ایک مشہور شاعر فرزدق جو اپنی والدہ کے ہمراہ کوفہ سے آرہا تھا اس کی یہاں امام عالی مقام رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی آپ نے فرزدق سے کوفہ کے حالات دریافت فرمائے تو اس نے عرض کیا:

قُلُوْبُ النَّاسِ مَعَکَ وَسُیُوْفُھِمْ عَلَیْکَ وَالْقَضَاءُ یُنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَاللّٰہُ یَفْعَلُ مَایَشَاءُ۔

لوگوں کے دل آپکی طرف ہیں اور انکی تلواریں آپکے برخلاف قضاء آسمان سے نازل ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔ (الحیات الخفی ۲: ۱۷۳)

حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تم نے سچ کہا بے شک تمام کام اللہ تعالیٰ کے ہی قبضہ و اختیار میں ہیں اور ہمارا رب ہر روز نئی شان میں ہوتا ہے اگر ہماری خواہش کے مطابق قضاء نازل ہوئی تو اس کے احسان پر شکر گزار ہیں اور اگر حالات ہماری منشاء کے خلاف ہوئے تو پھر جس کی نیت حق و تقویٰ کے ساتھ ہو اس کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں۔

(الحیات الخفی ۲: ۱۷۳)

اس کے بعد فرزدق اپنے سفر کو روانہ ہو گیا اور حضرت امام بمعہ اپنے قافلہ کے سفر پر چل پڑے۔

Marfat.com

تیسری منزل ذات عراق

اس منزل ذات عراق پر قافلہ آل رسول پہنچا تو کچھ دیر آرام فرمانے کی غرض سے خیمے نصب فرمالئے اور قیام فرمارہے تھے کہ ایک شخص بشیر ابن غالب نامی نے اس طرح بیابان میں خیموں کو لگا ہوا دیکھا تو وہ تعجب سے قریب گیا اور پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں تو جواب ملا کہ یہ اہل بیت نبی کا قافلہ بغرض آرام قیام پذیر ہے اور یہ کوفہ کے سفر پر ہیں یہ سن کر اس نے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے جا کر ملاقات کا شرف حاصل کیا اور عرض کیا: یا ابن رسول اللہ، آپ کو کس چیز نے اس صحرا میں آنے کو مجبور کر دیا ہے تو سیدنا امام عالی مقام نے فرمایا:

یہ میرے پاس خرجی ہے ان خطوط کی جو اہل کوفہ کے ارسال کردہ ہیں۔ مجھے انہوں نے دعوت دی ہے وہاں آنے کی، پس اگر وہ ہمارے قتل میں شریک ہوئے تو اس جرم اور اہانت حرمت پر، ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک شخص کا تسلط ہوگا جو ان کو قتل و غارت کر دے گا تو وہ ذلیل قوم ہوں گے۔ (الحیات الحقی ۲: ۱۷۴)

اس بیان میں دو چیزوں کی پیشگوئی ہے۔ ایک یہ کہ ان لوگوں کی دعوت پر کوفہ کو جارہے ہیں پس اگر وہ مجھے قتل کریں (یقیناً اشارہ کربلا کی طرف ہے) تو پھر ایسا شخص مسلط ہوگا ان پر کہ یہ قتل و غارت و ذلیل ہوں گے، یعنی (مختار بن عبید ثقفی) جو ان کو قتل کرے گا اور تا قیامت ذلت سے یاد کیے جائیں گے۔

چھٹی منزل زرود

Marfat.com

اس منزل پر جب قافلہ آل نبی پہنچا تو مکہ معظمہ سے حج کی ادائیگی کے بعد ایک شخص جو کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ابن عفان ذوالنورین خلیفہ سوم کے خاص اقرباء میں سے تھے واپس آ رہے تھے ان کا نام زہیر بن القیس بجلی تھا، انہوں نے حضرت امام مقام کو اس حال میں دیکھا تو دل میں خیال آیا کہ میں بھی آپ کے ہمراہ ہی چلتا ہوں اس ارادہ سے سیدنا امام عالی مقام کو ظاہر کیا۔ آپ نے فرمایا اگر آپ چاہتے ہیں تو ضرور چلیں، چنانچہ آپ ان کے ساتھ ہوئے ان کی شہادت کربلا میں جس شان سے ہوئی ان کا ذکر ان کے باب میں تفصیل کے ساتھ آ رہا ہے۔

ساتویں منزل ثعلبیہ

اس منزل ثعلبیہ پر آپ نے قیام فرمایا اور خیال ہوا کہ رات گزار لیں اور پھر صبح سفر جاری رکھا جائے خیمے نصب فرمالئے اسی اثناء میں عجب خبر یہ پیش آئی کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار کوفہ کی طرف سے آتا ہوا نظر آیا، حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ جو سوار آ رہا ہے اس کو ٹھہرا کر دریافت کرتے ہیں ممکن ہے کہ اگر یہ کوفہ سے آ رہا ہوگا تو وہاں کے تازہ ترین حالات کی خبر پوچھیں۔ چنانچہ وہ سوار جب قریب آیا تو حضرت امام عالی مقام نے اس سے فرمایا کہ تم کہاں سے آ رہے ہو تو اس نے کہا کہ میں کوفہ سے آ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا وہاں کے کیا حالات ہیں۔ سوار نے جب دیکھا کہ یہ نواسہ رسول ہیں۔ جن کے چہرہ پر رات کی تاریکی میں بھی نور چمک رہا ہے۔ وہ بطور احترام گھوڑے سے نیچے اتر آیا اور تعظیم و تکریم کے ساتھ سلام عرض کیا اور پوچھا آپ کہاں جا رہے ہیں فرمایا کوفہ اس لئے تم سے وہاں کے حالات پوچھ رہا ہوں اس شخص نے کہا یا ابن رسول اللہ وہاں کے حالات بیان کرنے کے قابل نہیں والی کوفہ

Marfat.com

عبیداللہ ابن زیاد نے یزید کی مخالفت کرنے والوں کو سخت تنگ کردیا اور بالآخر سب لوگ اس کے ظلم کے خوف سے یزید کی حمایت میں ہو گئے اور وہ شخصیت عظیمہ جو آپ کے چچازاد بھائی سیدنا امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ تھے ان کو کوفہ کی بلندی پر لے جاکر بر سر عام شہید کردیا گیا ہے اور جن کے گھر مقیم تھے وہ ہانی بن عروہ رئیس کوفہ اور مذحج کے سردار تھے ان کو بھی شہید کردیا گیا اور اس کے علاوہ وہ جو بھی حضرت امام مسلم کی حمایت میں تھے ان کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا، اس خبر ناتمام دردناک نے سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی حالت بدل کر رکھ دی آپ نے فرمایا تو جو مسلم کے بچے ایک چھ سال اور ایک آٹھ سال ان کے ہمراہ گئے تھے وہ کہاں ہیں عرض کیا حضور ایک ظالم کوفی نے ان دونوں بھائیوں کو شہید کر کے ابن زیاد کو سر مبارک دے دیئے اور پھر اس قاتل کو بھی مروادیا اور دونوں بچوں اور ان کے باپ کو دفن کردیا گیا ہے۔

(الحیات الخفی ۲:۱۷۶)

سیدنا امام عالی مقام روتے اور مسلم اور ان کے بچوں کو یاد فرماتے جب خیموں کی طرف بڑھے تو سب جمع ہو گئے اور عرض کیا: حضور کیا ہوا ہے! آپ نے جب یہ خبر سنائی کہ ظالموں نے میرے مسلم اور اس کے بچوں کو بیدردی کے ساتھ شہید کردیا گیا بس یہ خبر سننا تھا کہ آل رسول نے گریہ زاری شروع کردی۔

اِرتَجَ المَوضعَ البکاء وَالعَوِیْل تَقتل مُسلِمَ بُن عقیل سالت الدَمُوْع کل سیل (الحیات الخفی: ۲:۱۷۶)

کہ وہ زمین کا حصہ اہل بیت کے رونے سے کانپ رہا تھا اس قدر آہ و بکاء بلند ہوئی حضرت امام پھر خواتین اہل بیت میں سے اس عظیم دردناک خبر پر سیدنا امام

Marfat.com

مسلم کی زوجہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا جو اپنے عظیم شوہر اور دل کے ٹکڑوں کو یاد کر کے رو رہی تھیں اور سیدہ حمیدہ رضی اللہ عنہا امام مسلم کی بڑی نوجوان صاحب زادی اپنے شفیق باپ اور چھوٹے بھائیوں کو یاد کر کے رو رہی تھیں۔ آپ نے ان کو بڑے صبر و تحمل کی تلقین فرمائی اور فرمایا ان ظالموں سے بدلہ لے گا اور ظالم جہنم رسید ہوئے اور میرے مسلم تو۔

رحم اللّٰہ مُسلمًا فلقد صارَ الیٰ روح اللّٰہ وَرَیحانہٗ وَجنّۃِ وَرِضوَانہٖ قَضی ما عَلَیہ وبقٰی ما عَلَینَا۔

اللہ تعالیٰ میرے مسلم کے حال پر رحم فرمائے وہ اللہ اور اس کی جنت رضوان کو روانہ ہو گئے جو کچھ ان کے ذمے تھا وہ پورا کر چکے اور اب جو کچھ ہے وہ ہمارے ذمہ ہے۔ سب اہل بیت کے نوجوان میں ولولہ و جذبہ شوق شہادت بھر آیا، امام مسلم کے دونو جوان بیٹے بھی جو ہمراہ تھے انہوں نے بھی امی جان اور بہن کو تسلی دی، ان کی شہادت کا ذکر آگے آ رہا ہے گویا کہ اس دردناک خبر نے جو آل نبی پر صدمہ کا پہاڑ ڈھایا اس کا کچھ اندازہ نہیں کیا جا سکتا، لیکن اس کے برعکس صبر و رضا و تحمل بھی دیکھا جائے تو اس کی مثال بھی نہیں مل سکتی، صبر کا دامن لئے صابرین نے اپنا سفر پھر شروع کر دیا۔

بلوا کے حرم سے ہم کو اور خود رخصت ہو گئے
آخری بار تو کچھ کہہ دیتے یہ حسرت بھی ساتھ لے گئے

آٹھویں منزل زبالہ

اس مقام زبالہ پر قافلہ اہل بیت رسول نے کچھ دیر آرام فرمایا اور لوگوں سے ملاقاتیں بھی ہوئیں اور کچھ لوگ نواسۂ رسول کے ہمراہ بھی ہوئے۔ (الحیات الکلی

Marfat.com

(۲:۱۷۶)

نویں منزل بطن عقبہ

اس منزل بطن عقبہ پر ایک شخص عمرو بن لوزان سے ملاقات ہوئی تو آپ نے اس سے فرمایا۔ تم مجھے کوفیوں کے حالات کی وجہ سے روکتے ہو کہ یہ سفر ترک کردیں۔ لیکن وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ ولٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْن۔ ہر کام میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہر معاملہ میں امر غالب ہے لیکن اکثر لوگ اس کو نہیں جانتے۔ انّی رَاَیْتُ کِلَاباً اِشْتَھتَنِیْ اَشَدُّھا عَلٰی کَلْبُ اَبْقَعُ میں ان کتوں کو دیکھ رہا ہوں جو کاٹ رہے ان میں ایک کتا سفید داغ ہے۔ اس میں تمثیل ہے ظالموں کے کتوں کی مثل اور دوسری نشانی ہے سفید داغ شمر ذی الجوشن کی طرف اس جگہ یہ رات قیام فرمائی۔ (الحیات الخفی ۲: ۱۱۷)

دسویں منزل شراف

اس منزل شراف تک آپ پہنچے اور کچھ دیر ٹھہرے اور پانی وغیرہ اپنے مشکیزوں میں بھرا اور رات اس جگہ پر قیام فرمایا اور دوپہر تک اسی جگہ رہے پھر سفر یہاں سے جاری فرمایا۔

گیارہویں منزل سرات

یہ منزل اشرف قادسیہ سے چند میل کے فاصلے پر ہے۔

بارہویں منزل

اس منزل سے بھی بغیر قیام سفر جاری رکھا۔

Marfat.com

تیرہویں منزل بیضہ

یہاں پر بھی کوئی خاص واقعہ پیش نہ آیا۔

چودھویں منزل قصر بنی مقاتل

امام عالی مقام بمعہ اہل و اعیال سفر در سفر کرتے ہوئے یہاں تک کہ یہ قصر بنی مقاتل کی منزل پر پہنچ گئے۔ یہاں پر شام ہوگئی اور امام عالی مقام نے اور رفقاء نے رات گزاری اور پھر صبح یہاں سے روانہ ہوئے تو زبان پر کلمات جاری تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سیدنا علی اکبر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر ابا جان کیا بات ہے فرمایا بیٹا میں نے بحالت قیلولہ ابھی دیکھا ہے کہ عالم غنودگی میں گھوڑے پر بیٹھے ہوئے۔

ایک گھڑ سوار کہہ رہے ہیں یہ لوگ تو چل رہے اور موت ان کی طرف آرہی ہے پس میں نے معلوم کرلیا ہے کہ ہمیں موت کی اطلاع دی گئی ہے۔ شہزادہ علی اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ اے پیارے ابا جان اللہ آپ کو کوئی دکھ نہ دے اور کیا ہم حق پر نہیں ہیں آپ نے فرمایا ہاں ہم حق پر ہیں۔ شہزادہ نے عرض کیا پس اگر حق پر ہیں اور یقیناً ہیں تو پھر موت سے کچھ ڈر نہیں سیدنا امام عالی مقام نے شہزادے کی اس بات کو سن کر فرمایا جو بہترین جزا کسی بیٹے کو اپنے باپ سے مل سکتی ہے وہ جزا اللہ تعالیٰ تم کو عطا فرمائے۔ (الحیات الحقی ۲: ۱۸۴)

پندرہویں منزل نینوا

نینوا کے قریب پہنچے جہاں حضرت یونس علیہ السلام کا مزار اقدس بھی ہے اور دریائے فرات بھی نزدیک ہے۔ اس کے قریب غاخریہ اور شیفہ اس زمانہ میں چھوٹی

Marfat.com

بستیاں بھی تھیں یہاں پر سیدنا امام عالی مقام کو وہ منظر یاد آنے لگا جو اپنے والد بزرگوار سے سنا کرتے تھے۔ کہ نینوا کے قریب دریائے فرات کے مغربی کنارے نشیب کی طرف مجھے حسین اور اس کے بچے خون میں تڑپتے نظر آ رہے ہیں۔ چنانچہ ابھی تھوڑا ہی فاصلہ طے فرمایا تھا کہ ایک ریگستان میدان نظر آیا، ابھی یہ قیامت نما منظر آنکھوں میں منڈلا رہا تھا کہ حر ابن ریاحی یزیدی لشکر جس کی تعداد ایک ہزار تھی وہ حر ابن ریاحی نے آگے بڑھ کر سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو سلام عرض کر کے کہا حضور میں اس لئے یہاں دوبارہ آیا ہوں کہ مجھے عبید اللہ ابن زیاد گورنر کوفہ نے اور عمرو ابن سعد سپہ سالار فوج یزیدی نے مجھے خط لکھ کر روانہ کیا ہے۔ (الحیات الخفی ۲: ۱۸۴)

جب تمہیں میرا خط ملے تو حسین کو وہیں روک لو اور ان کو بے آب و گیاہ جگہ پر اترنے کو مجبور کر دو میں نے اپنے قاصد کو کہہ دیا ہے کہ یہ تمہارے حکم کی تعمیل کی مجھے اطلاع دے۔ (الحیات الخفی ۲: ۱۸۴)

یہاں پر بھی معلوم ہوتا ہے کہ گورنر کوفہ کو حر ابن ریاحی کے متعلق نرم رویہ کے متعلق اطلاع ہو چکی تھی اس لئے کہ مقام سرات پر بھی یہی آ کر ملے لیکن قافلہ بیت کے ساتھ کوئی کاروائی عمل میں نہ لائی گئی بلکہ اس راستہ سے ہٹا کر راہ شام اختیار کرا دی اور نہ ہی انہیں موجود پا کر گرفتار کیا گیا۔ ان تمام باتوں سے وہ بخوبی واقف تھے جبھی ایک جاسوس کو ان کے ہمراہ روانہ کیا گیا اور تاکید کی گئی کہ جہاں انہیں پاؤ روک لو۔

سولہویں منزل کربلا

اس چٹیل ریگستانی میدان میں قافلہ اہل بیت نبوت اور ان کے احباب کو روکنا تھا کہ پھر سیدنا امام عالی مقام نے فرمایا اچھا ہم یہاں ہی رک جاتے ہیں اتنا تو

Marfat.com

بتاؤ کہ اس ہولناک میدان کا کیا نام ہے۔ جواب دیا گیا اس جگہ کو کربلا کہتے ہیں۔ یعنی مصیبتوں اور تکلیفوں والا میدان یا جگہ، سیدنا امام عالی مقام نے فرمایا اے میرے اللہ ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں اس کرب و بلا سے، سیدنا امام عالی مقام نے یہ کہہ کر اپنے احباب اور خاندان کو فرمایا۔ یہی وہ ہماری جگہ ہے جہاں ہم نے لنگر ڈالنے ہیں اور ہمارے خون بہائے جانے ہیں اور یہی ہماری قبروں کے محل ہیں اور یہاں وہ مقام ہے جس کے متعلق میرے جد تاجدار آقا سید الابرار سرکار سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے۔ (حیات الحی ۲:۱۸۶)

چنانچہ خیمے نصب کر لئے گئے اور آل رسول کے بڑے اور چھوٹوں نے اپنی قیام گاہ کر لی اور رفقاء و احباب حسینی نے اپنے اپنے ٹھکانے بنا لئے۔ یہ محرم الحرام ۶۱ ہجری پنجشنبہ کا روز ہے کہ قافلہ اہل بیت رسول نے اس کربلا کی اس زمین میں ورود مسعود فرما لیا، حر ابن ریاحی نے جب ان کو یہاں ٹھہرا لیا اور آگے نہ جانے دیا تو پھر اس کی اطلاع عبید اللہ ابن زیاد اور سپہ سالار فوج عمرو ابن سعد کو کر دی گئی کہ ہم نے نواسۂ رسول اور ان کے خاندان اور احباب کو اس جگہ پر گھیر لیا ہے انہوں نے کہا تھا کہ مجھے کچھ آگے چلنے دو لیکن ہم نے ان کو نہیں جانے دیا۔

جب حر نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو کربلا میں اترنے پر مجبور کر دیا تو اس نے ابن زیاد کو اس بات کی اطلاع دی، یہ وقت وہ تھا جب کہ ایران میں بغاوت ہو گئی تھی جس کو کچلنے کے لئے عمرو بن سعد کو چار ہزار فوج کا سردار بنایا گیا تھا اور ملک ایران میں تہران کا علاقہ کی حکومت کا پروانہ لکھ دیا گیا تھا۔ ابن سعد اپنی فوج کے ساتھ نکل کر ابھی تھوڑی ہی دور پہنچا تھا کہ ابن زیاد نے اسے واپس بلا کر حکم دیا کہ پہلے حسین کی مہم

Marfat.com

سر کر لو اس کے بعد ایران کی طرف روانہ ہونا۔

خولی بن یزید اور شمر کا خبیث یزیدی گروہ

ادھر عبید اللہ ابن زیاد نے کوفہ میں یزید کی حمایت پر لوگوں کو مال و متاع کے لالچ کی مہم تیز کر دی اور ہر آدمی کو یزید کی حکومت کی طرف سے سو سو درہم بطور وظیفہ تقسیم کرنے شروع کر دیئے تاکہ لوگ امام عالی مقام کے ورود کربلا میں اس کی خبر وہاں ان تک نہ پہنچ سکیں کوئی ان کی حمایت نہ کر سکے اور ساتھ ہی دھمکی دے دی کہ جو کوئی ان کا ساتھ دے گا۔ یا ان کی حمایت کرنے کی غرض سے ان تک جانے کی کوشش کرے گا اسے قتل کر دیا جائے گا علاوہ ازیں تمام کوفہ والوں اور اردگرد دیہاتوں پر ناکہ بندی کرا دی کہ کوئی حضرت امام تک نہ پہنچنے پائے اور خولی بن یزید ذی الجوشن کی نگرانی میں مزید فوجیں کربلا میں بھیجتا رہا ان دونوں خبیثوں کا وہاں پہنچنا تھا کہ انہوں نے دوسری شرارت یہ کی عبید اللہ ابن زیاد کو ایک خط عمر بن سعد سپہ سالار فوج کے متعلق یہ لکھا۔

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ اے امیر عمرو بن سعد رات اپنے لشکر سے نکلتا ہے اور حسین رضی اللہ عنہ کے لئے فرش بچھا کر ان کو بلاتا ہے اور رات کافی دیر تک دونوں باتیں کرتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ عمر سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہمدردی و خیر خواہی کرنا چاہتا ہے اس لئے اس کو حکم دیں وہ اس عہدہ سے سبکدوش ہو جائے اور اس کام کی نگرانی میرے سپرد کر دیں میں پھر اس کا خود انجام دوں گا۔

خولی نے جو خط لکھا تھا شمر اس کو لے کر بذات خود ابن زیاد کے پاس آیا

Marfat.com

عبیداللہ ابن زیاد کچھ سوچ میں پڑ گیا۔ اس کی خاموشی کو دیکھ کر شمر ذی الجوشن کہنے لگا۔

کیا اے! امیر! حسین رضی اللہ عنہ کی اس بات کو مانتے ہو کہ وہ کسی اور جگہ واپس چلے جائیں جب کہ وہ اس وقت تمہاری گرفت میں آئے ہوئے ہیں اور اگر وہ یہاں سے کسی اور جگہ چلے گئے تو پھر تمہارے ہاتھ نہ آسکیں گے اور وہ طاقتور ہو جائیں گے اور تم لوگ کمزور ہو جاؤ گے پھر ان پر قابو پانا تمہارے لئے ایک مشکل ترین کام ہو جائے گا اس لئے اس کو ہرگز مہلت نہ دو اور نہ بات مانو جب تک وہ امیر یزید کے آگے سرخم نہ کریں۔

ابن زیاد نے یہ بات سنی تو کہنے لگا ہاں بات تو درست ہے لیکن دو روز ہو گئے ہیں ابھی تک مجھے سپہ سالار عمرو بن سعد نے کچھ نہیں لکھا اس کی انتظار کر رہا ہوں۔ شمر کہنے لگا وہ تو حضور کی ہمدردی کرتا پھرتا ہے وہ کچھ نہیں کرے گا تم ہم کو حکم کر۔ عبیداللہ نے کہا اچھا میں عمرو بن سعد کو خط لکھتا ہوں اگر اس نے پھر عمل نہ کیا تو یہ کام تم لوگوں کے سپرد کر دیا جائے گا۔

خلاصہ اس خط کا یہ ہے۔

اے عمرو بن سعد میں نے تم کو حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کرنے کے لئے نہیں بھیجا اور نہ اس لئے بھیجا ہے کہ تم اس کی سفارش کرو اور نہ اس لئے کہ تم اس کے ساتھ رات کی تنہائی میں بیٹھ کر باتیں کرو جیسا مجھے اس کی اطلاع ملی ہے اچھی طرح سمجھ لو کہ حسین رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھی میرے حکم کے آگے سر جھکا لیں تو ان کو سلامتی کے ساتھ میرے پاس بھیج دو اگر وہ انکار کریں تو ان کا پانی بند کر دو یہود و نصاریٰ کے لئے پانی پینا حلال ہے اور حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے لئے حرام ہے۔ ان تک پانی کا ایک

Marfat.com

قطرہ نہ پہنچنے پائے تم جانتے ہو کہ امام التقی والنقی عثمان ابن عفان امیر المومنین والمسلمین کے ساتھ بھی ایسا کیا گیا تھا اگر وہ پھر بھی میری بات نہ مانیں تو ان کو قتل کر دو اور کوئی لحاظ نہ کرو اگر تم میری بات کو نہ مانو اور ایسا نہیں کرنا چاہتے تو ہمارے لشکر سے چلے جاؤ اور باگ دوڑ شمر ذی الجوشن کے حوالے کر دو اور اگر تم نے ایسا کر لیا جیسا میں لکھ رہا ہوں تو پھر تم کو جیسا کہا گیا ہے اس کا انعام واکرام اور ملک کی حکومت دی جائے گی۔

اس خط کو لے کر شمر ذی الجوشن بڑی خوشی سے ناچتا ہوا جب لے کر آیا تو اس نے عمرو بن سعد کے حوالے کیا کہ یہ امیر عبید اللہ ابن زیاد نے بھیجا ہے عمرو بن سعد جب یہ خط کھول کر پڑھا تو فوراً یہ الفاظ کہے۔

خدا تمہیں ہلاک کرے اور اللہ تمہیں دفع دور کرے جو کچھ یہ میرے پاس (یعنی ایسا خط) لائے ہو اور اسے غارت کرے مجھے پتہ تھا کہ تم نے ابن زیاد کو ابھارا ہے اور میرے مشورہ سے اسے روکا ہے۔

وہ حسین رضی اللہ عنہ جس کی رگوں میں حیدر کرار کا خون ہے اور وہ پاک دودھ ہے جو کبھی ایسا کرنے کو تیار نہیں ہو سکتے۔ جیسا تم لوگ چاہتے ہو یعنی یزید پلید کے ہاتھ میں پاک ہاتھ نہیں دیں گے۔

شمر ذی الجوشن کچھ نہ کہہ سکا لیکن اتنا ضرور کہا اچھا بتاؤ یہ کام کرنا ہے یا کہ نہیں عمرو سعد نے کہ

لَا ولا کرامة وَلٰکِنْ اتولی فِکنْ اَنْتَ علی الرجالة۔

اس کام کو میں خود ہی سرانجام دیتا ہوں پیدل فوج کی ذمہ داری تم خود

Marfat.com

سنبھال لو یہ تمہارے سپرد ہے۔

ان متذکرہ بیان سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ عمرو بن سعد دلی طور پر قطعاً امام عالی مقام سے ایسا نہیں کرنا چاہتا تھا کہ اہل بیت کے خون مقدس سے اپنے ہاتھوں کو رنگین کرے اور ہمیشہ کے لئے اہل بیت اطہار کے خون کا داغ اس پر بحیثیت عہدہ سپہ سالاری یزید فوج آوے اور اس میں ذرا برابر بھی خود کو شریک کرے۔ لیکن بدنصیبی اس کی کہ دنیا کے مال و متاع اور ملک رے کی حکومت کے لالچ نے اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ اس قتل و جنگ سے بھی خلاصی چاہتا تھا اور لالچ بھی کرتا تھا۔ مگر ابن زیاد کی فتنہ پروری اور خونریزی کے ناپاک ارادوں نے عمرو بن سعد کی جو کوشش مصلحانہ تھا اس کو پورا نہ ہونے دیا۔

(الحیات ج ۲ ص ۱۹۳، ۱۹۴)

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزیدی فوج کے سربراہ عمرو بن سعد کی آخری گفتگو

چنانچہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے جب عمرو بن سعد کی مایوسی اور خاموشی دیکھی تو آپ نے جان لیا کہ یہ یزید حکومت کے ناپاک احکامات جو میرے متعلق کیے گئے ہیں اس پر یہ تفکر میں پڑا ہوا ہے آپ نے خود اس کو پیغام بھیجا کہ آج کی رات مجھے ملو تاکہ تم سے کچھ ضروری باتیں کروں اس نے کہلا بھیجا کہ فلاں علیحدہ مقام پر آپ سے ملاقات کروں گا سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ جب اس وقت رات کو گئے تو شہزادہ علی اکبر اور احمد رعلی بن سعد خود اور ہمراہ اپنا بیٹا حفص اور ایک خاص غلام ہمراہ لے گیا سیدنا امام

Marfat.com

عالی مقام رضی اللہ عنہ کے اس رویہ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ابن سعد کی اس مایوسی کو بھی برداشت نہ کر سکے اور خود اس کو ملنے کی خواہش ظاہر کی تاکہ دشمن کو کسی بات کا کہیں سراغ نہ مل سکے جس سے وہ خود کو بارگاہ خداوندی میں عذر کر کے بچا سکے اور یہ حکیمانہ اقدام تھا۔

جب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور عمرو بن سعد کے درمیان گفتگو ہوتی رہی اور موجودہ صورتحال پر کئی امور زیر بحث آئے اور سلسلہ کلام بڑھتا گیا یہاں تک کہ آپ سے مخصوص باتیں بھی ہوئیں جن کا حاصل یہ ہے۔

کیا تو اس خدا سے نہیں ڈرتا جس کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے تو مجھ سے جنگ کرتا ہے حالانکہ تو اچھی طرح جانتا ہے کہ میں کس کا فرزند ہوں اس قوم کو چھوڑ اور میرا ساتھ دے یہ بات خدا کی خوشنودی کے زیادہ نزدیک ہے۔

عمرو بن سعد نے کہا مجھے خوف ہے کہ میرا گھر ڈھا دیا جائے گا سرکار امام رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر ان لوگوں نے تمہارا گھر ڈھایا تو میں تمہیں گھر بنا دوں گا۔ عمرو سعد نے کہا مجھے خطرہ ہے کہ میری جائیداضبط کر لی جائے سرکار امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا مـــالـی بـالـحـجاز میں اپنے مال حجاز سے تیری موجودہ جائیداد سے بہتر جائیداد تجھے لے کر دوں گا عمرو بن سعد نے کہا میرے اہل وعیال ہیں مجھے ان کی ہلاکت کا ڈر ہے اس کے بعد سعد خاموش ہو گیا اور سرکار امام حسن رضی اللہ عنہ اٹھ کر کھڑے ہوئے اور فرمایا تجھے کیا ہو گیا۔ اللہ تجھے نہ بخشے گا اور توقع ہے کہ تو اب زیادہ تر عراق کی گندم نہیں کھا سکے گا عمرو بن سعد نے بطور تمسخر (مذاقیہ) یہ کہا اچھا گندم نہ ملی تو جو کھا کر گزارہ کر لیں گے۔ یہ اس کا مذاق تھا۔

Marfat.com

یہ تھیں وہ آپس کی آخری باتیں لیکن بعض لوگوں نے اس مابین گفتگو کوئی طریقوں سے بیان کر دیا اور کئی من گھڑت بھی بنالیں۔ صاحب علامہ الحیات فرماتے ہیں تحدث الناس فیما بینھما ظناً تظنونہ۔ لوگوں نے اس مابین گفتگو کو قیاس آرائیوں سے بیان کیا ہے اور ہم نے جو کچھ صحیح ہے وہ بیان کر دیا ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا کربلا کے میدان میں پہلا خطبہ

محرم الحرام کی ۲ تاریخ ۶۱ھ کو سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے میدان کربلا میں خیمے نصب فرمانے کے بعد سب سے پہلے اپنے اہل بیت و رفقاء و احباب کو جو خطبہ اور نصیحتیں فرمائیں اس کا مضمون یہ تھا۔

آپ نے اپنی اولاد اور بھائیوں اور تمام اہل بیت کو جمع کیا اور ایک ساعت ان کی طرف دیکھتے رہے اور رو پڑے اور بارگاہ خداوندی میں یوں عرض کیا۔

اے اللہ ہم تیرے نبی کی عزت ہیں اور ہم کو زبردستی آقا دو جہاں ﷺ کے شہر اور حرم سے دور کیا گیا اور ہم پر ظلم و ستم کیا گیا تو ہمارے حق کو پورا فرما اور ظالموں پر فتح و نصرت عطا فرما۔

عام لوگ دنیا کے بندے ہیں اور انہوں نے دین کو ایک چاٹ بنایا ہوا ہے اور وہ دین میں ظاہری طور پر اس وقت تک رہتے ہیں جب تک ان کی مالی حالت بہتر رہتی ہے لیکن جب کسی آزمائش کا وقت آتا ہے تو دیندار بہت کم لوگ ثابت ہوتے ہیں۔ (الحیات الکھی ۲:۱۸۶)

Marfat.com

سفر شہادت

سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے نام عبید اللہ ابن زیاد والی کوفہ کا خط

سیدنا امام عالی مقام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں کے ورود کربلا کا جب والی کوفہ عبید اللہ ابن زیاد کو علم ہوا تو اس نے اولین سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو ایک خط بھیجا جس کا مضمون یہ تھا۔

الحاصل یہ ہے کہ اے حسین رضی اللہ عنہ مجھے آپ کے کربلا پہنچنے کی خبر ملی ہے اور امیر یزید نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس وقت تک نرم تکیہ پر سر نہ رکھوں اور نہ عمدہ خوراک کھاؤں جب تک آپ کو قتل نہ کرلوں مگر یہ کہ آپ میرے اور یزید کے حکم کے آگے سرخم تسلیم کرلیں۔ (الحیات الخفی ۲:۱۸۹)

خط کے مضمون سے ظاہر ہوتا ہے کہ عبید اللہ ابن زیاد نے حضرت امام رضی اللہ عنہ کو قتل کی دھمکی دے دی اور واضح کردیا کہ اگر آپ امیر یزید کے آگے سرخم نہ کریں گے تو اس وقت تک میں آرام کی غذا نہیں کھا سکوں گا یا جب تک آپ کو قتل نہ کردیا جائے دو چیزیں ہی ہیں یا تو بیعت یزید اور قتل ہونا، اس خط کو پڑھنے کے بعد سیدنا امام عالی مقام نے اس کو پھینک دیا اور زبان اطہر سے یہ جملے فرمائے۔

وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی جو اللہ تعالیٰ خالق حقیقی کی ناراضگی کے عوض مخلوق کی رضامندی خریدے۔

جب قاصد نے جواب کا تقاضا کیا تو آپ نے فرمایا۔

میرے پاس اس خط کا کچھ جواب نہیں ہے پس ایسا شخص عذاب خداوندی

Marfat.com

میں مبتلا ہوگا۔ (الحیات الحمی ۲:۱۸۹)

جب قاصد نے عبیداللہ ابن زیاد کو سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے رویہ سے آگاہ کیا تو اس کو یہ یقین ہوگیا کہ میری قاتلانہ دھمکیوں سے آپ مرعوب نہیں ہوئے اور ان کو کسی قیمت پر امیر یزید کی بیعت کرنا گوارہ نہیں، اب بجز اس کے کچھ اور چارہ نہیں کہ ان کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا جائے تو عبیداللہ ابن زیاد نے پھر دوسرا کام یہ کیا کہ اب آپ کے مقابلہ کے لئے لشکر بھیجنے پر تل گیا۔

عبیداللہ ابن زیاد کا مختصر تعارف

اب رہا عبیداللہ ابن زیاد گورنر کوفہ تو اس کے متعلق بھی اکثر دریافت کیا جاتا ہے کہ یہ کون تھا اور ابن زیاد کیوں کہا جاتا ہے تو عبیداللہ ابن زیاد یزید، ابن معاویہ کا چچا زاد بھائی تھا اصل نام عبیداللہ ہے اور باپ کا نام زیاد ہے عام طور پر اس کو بھی ابن زیاد کہا جاتا ہے لیکن مراد یہی ہے کہ عبیداللہ، عبیداللہ کے باپ کو جو زیاد تھا اس کو بھی ابن ابوسفیان کہا جاتا ہے زیاد کی ماں کا نام سمیہ تھا، یزید جب عنانِ سلطنت پر آیا تو اس نے عبیداللہ کو بصرہ کا گورنر لگادیا (اس کی ایک خاص وجہ تھی) اس وقت عبیداللہ کی عمر ۳۲ سال تھی پھر اس نے کچھ دیر بعد جیسا کہ آپ جان چکے ہیں کہ کوفہ کا بھی گورنر بنادیا عبیداللہ ابن زیاد ایک مرجانہ لونڈی کا لڑکا تھا اور یزید اسے اپنے منہ نہ لگاتا تھا مگر خراسان اور بصرہ کا اس کو حاکم بنادیا اور پھر اسے معزول بھی کردیا، جب یزید کو ہوشیار، عیار، تیز مکار کوئی اس سے زیادہ نظر نہ آیا تو اس نے عبیداللہ ابن زیاد کو بصرہ اور کوفہ کا گورنر بنادیا یہی یزید کی توقعات تھیں جو اس نے اس سے پوری کرائیں اور اس نے یزید کی ناراضگی کو خوشی میں بدلنے کے لئے ایسے ہی کام کردکھائے جس سے یزید خوش

Marfat.com

ہو جائے۔(الحیات الخفی ۲:۱۸۹)

۳ محرم اور کربلا میں عمرو بن سعد چار ہزار یزیدی لشکر کے ساتھ

یاد رہے کہ عبیداللہ ابن زیاد نے کربلا میں فوجیں بھیجنے سے قبل عمرو بن سعد سپہ سالار کو کہا کہ قزدین (ایران) کے مضافات میں دیلمیوں نے خروج کر کے سرحدی علاقہ دستبی پر قبضہ کرلیا ہے میں تم کو علاقہ (ایران) دوستبی کا پروانہ دیتا ہوں ان لوگوں کی سرکوبی اور مقبوضہ علاقہ کی بازیابی کی مہم پر روانہ کرتا ہوں چنانچہ عمرو بن سعد چار ہزار کا لشکر مسلح لے کر روانہ ہوا اور ابھی وہ بمقام حمام اعین لشکر سمیت پہنچا تو اسی اثناء میں عبیداللہ ابن زیاد کو سیدنا امام عالی مقام کے قافلہ کی کربلا میں پہنچنے کی اطلاع ہوگئی تو عبیداللہ ابن زیاد نے فوراً عمرو بن سعد کو بلا کر کہا کہ اس کربلا والوں سے پہلے نپٹ لو بعد میں کوئی اور کام کریں گے عمرو بن سعد نے بطور معذرت کہا کہ میں جس کام کے لئے جا رہا ہوں مجھے جانے دو اس کام کے لئے کسی اور کو مامور کر دو، عبیداللہ ابن زیاد نے کہا جو کام تم کر سکتے ہو وہ کون کرے بہتر یہی ہے کہ وہی چار ہزار لشکر لو اور واپس کربلا لے آؤ۔ ابن سعد نے کہا اچھا پھر آج کی رات مجھے کچھ غور کر لینے دو صبح سوچ کر قدم اٹھائیں گے۔

ابن سعد گھر آیا اور احباب واقارب سے مشورہ کیا کہ عبیداللہ ابن زیاد یہ کہتا ہے اور مجھے کچھ اپنی رائے دو سب نے بلکہ اس کے بھانجے حمزہ بن مغیرہ نے بھی اس کو یہاں تک کہہ دیا کہ تم اگر روئے زمین کی بادشاہی مل جائے یا روئے زمین کی بادشاہی پر مسلط ہو اور تجھے چھوڑنی پڑے تو چھوڑ دے لیکن یاد رکھ نواسہ رسول اور ان کے خاندان عالیہ کے مدمقابل نہ ہونا ابن سعد نے وعدہ کرلیا۔

Marfat.com

عمرو بن سعد کا مختصر تعارف

یاد رہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مشہور صحابی رسول ہیں اور آپ ان دس خوش نصیب صحابہ سے ہیں جنہیں جنت کی بشارت دی گئی ہے۔

عمر وان کا ہی بیٹا تھا اس لئے اس کو ابن سعد کہتے ہیں، اصل نام عمرو ہے ابن سعد کے معنی سعد کا بیٹا اور سعد کا بیٹا جو یہاں پر اکثر استعمال کیا جاتا ہے، وہ عمرو ہی ہے۔ (آخر انجام بھی ملاحظہ کریں گے)

اب جب اپنے اقرباء سے ابن سعد یہ وعدہ کر چکا کہ وہ آل رسول کے خلاف قطعاً کوئی اقدام نہیں کریں گے۔ لیکن اس وعدہ کی پابندی اس کے لئے دشوار مسئلہ بن گئی وہ یہ کہ اس کے دل و دماغ میں ملک کی حکومت کا لالچ آ گیا اور یہ بھوت ایسا اس کے سر پر سوار ہوا کہ وہ اسے حاصل کرنا چاہتا تھا۔ بالآخر اس نے یہی سوچا کہ آل رسول کا احترام جاتا ہے تو جائے ان پر جو ہوتا ہے ہو جائے کچھ پرواہ نہیں لیکن ملک ہاتھ سے نہ جائے، گویا کہ حکومت نقد ہے اور اہل بیت اطہار اور جنت ادھار ہے اس نقد کو چھوڑ کر ادھار کا سودا کیوں کیا جائے۔ چنانچہ اس نے ابن زیاد سے اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا اور ابن زیاد نے وہی چار ہزار کا لشکر جرار دے کر جو پہلے تو اسے دیلمیوں کی سرکوبی کے لئے دیا تھا اب نواسہ سید الابرار خاندان آل اطہار احمد مختار کو ظلم و ستم کا نشانہ بنانے کے لئے تین محرم الحرام ۶۱ھ کو کربلا پہنچ گیا۔ (الحیات الحجی ۱۹۱:۲)

بیعت یزید پر اقبال ورنہ موت کے لئے تیار

Marfat.com

عمر و ابن سعد جب چار ہزار لشکر یزید لے کر کربلا پہنچ گیا تو حرابن ریاحی کا لشکر جس کی تعداد ایک ہزار تھی وہ بھی ان کے ساتھ شامل ہوا اور اب محرم الحرام کی تین تاریخ ہے کہ خاندان اہل بیت ؓ کے مقابلہ کے لئے جمع ہو گیا، اب عمرو بن سعد نے اپنے ایک خاص قاصد قرت بن قیس حنظلی کو سیدنا امام رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور زبانی پیغام دیا کہ آپ یہاں کس طرح تشریف لائے ہیں۔

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تمہارے شہر والوں نے مجھے خطوط لکھے کہ ہماری طرف آئیں تو مجھے آنا پڑا اگر میرا آنا ناپسند ہے تو میں واپس چلا جاتا ہوں۔ (حیات الحسین ۲: ۱۹۲)

قاصد نے جب عمرو بن سعد سپہ سالار فوج کو حضرت امام کا یہ جواب دیا تو اس نے کہا کہ امید ہے کہ یعافنی اللہ من حربہ امید ہے کہ اللہ مجھے ان سے جنگ کرنے سے بچالے گا اس کے بعد عمرو بن سعد نے عبید اللہ ابن زیاد کو لکھ بھیجا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کا نظریہ اور خیال بالکل درست ہے وہ یہاں کے لوگوں کے کہنے پر تشریف لائے اور اب وہ کہتے ہیں کہ اگر میرا آنا تم کو ناپسند ہے تو میں واپس چلا جاتا ہوں یہ خط ملنے پر قرب بن قیس حنظلی اور ایک شخص حسان بن قائد یحیٰ جو اس وقت عبید اللہ ابن زیاد کے پاس موجود تھا، کہتے ہیں کہ عبید اللہ کہنے لگا ہمارے پنجرے میں شکار آجائے اور پھر وہ ایسے ہی واپس چلا جائے وہ یزید امیر کے آگے سرخم کریں یا مرنے کے لئے تیار ہو جائیں، عبید اللہ ابن زیاد نے پھر عمرو ابن سعد سپہ سالار فوج یزید کو اس مضمون کا خط لکھا۔

مجھے تمہارا خط ملا اور حالات سے آگاہی ہوئی حسین رضی اللہ عنہ سے یہ کہو کہ وہ خود

Marfat.com

اور اپنے تمام اصحاب سمیت یزید امیر کی بیعت کرلیں پھر ان کے متعلق دیکھیں گے۔ (الحیات الحمی ۲:۱۹۶)

اب یہ خط عمرو بن سعد کو ملا تو وہ خط پڑھتے ہی کہنے لگا مجھے پتہ تھا کہ عبیداللہ ابن زیاد صلح کو پسند نہیں کرے گا اور وہی ہوا، اس خط کو عمرو بن سعد نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ ذکر نہ کیا اس لئے کہ وہ جانتا تھا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ یہ کسی قیمت پر تسلیم نہیں کریں گے کہ وہ یزید لعین کی بیعت کریں۔

یزیدی لشکر جرار کی کل تعداد تیس ہزار

عبیداللہ ابن زیاد بذات خود کوفہ اور کربلا کے درمیان ایک جگہ مقام نخیلہ پر آ گیا اور یہاں اقامت اختیار کی۔ نوے میل کوفہ دارالامارت تک حالات کے پہنچنے میں تاخیر ہوتی ہے۔ وہ دور ہو جائے میں اتنا نزدیک ہو جاؤں کہ تمام کام کی دیکھ بھال بھی ہوتی رہے اور مجھ تک جلدی جلدی خبریں پہنچتی رہیں چونکہ یہ پہلے حر ابن ریاحی کی سربراہی میں ایک ہزار کا لشکر بھیج چکا تھا اور پھر اس کے بعد چار ہزار کا لشکر عمرو بن سعد کے ہمراہ روانہ کر چکا تھا اور پھر برابر لشکر کے لشکر بھیجتا رہا، جس کی تفصیل اس طرح ہے۔ شمر ذی الجوشن چار ہزار، کعب بن طلحہ تین ہزار، شیث بن ربعی ایک ہزار، حصین بن نمیر چار ہزار، نصر بن حرثہ تین ہزار، حجار بن اجبر ایک ہزار، مفاریر بن وصنہ مازنی تین ہزار، یزید بن رکاب کلبی دو ہزار، یہ کل تعداد پچیس ہزار ہوتی ہے۔ لیکن اگر تحقیق کی روشنی میں ان کی کل تعداد دیکھی جائے تو وہ اعلیٰ ثبوت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے آپ سے پوچھا گیا کہ حضور کتنی فوج اشقیا یزیدی لشکر کی تعداد تھی تو آپ نے فرمایا میں نے جو اس وقت سنا اور جو میری آنکھوں نے دیکھا وہ تعداد تیس ہزار کے

Marfat.com

لگ بھگ تھی۔ (الحیات الحقی ۲:۱:۲۰۱)

الحاصل کلام سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ ابن حسین رضی اللہ عنہ یہ ہے کہ ابن زیاد نے اس قدر لشکر پر لشکر روانہ کیے کہ ان کی تعداد تیس ہزار ہوگئی اور اس کے باوجود عبیداللہ نے عمرو بن سعد کو لکھا کہ دیکھو میں نے فوجیں بمعہ سواریوں اور تیروں برچھوں اور تلواروں (اسلحہ جنگ سے لبریز) تمہیں دے دی ہیں اور صبح و شام مجھے تمہارے کام کی خبر ملتی رہنی چاہیے، اب تمہیں کسی قسم کے عذر کی گنجائش نہیں رہی (یعنی بہانہ جنگ نہ کرنے کا) اور یہ فوجیں جن کی تعداد تیس ہزار تھی چھ یوم تک پہنچ چکی تھیں معلوم ہوا کہ یزیدی فوج کی کل تعداد تیس ہزار تھی اور یہ تمام لشکر جرار صرف اور صرف ایک میدان کربلا میں اس لیے اکٹھا کیا گیا تاکہ نواسہ سید الابرار لخت جگر بنت نبی الاطہار اور جگر گوشہ حیدر کرار اور ان کے خاندان کے رفقاء احباب واصحاب کو قتل کردیا جائے اور کربلا کی زمین ان کے خون سے رنگین ہو جائے، پھر حیرت ہے کہ اتنا لشکر جرار صرف ۱۴۵ نفوس عالیہ کے لیے جمع کیا گیا، کہاں تیس ہزار اور کہاں ایک سو پینتالیس۔

سپاہ حسینی کی کل تعداد ایک سو پینتالیس تھی

مناسب سمجھتا ہوں کہ یہاں پر یہ بات واضح کردی جائے کہ جہاں تک لشکر یزید اور سپاہ حسینی کا تعلق ہے اس میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے بعض نے یزیدی فوج کی تعداد بیس ہزار اور بعض نے پچاس ہزار اور بعض نے پینتیس ہزار اور بعض نے بائیس ہزار اور بعض نے تو اسی ہزار اور بعض نے اٹھارہ ہزار لکھی ہے یہ تمام اقوال افراط و تفریط سے خالی نہیں ہیں اور ایک دوسرے سے بڑھتے یا کم ہوتے گئے لیکن میں نے

Marfat.com

جو اصل تحقیق کی اس کے مطابق تیس ہزار تک یزیدی لشکر کی تعداد تھی رہا سپاہ حسینی کی تعداد تو اس میں بھی شدید اختلاف موجود ہے بعض نے ان کی تعداد بہتر لکھی ہے بعض نے بیاسی بعض نے ستتر بعض نے تہتر بعض نے ایک سو چالیس بعض نے ایک ہزار یعنی یہ بھی ایک دوسرے سے کچھ کم اور کچھ بڑھ کر لکھی گئی ہیں لیکن مستند کتابوں میں بالتحقیق سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے صحیح تعداد کا پتہ چلتا ہے کہ سپاہ حسینی کی تعداد کتنی تھی تو آپ نے فرمایا کہ کل تعداد کہ تمام رفقاء واحباب واہل بیت سمیت کی تعداد کل ایک سو پینتالیس تھی یہ تھے جملہ سپاہ حسینی کے نفوس عالیہ کی تعداد جو مستند کتابوں میں موجود ہے۔(الحیوت الکمی ۲: ۲۰۴)

ساتویں محرم ساقیٔ کوثر کی آل پر بندش آب

وہ بات جو ۲ محرم سے ۶ محرم کو اس تکمیل پر آ پہنچی کہ دریائے فرات کا پانی جس کو پانچ یوم تک تو پہلے ہی بڑی دشواری کے ساتھ اس آب وگیاہ چٹیل میدان میں دریائے فرات سے خاندان نبوت کو پانی استعمال کرنے یا پینے کے لئے بندش کو عملی شکل دی جارہی ہے یزیدی فوج کے سربراہ نے عمرو بن سعد نے زبیدی کو سینکڑوں کی تعداد میں فوجی دستہ دیا کہ تم دریائے فرات پر سب کو متعین کر دو اور اتنی دیر تک پہرہ لگاؤ کہ سپاہ حسینی میں سے کوئی بھی کسی حصہ سے بھی پانی نہ لے سکے ایک قطرہ پانی ان تک نہ پہنچنے پائے۔

اِمْنَعُهُ مِنَ الْمَاءِ فَلَا يَذُوقُوا مِنْهُ قَطْرَةً. (الحیات الکمی ۲:۲۰۵،۲۰۶)

اب اس بندش آب کے بعد قافلہ حسینی اور ان کے رفقاء و احباب اور

Marfat.com

بالخصوص خواتین مقدسہ اور بچوں پر کیا گزر رہی ہوگی جب زمین آگ اگل رہی ہو اور آسمان تپش دے رہا ہو اور کوئی ٹکڑا سایہ کے لئے نظر نہ آرہا ہو ایسے چٹیل ریگستانی تپتے ہوئے میدان میں جب پانی تک بند کر دیا جائے تو اس کا اندازہ لگانا مشکل ہوگا کہ آل خاندان نبوت کا کیا حال ہوگا بوجہ شدت پیاس العطش، العطش کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں اور ساقی کوثر کے خاندان کے دلارے آج قطرہ آب کو ترس رہے ہیں۔

حصول آب کے لئے بریدبن خضیر ہمدانی کی کوشش کارگر نہ ہوسکی

جب پیاس کی شدت بڑھ گئی تو سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے رفقاء واحباب میں سے ایک شخص بریدبن خضیر ہمدانی نے سیدنا امام عالی مقام سے اجازت طلب کی کہ اس بندش آب اور خاندان نبوت کی العطش کی صداؤں کے پیش نظر مجھے یزیدی فوج کے سربراہ عمرو بن سعد سے بات کرنے دیں چنانچہ بریدبن خضیر ہمدانی نے سیدنا امام عالی مقام سے اجازت لے کر عمرو بن سعد کے پاس گئے تو اس سے کوئی سلام وغیرہ نہ کیا۔ اس نے کہا اے ہمدانی کیا میں مسلمان نہیں ہوں جو تم نے مجھے سلام بھی نہیں کیا ہمدانی نے کہا انت مُسلِمًا اَفجِئتَ اِلٰی عِترَۃِ رَسُوْلَ اللّٰہِ تُرِید قتلَھُم کیا تم مسلمان ہو جو کہ رسول ﷺ کی عترت کے قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہو عمرو بن سعد نے اس بات کا جواب کچھ نہ دیا پھر ہمدانی نے کہا۔

دریائے فرات کا پانی خوش طیور پی رہے ہیں لیکن حسین ابن علی رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی اور خواتین اور اہل بیت اور بچے پانی نہ ملنے پر دم توڑ رہے ہیں۔

اس کے جواب میں عمرو بن سعد نے کہا۔

اے ہمدانی میں خوب جانتا ہوں کروں کیا مجھے عبیداللہ ابن زیاد نے اس

Marfat.com

کام پر مامور کیا ہے ہمدانی کو یقین ہو گیا کہ ان پر قطعاً کچھ اثر نہیں، مایوس ہو کر بارگاہ امام میں واپس آ گئے۔

نویں محرم اور ایک رات کی مہلت

نویں محرم کے عصر کے وقت عمرو بن سعد نے اپنی فوجوں کو پیش قدمی کا حکم دیا اور ظالم کثرت سپاہ اور مادی قوت و طاقت کے نشہ میں سرشار ہتھیاروں کو جھنکارتے اور گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے آگے بڑھے، رفقاء و احباب نے امام عالی مقام سے عرض کیا حضور یہ حملہ کے ارادے سے آ رہے ہیں حضرت امام عالی مقام نے فرمایا ان سے جا کر پوچھو کہ تم کیا چاہتے ہو چنانچہ بیس سوار ان کی طرف بڑھے اور جا کر ان سے کہا ظالموں کیا چاہتے ہو، کہنے لگے ہمیں والی کوفہ کا حکم نامہ آیا ہے کہ یا تو یزید کی بیعت کر لو ورنہ فیصلہ کن جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ جب یہ پیغام عالی مقام کو دیا گیا تو آپ نے فرمایا ان کو کہو کہ ہم یہ تو نہیں کر سکتے لیکن ہاں اپنی جانیں راہ حق میں دینے کے لئے تیار بیٹھے ہیں لیکن آج رات ٹھہر جاؤ ہمیں صرف ایک رات کی مہلت دے دو پھر تمہارا جس طرح جی چاہے کر لینا عمرو بن سعد نے جواب میں یہ کہلا بھیجا ٹھیک ہے اگر آپ کل تک بھی بیعت یزید کو قبول کر لیں گے تو ہم کچھ نہیں کہیں گے ورنہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔

شب عاشورہ کے دلدوز واقعات

آل رسول ﷺ کے لئے یہ شب عاشورہ کی رات تمام راتوں سے سخت رات تھی، تمام ظاہری اسباب منقطع ہو چکے تھے اور سبھی کو اپنی اپنی شہادت کا مکمل یقین

Marfat.com

ہو چکا تھا کل کو آنے والے دن کا نقشہ ان کی آنکھوں کے سامنے منڈلا رہا تھا کہ کل شام کیسی قیامت خیز اور خونی منظر کی ہوگی اور ہر ایک کو ایک دوسرے کی محبت میں یہ جدائی و صدمہ ان کے دلوں کو چھلنی کر رہا تھا، یہ اضطراب ایک فطری تقاضا بھی تھا اس صورت کے مطابق سیدنا امام عالی مقام نے شب عاشورہ کی نماز عشاء ادا فرما کر ایک خطبہ فرمایا۔

خلاصہ خطبہ یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی بہترین حمد و ثناء اور وہ حمد و ثناء جو ہر حال میں خواہ غمی اور خواہ خوشی میں ہو اس کی تعریف کرتا ہوں اور میں یہی کہتا ہوں اے میرے اللہ تیرا شکر اور احسان ہے جس نے ہم کو آل نبی بنایا اور قرآن سکھایا اور دین حق کی سمجھ عطا فرمائی اور اس بصیرت حق پر قائم رکھا ہم اس کے شکر گزاروں میں سے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ میرے ساتھی نہایت وفادار اور اچھے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو اس کا بہتر صلہ عطا فرمائے، میرا خیال ہے کہ ان سے ہماری جنگ ضرور ہوگی میں تم سے کہہ دینا چاہتا ہوں کہ رات کی تاریکی ہے جس کا دل چاہے وہ بخوشی جا سکتا ہے اور اگر کسی کا ہاتھ پکڑ کر بھی ساتھ لے جانا چاہتا ہے تو اسے بھی لے جائے کسی کو کوئی مجبوری نہیں ہے۔ کیونکہ ان لوگوں کو میری ضرورت ہے جب تک مجھے شہید نہیں کر لیں گے سانس نہ لیں گے۔ (الحیات الخفی ۲:۲۱۱)

اس خطبہ جلیلہ کے بعد خاندان اہل بیت اور رفقاء و احباب نے ایک زبان ہو کر حضرت امام عالی مقام کو فرمایا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ خدا کی قسم ہم ایسا کبھی نہیں کر سکتے ہماری جانیں، مال اہل و عیال سب آپ پر قربان ہم آپ کے ساتھ مل کر ان لوگوں سے جنگ کریں گے

Marfat.com

اس زندگی کا برا حال ہو جو آپ کے بعد ہو اور آپ کو اس حال میں چھوڑیں، ہم اپنے عملی کردار سے ثابت کریں گے کہ اللہ اور رسول پر غیب میں کیسا حق ادا کرتے ہیں، خدا کی قسم ہم کو معلوم ہو کہ ہم ختم کئے جائیں پھر زندہ کئے جائیں پھر زندہ جلا کر راکھ کئے جائیں پھر ستر بار ہماری راکھ اڑا دی جائے اور پھر ایسا ہی کیا جائے تب بھی آپ کو نہیں چھوڑ سکتے اور آپ کے ساتھ رہیں گے ہم کو یقین ہے کہ ایک بار قتل ہوں گے پھر اسی پر ابدی عزت وحیات پائیں گے جو کبھی ختم ہونے والی نہیں ہے۔ (الحیات الخفی ۲:۲۱۴)

سیدنا امام عالی مقام کو یہ یقین ہو گیا کہ تائید حق میں یہ ساتھی میرے ساتھ دلی طور پر ہیں اور اپنی عزیز جانیں راہ حق میں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں اور یہ میرے ساتھ اس طرح مانوس ہیں جیسا کہ ماں کے ساتھ بچہ۔

جانثاران حق اور جنت کے محل

جب سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے تمام رفقاء واحباب کو آزما لیا تو پھر ان کو فرمایا میں تم کو اب بشارت دیتا ہوں کہ سوائے محرمات رسول کے تم سب کل شہید کر دیئے جاؤ گے اور تمہارے بعد بالآخر میں بھی شہید ہو جاؤں گا۔ تم میں کوئی زندہ نہ بچ سکے گا اور سب شہید کئے جاؤ گے، سب نے عرض کیا: اللہ کا شکر ہے جس نے آپ کے ساتھ ہم کو جان قربان کر دینے کا شرف عطا فرمایا ہے۔ (الحیات الخفی ۲:۲۱۴)

سیدنا امام عالی مقام نے فرمایا:

آسمان کی طرف سر کو اٹھاؤ اور آنکھوں سے دیکھو اور اپنے اپنے جنتی محل دیکھ لو پھر ایک ایک کا نام اور محل کی طرف اشارہ کر کے فرماتے یہ اس کا ہے یہ اس کا ہے۔

Marfat.com

(الحیات الخفی ۲: ۲۱۴)

جب سب کی نگاہوں سے حجاب اٹھے تو انہوں نے اپنی آنکھوں سے جنت میں اپنے اپنے مقامات کا نظارہ کیا تو وہ خوش ہوئے یہی وجہ تھی کہ تائید حق کے ان جانثاروں نے تیروں تلواروں اور نیزوں کے حملوں کو اپنے سینوں اور بدنوں سے روکا تا کہ اس مقام حقیقی وابدی کو جلد از جلد پہنچ سکیں۔

کربلا میں سیدزادیوں سے سید کا خطاب

اس کے بعد سیدنا امام عالی مقام خیمے کے اندر خواتین محرمات مقدسہ کے پاس تشریف لائے ایک طرف سیدنا امام زین العابدین سخت بیمار پڑے ہیں اور دوسری طرف سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اور ان کے ساتھ دیگر خواتین مقدسہ اور لخت جگر سیدہ سکینہ بیٹھی ہوئی ہیں اور دیکھ رہی ہیں کہ کل کیا ہوگا اور کون ہوگا، اس حال میں حضرت امام عالی مقام نے آکر فرمایا اے خاندان اہل بیت کی سیدزادیوں اور سالار قافلہ سید زادیاں صبر وضبط کرو، یقین رکھو سب اہل زمین مرجائیں گے اور اہل آسمان بھی زندہ نہ رہیں گے، ہر چیز فنا ہو جائے گی سوائے اس اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کے جس نے اپنی قدرت کاملہ سے تمام مخلوق کو پیدا فرمایا اور پھر سب کو اپنی قدرت سے زندہ اٹھائے گا، اور وہ اپنی ذات وصفات میں یگانہ ہے میرے نانا جان جو سب سے بہتر میرے ابا جان جو مجھ سے بہتر میرے بھائی جان جو مجھ سے بہتر ہیں وہ سب اس دار فانی سے رخصت ہو گئے اور دار بقاء چلے گئے تو میں کیونکر یہاں رہ سکتا ہوں پس ہر مسلمان کے لئے رسول اللہ ﷺ کا نمونہ ہے۔(الحیات الخفی ۲: ۲۱۶)

Marfat.com

اے میری بہن زینب تم کو بالخصوص تاکید کرتا ہوں کہ صبر کا دامن تھامے رکھنا اگر سالار قافلہ کا یہ حال ہوگا تو میرے چھوٹے بچوں اور بیویوں کی نگہبانی کون کرے گا پھر آپ نے اس کے علاوہ اور وصیتیں فرمائیں اور فرمایا آج تم اللہ تعالیٰ کی خوب عبادت کرو۔

زمین جگمگا اٹھی جب دل سے کیں عبادتیں

شب عاشورہ کو واعظ و نصیحت کے بعد حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ اور آپ کے رفقاء و احباب نے ساری رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزاری۔

پس تمام رات نماز نفل اور استغفار اور دعا و پکار اور گریہ میں اللہ کے حضور گزار دی اور یہی حال آپ کے رفقاء و احباب کا تھا خیام حسینی سے تسبیح و تہلیل کی یوں گنگناہٹ سنائی دیتی تھی جیسے فرشتے تسبیح و تہلیل میں مصروف ہوں، کوئی رکوع میں ہے کوئی سجود میں اور کوئی حضور رب العرش العظیم میں ہے۔

(الحیات الطیبہ ۲:۲۱۶)

الغرض قافلہ حسینی نے ریگستان کے تپتے ہوئے میدان میں ساری رات عبادت خداوندی سے وہ سماں پیدا فرما دیا کہ کربلا کی زمین ذکر خدا سے جگمگا اٹھی۔

اسلام کے دامن میں بس اس کے سوا کیا ہے
اک ضرب یداللہی اک سجدہ شبیری

Marfat.com

روز عاشورا اور کربلا

سپاہ حسینی اور لشکر اشقیاء

دسویں محرم یوم عاشورہ جمعہ کا مبارک دن آیا حضرت سیدنا امام عالی مقام نے اپنے تمام رفقاء واحباب اور آل نبوت کے ساتھ فجر کے وقت اپنی عمر کی آخری فجر کی نماز باجماعت نہایت ذوق وشوق تضرع وخشوع کے ساتھ ادا فرمائی جس میں قرآن پاک کی آخری تلاوت فرمائی، بعد فراغت خیمہ کے اندر تشریف لائے۔

دسویں محرم کا سورج طلوع ہو گیا لیکن امام عالی مقام اور اہل بیت نبوت اور رفقاء واحباب تین دن کے بھوکے پیاسے ہیں ایک قطرہ آب میسر نہیں اور ایک لقمہ حلق سے نہیں اترا بھوک اور پیاس سے جس قدر ضعف وناتوانی کا غلبہ ہو جاتا ہے اس کا وہی اندازہ کر سکتے ہیں جنہیں کبھی دو تین وقت کے فاقہ کی نوبت آئی ہو پھر بے وطنی، تیز دھوپ، گرم ریت، گرم ہوائیں، انہوں نے ناز پروردگان آغوش رسالت کو کیسا پژمردہ کر دیا ہوگا ان پر جور وجفا کے پہاڑ توڑنے کے لئے تیس ہزار کا لشکر جرار تیر وتبر تیغ وسناں سے مسلح صفیں باندھے موجود ہے جنگ کا نقارہ بجادیا گیا اور مصطفی ﷺ کے فرزند اور فاطمہ زہرا کے جگر بند کو مہمان بنا کر بلانے والی قوم نے جانوں پر کھیلنے کی دعوت دے دی اور یہ دین اسلام کی حمایت اور حق کی تائید اور جذبہ شہادت سے سرشار اور قوت ایمانی سے مثل سیسہ پلائی ہوئی دیوار کے اہل باطل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سکون ووقار کے ساتھ اذن جہاد کے منتظر ہیں۔

عمرو ابن سعد نے اشقیاء کو حکم دیا کہ میمنہ پر عمرو بن حجاج زبیدی، میسرہ پر شمر

Marfat.com

ذی الجوشن، سواری پر عزرہ بن قیس احمسی اور پیادوں پر شبیث بن ربعی کو افسر مقرر کر دیا اور جھنڈا اپنے غلام کے ہاتھ میں دے دیا۔ (الحیات الخفی ۲: ۲۲۰)

ادھر سیدنا امام عالی مقام نے اپنے مختصر ایک سو پینتالیس افراد مقدسہ کو اس طرح مرتب فرمایا میمنہ پر زہیر بن قیس، میسرہ پر حبیب ابن مظاہر اور جھنڈا سیدنا عباس ابن علی المرتضیٰ کے ہاتھ اور ان کو اعلیٰ افسر مقرر فرما دیا، گویا کہ میدان کربلا کے کارزار میں یزیدی فوج اشقیاء کے تیس ہزار اور سپاہ حسینی کے ایک سو پینتالیس نفوس عالیہ،

والله اعلم وعلمه اتم واکمل

(الحیات الخفی ۲: ۲۲۰)

جنگ میں تاخیر کی وجہ

دونوں طرف سے صف بندی ہو جانے کے بعد کافی دیر تک جنگ شروع نہیں ہوئی جس کی وجہ یہ معلوم ہو رہی ہے کہ ہر فریق ابتداء جنگ دوسرے پر ڈالنا چاہتا ہے،

قوم اشقیاء کی خواہش یہ تھی کہ کسی نہ کسی طریقے سے اس جنگ کی پہل کم از کم سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہو جائے اور سیدنا امام عالی مقام یہ چاہتے تھے کہ جب ہر معاملہ میں ظلم و جفا کی پہل ان کی طرف سے ہوئی ہے اب اس جارحانہ ظالمانہ جنگ کی ابتداء بھی انہی کی طرف سے ہونی چاہئے آپ کی تو وقت آخر تک یہی کوشش رہی کہ یہاں تک نوبت نہ آنے پائے لیکن انہوں نے آپ کی کسی مصلحانہ راہ راستی بات کو تسلیم نہ کیا گیا۔

Marfat.com

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا کربلا میں بہ وقت صف بندی

خطبۂ دلپذیر

اس سلسلہ کی ایک آخری کڑی اور آخری خطبہ سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کا کربلا میں یہ ہے کہ جو آپ نے فریقین کی جنگی صف بندی کے موقعہ پر اتمام حجت کی خاطر اپنے دستِ مبارک میں قرآن پاک لیا اور سر انور پر عمامہ باندھا اور عربی جبہ اقدس پہنا اور گھوڑے پر سوار ہو کر ایک فصیح و بلیغ خطبہ دیا۔

اے لوگو! میری بات سنو اور جلدی نہ مچاؤ میں چاہتا ہوں کہ میرا جو حق تمہیں وعظ و نصیحت کرنے کا ہے وہ پورا کر دوں اور اپنے یہاں پہنچنے کی وجہ بیان کروں پس اگر تم نے میری بات کو تسلیم کر لیا تو تم نیک ہو جاؤ گے اور تم کو لڑنے جھگڑنے کا موقعہ نہ مل سکے گا اور اگر میری بات نہ سنو گے اور انصاف سے کام نہ لو گے پھر تم اپنی طاقت اکٹھی کر لو اور مجھے ہرگز مہلت نہ دو میرا مددگار وہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے قرآن نازل کیا اور وہی اپنے نیک بندوں کا مددگار ہے۔ (الحیات الحی ۲:۲۲۱۔۲۲۲)

اس کے بعد یہ فرمایا۔

اے لوگو! میرے حسب و نسب پر غور کرو اور دیکھو تو سہی میں کون ہوں، پھر اپنے آپ پر ملامت کرو اور غور کرو کہ آیا تمہارے لئے میرا قتل کرنا اور میری ہتک کرنا روا ہے؟ کیا میں تمہارے نبی کا بیٹا نہیں ہوں اور کیا میرے اور میرے بھائی حسن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں فرمایا کہ یہ میرے دو بیٹے جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ کیا یہ بات بھی بے گناہ میرا خون بہانے میں مانع نہ ہوگی۔

Marfat.com

سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کا یہ تاریخی خطبہ جو میدان کربلا میں دیا گیا۔ اس کی مثال نہیں ملتی آپ کے اس خطبہ کے متعلق گومختلف طریقوں سے بیان کیا گیا ہے لیکن یہاں پر وہی خطبہ جلیلہ درج کیا گیا ہے جو حضرت امام نے فرمایا: روایت میں بھی یہ آتا ہے کہ مزید آپ نے آخر میں ان کو یہ بھی فرمایا تھا کہ خون ناحق حرام اور غضب الٰہی کا موجب ہے، میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ تم اس گناہ میں مبتلا نہ ہو میں نے کسی کو قتل نہیں کیا میں نے کسی کا گھر نہیں جلایا ہے کسی پر حملہ آور نہیں ہوا، اگر تم اپنے شہر میں میرا آنا ناپسند کرتے تھے تو میں نے تمہارے شہر جانا چھوڑ دیا کوفہ کی بجائے راہ شام کو چل پڑا جب میں اس راستہ پر ہولیا تو تم نے خود ہی مجھے اس بے آب وگیاہ میدان میں گھیر لیا پھر بھی میں نے کئی روز کوشش کی کہ مجھے واپس جانے دو لیکن تم نے ایسا بھی نہ کرنے دیا اور اب بھی میں تم کو واضح کر رہا ہوں کہ تم سے کسی چیز کا طلبگار نہیں تمہارے درپے آزار نہیں تم کیوں میری جان کے قتل کے درپے ہو، تم نے کیوں میرے بچوں اور رفقاء کے لئے پانی بند کیا اور کیوں میرے مقابل ہزاروں تیر وتلوار لے کر جمع ہوئے ہو، تم بتاؤ میرے خون سے قیامت کے روز تک اور قیامت کے دن کیسے بری ہوسکو گے، روز محشر تمہارے پاس میرے خون کا کیا جواب ہوگا اپنا انجام سوچو اور اپنی عاقبت پر نظر ڈالو پھر یہ بھی سمجھو کہ میں بارگاہ رسالت میں کس رؤف ورحیم کا منظور نظر ہوں، میرے والد معظم کون ہیں میری والدہ معظمہ کس کی لخت جگر ہیں، میں کس کا نور دیدہ ہوں جن کے پل صراط پر گزرتے وقت عرش سے ندا آئے گی، اے اہل محشر اپنے چہرے جھکا لو اور آنکھیں بند کر لو حضرت خاتون جنت پل صراط سے ستر ہزار حوروں کو رکاب سعادت میں لے کر گزرنے والی ہیں، میں وہی ہوں جس کی محبت

Marfat.com

کی سرور عالم ﷺ نے اپنی محبت فرمایا میرے فضائل ومحاسن تمہیں خوب معلوم ہیں۔ (الحیات الحقی ۲: ۲۲۳)

سپاہ حسینی میں حربن یزید الریاحی

اس خطبہ پر اثر کا حرابن یزید الریاحی کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ اس نے چاہا کہ اب کسی طریقہ سے فوج یزید کو چھوڑ کر سپاہ حسینی سے جاملوں حر کو یقین ہو گیا کہ فوج یزیدی پر نواسہ رسول کے عظیم دردناک خطبہ کا کوئی اثر نہیں ہوااور نہ ہی ان دنیا پرستوں نے کوئی امن ومصلحانہ بات کو تسلیم کیا سوائے اس کے جنگ وقتال یا بیعت یزید۔ اب حر نے یزیدی لشکر سے نکلنے سے پہلے عمرو بن سعد کو جا کر کہا کیا تم واقعی اس شخصیت (یعنی امام حسین رضی اللہ عنہ) کو قتل کرو گے۔ جنہوں نے یہ خطبہ فرمایا ہے عمرو بن سعد نے کہا ہاں ایسی جنگ کریں گے کہ تیروں کی بارش ہو گی ان کے ہاتھ کٹ کر زمین پر گریں گے اور نتیجہ خیز ہو گی۔ حر نے کہا کیا جو تجویز امن پسندی کی انہوں نے یعنی (حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ) نے پیش کی ہے کیا تم کو وہ پسند نہیں۔ عمرو بن سعد کہنے لگا، یہ تو درست لیکن میں مجبور ہوں کیونکہ والی کوفہ پہلے ہی ایسی باتوں سے انکار کر چکا ہے حر واپس آ گیا اب حر اپنے پختہ عزم کے مطابق کوشاں ہیں کہ کس طریقہ سے ان سے چھٹکارا کروں اور سپاہ حسینی میں شامل ہو سکوں حر نے آہستہ آہستہ اپنے گھوڑے کو خیام حسینی کی طرف کرنا شروع کر دیا۔ یزیدی فوج سے ایک شخص نے کہا کیا حسینی قافلہ پر حملہ آور ہو رہے ہو حر نے جواب نہ دیا۔ جب کافی دور نکل گئے تو پھر ایک یزیدی کو حالت مشکوک نظر آئی تو کہنے لگا حر کیا بات ہے تم اتنے بہادر اور جنگجو اور فوج یزید کے افسر اعلیٰ ہو آج تمہاری حالت کچھ افسردہ نظر آ رہی ہے حر نے کہا ہاں میں پریشان

Marfat.com

ہوں۔

خدا کی قسم میں اپنے آپ کو جنت وجہنم کے درمیان پا رہا ہوں خدا کی قسم میں جنت پر کسی چیز کو مقدم نہیں سمجھتا چاہے میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں یا میں جلا دیا جاؤں۔

یہ کہنا تھا کہ حر نے گھوڑے کو ایڑی لگائی اور دوڑاتے ہوئے سپاہ حسینی میں آملے اور فوراً سیدنا امام عالی مقام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا حضور اے ابن رسول اللہ ﷺ میں وہی حر ہوں جو پہلے روز سرات کے مقام پر آپ کو ملا تھا اور دوبار آپ کو روکا تھا اس جگہ اب میں بارگاہ خداوندی میں توبہ کرتا ہوں۔ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے سیدنا امام عالی مقام نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول فرمائے گا پھر حر نے کہا اے میرے اللہ میں تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں میری توبہ قبول فرما کیونکہ میں نے تیرے اولیا اور تیرے نبی کی اولاد کے دلوں کو خوف زدہ کیا۔ سیدنا امام عالی مقامؓ نے فرمایا جو دل میں چاہے کرو اللہ تم پر رحم فرمائے گا۔

یاد رہے کہ بعض مجموعوں اور بعض تقریروں میں متذکرہ واقعہ کو بڑا رنگ چڑھا کر بیان کیا جاتا ہے ناک رگڑی، ماتھا رگڑا، پاؤں پڑا، سر نہ اٹھایا وغیرہ وغیرہ۔ امام عالی مقام نے بار بار کہا تو کون ہے تو کون ہے دیکھا تو وہ حر تھا یہ سب من گھڑت ہے اصل تحقیق کے ساتھ صحیح واقعہ تھا وہ بیان کر دیا گیا ہے۔

قوم اشقیاء سے حر ابن یزید الریاحی کا خطاب

حر ابن یزید ریاحی نے پھر سیدنا امام عالی مقام سے عرض کیا حضور اب مجھے اجازت دیں تاکہ میں اب قوم اشقیاء سے بطور اتمام حجت راہ راست پر آنے کی

Marfat.com

دعوت دوں۔ آپ نے فرمایا کہ تم جو چاہو مجھے منظور ہے بات کرلو لیکن مجھے ان پر کچھ اعتبار نہیں رہا ہو سکتا ہے کہ ان پر تمہارے راہ راست پر آنے کا کچھ اثر پڑ جائے یہ بھی آزمائش کرلو۔ حر بن یزید ریاحی نے اجازت لے کر گھوڑے پر سوار ہو کر قوم اشقیاء کے سامنے آئے تو آپ نے ان کو جو تقریر کی اس کا کلام یہ ہے۔

اے کوفہ والو! تمہاری مائیں تمہارے ماتم میں بیٹھیں تم نے اس عبد صالح کو بلایا جب وہ آئے تو تم نے ان کو دشمنوں کے حوالے کر دیا اور حالانکہ تم کہتے تھے کہ ہم جانیں قربان کر دیں گے مگر تم نے اس کا بالکل الٹ کر دیا کہ ان کے خلاف لشکر جمع کر دیا اور تم ان کے لیئے قافلہ حیات (زندگی) تنگ کر دیا اور ان کو چاروں طرف گھیر لیا اور تم نے خدا کے شہروں میں جانے سے روک دیا وہ شہر جو چاروں طرف کھلے ہیں اب وہ تمہارے ہاتھوں قیدی کی طرح ہیں اور ان کو بالکل بے بس کر دیا ہے پھر تم نے ان کے اہل حرم (خواتین مقدسہ) بچوں اور ان کے ساتھیوں سمیت سب پر آب فرات بند کر دیا ہے جسے یہودی، نصرانی مجوسی سب پی رہے ہیں اور عراق کے کتے اس میں لوٹ پوٹ ہو رہے ہیں یعنی نہا رہے ہیں) اور یہ حضرت شدت پیاس سے جاں بلب ہو رہے ہیں تم نے محمد ﷺ کے بعد ان کی اولاد کے ساتھ بہت برا سلوک کیا ہے؟ اللہ تمہیں بھی شدت پیاس کے دن سیراب نہ کرے۔ (الحیات النقی ۲: ۲۲۷، ۲۲۶)

یہ زبردست تقریر جو حق پر مبنی تھی اس نے یزیدیوں میں کھلبلی مچادی۔

لشکر اشقیاء سے آغاز جنگ اور تیروں کی بارش

حرا بن یزید ریاحی بھی آخری الفاظ ہی ادا فرما رہے تھے کہ یزیدی فوج اشقیاء نے اثر لینے کی بجائے جواب میں تیر چلانے شروع کر دیئے یہ حالت دیکھ کر حر

Marfat.com

نے اپنا بیان ختم کر دیا اور واپس سیدنا امام عالی مقام کے پاس حاضر ہو گئے ابھی جنگ کا سلسلہ شروع نہ ہوا عاشورہ کے دن کا فی حصہ گزر چکا تھا اور دھوپ اپنی پوری شدت پر آ چکی تھی گرمی کی حرارت اپنی اس تیزی پر تھی کہ کربلا کا ریگستانی میدان اوپر سے اور نیچے سے آگ اگل رہا تھا۔ یزیدی فوج اشقیاء کا سربراہ عمرو ابن سعد بھی بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر تاخیر کر رہا تھا ورنہ وہ تو جلدی اس کام کو ٹھکانے لگانے پر تلا ہوا تھا اب حر کی تقریر نے میدان کارزار کا نقشہ بدل کر رکھ دیا اب عمرو ابن سعد نے مزید تاخیر کرنا خلاف مصلحت سمجھتے ہوئے اس طرح جنگ کا آغاز کیا کہ اپنے ایک خاص غلام درید جو کہ لشکر جرار کا علم لئے ہوئے تھے اسے حکم دیا اے درید علم میرے پاس لاؤ وہ علم قریب لے کر آیا پھر عمرو ابن سعد نے اپنا تیر کمان پر چڑھایا اور زور سے سپاہ حسینی کی طرف مارا۔ اور اس کے ساتھ یزیدی فوج سے کہا گواہ ہو جاؤ سب سے پہلے تیر جس نے مارا وہ میں ہوں۔ عمرو ابن سعد سپہ سالار فوج یزید کا تیر چلانا تھا کہ یکا یک فوج اشقیاء سے سپاہ حسینی پر ہزاروں تیروں کی بارش ہونے لگی اَقْبَلَتِ السّھام مِنَ الْقَوْمِ کَاَنَّھَا المطر۔

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ موت کے استقبال کے لئے کھڑے ہو جاؤ جس میں کچھ حرج نہیں یہ تیر درحقیقت اس قوم کے قاصد جانو۔ تیروں کی اس بارش سے سپاہ حسینی میں کوئی کھلبلی نہ ہوئی بلکہ سیدنا امام عالی مقام کے حکم جہاد پر سب اپنی جانوں کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے [illegible] نے تیروں کا جواب تیروں سے دیا یکبارگی فوج اشقیاء پر حملہ کر دیا۔ تقریبا ایک گھنٹہ تک یہ حالت رہی کہ

Marfat.com

تیر پر تیر چلتے رہے۔ یہ جنگ مغلوبہ کہلاتی ہے اور حملہ اولیٰ تھا۔ جب غبار جنگ چھٹا تو معلوم ہوا کہ سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے پچاس نفوس مقدسہ جام شہادت نوش فرما چکے ہیں۔

جب فوج اشقیاء نے تیر بارانی کی تو رفقاء حسینی کی تعداد کم ہو گئی اور پچاس احباب حسینی شہید ہو گئے۔

سیدنا امام عالی مقام کے سپاہ کی تعداد تو پہلے ہی بہت تھوڑی تھی لیکن اب اس حملہ اولیٰ قبل از نماز ظہر دوپہر کے وقت ہزاروں تیروں کی اندھادھند بارش میں پچاس افراد شہادت پا جانے سے کافی خاصی مزید سپاہ حسینی میں کمی آ گئی۔

اب اس حملہ اولیٰ کے بعد جب غبار جنگ چھٹا تو دیکھا گیا کہ کون سے اصحاب حسینی شہید ہوئے۔ (الحیات الطفی ۲:۲۲۷،۲۲۶،۲۲۵)

واقعہ کربلا میں خاندان ہاشم کی قربانیاں

اس واقعہ کربلا میں یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ جب تک تیروں اور تلواروں کی بارش ہوتی رہی اور کئی بار جنگ مغلوبہ بھی ہوئی، کسی کتاب معتبرہ اور کسی تاریخ سے یہ ثابت نہیں ہو سکا کہ سرکار سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے تمام رفقاء و احباب کے ہوتے ہوئے خاندان ہاشم کے ایک فرد مقدس کو ذرا سی بھی کوئی تکلیف پہنچی ہو جس سے خاندان ہاشم زخمی یا شہید ہوئے ہوں، ہرگز نہیں اس لئے کہ سپاہ حسینی کے ہر ایک فرد نے پرخلوص ایثار و جذبہ جہاد و شوق شہادت کا وہ ثبوت دیا جس کی نظیر نہیں ملتی، سب کی ہی آرزو تھی کہ ہمارے ہوتے ہوئے اس مقدس خاندان عالیہ کو کوئی گزند نہ پہنچے ہاں

Marfat.com

اب جب کہ تمام رفقاء واحباب درجہ بدرجہ شہادت فرما کر جنت النعیم کو سدھار گئے تو اب سرکار عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کے اعزہ واقارب نے اپنی بے مثال قربانیاں دینا شروع کردیں۔

شہداء ہاشم در کربلا کی تعداد

شہدائے بنی ہاشم کی تعداد میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ ان کی کل تعداد کتنی تھی۔ کتب معتبرہ کے مطالعہ کے بعد جو زیادہ صحیح تعداد معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ سرکار سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت عظمی کے علاوہ باقی خاندان ہاشم کے تعداد کربلا میں اٹھارہ تھی اور آپ کے سمیت کل تعداد بائیس ہوئی۔ جہاں تک اختلاف تعداد کا تعلق ہے وہ بعض نے سولہ بعض نے بائیس اور بعض نے انیس لکھا ہے لیکن عربی وفارسی کی معتبر اور مستند کتابوں میں صحیح تعداد سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سمیت ۱۹ نفوس عالیہ مذکورہ ہے اور اسی پر اکابرین علماء حق کا اتفاق ہے۔ (الحیات الحکمی ۲:۲۹۰)

خاندان ہاشم کے پہلے شہید کی تحقیق

شہداء خاندان ہاشم کی قربانیوں میں اس کے متعلق بھی اختلاف پایا جاتا ہے کہ ان نفوس عالیہ میں اول شہید کون ہوئے، بعض نے کسی شخصیت اور بعض نے کسی شخصیت کا ذکر کیا ہے لیکن یہ بات بھی معتبر و مستند کتابوں سے بالاتفاق ثابت ہوئی ہے کہ خاندان بنی ہاشم کی بے مثال قربانیوں میں اول جو میدان کارزار میں نکلے وہ حضرت علی اکبر ابن سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ تھے لہٰذا یہاں پر اس خاندان مقدسہ کی شہادتوں کے باب میں اول ذکر و حالات حیات اور شہادت شہزادہ علی اکبر کا بیان کیا۔

Marfat.com

جاتا ہے۔(الحیات الخفی ۲:۲۹۰)

حضرت سیدنا شہزادہ علی اکبر رضی اللہ عنہ ابن سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

خصوصیات حسب ونسب

شہزادہ حضرت سیدنا علی اکبر کا نام مبارک علی ہے اور لقب اکبر ہے اور کنیت ابوالحسن ہے والد ماجد حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور والدہ محترمہ لیلیٰ بنت ابی مرہ ابن عروہ بن مسعود ثقفی ہیں دادا جان حضرت مولی علی کرم اللہ وجہہ ہیں جد اعلی سرکار سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جد ماں عروہ بن مسعود ثقفی ہیں یہ وہ شخصیت ہیں جن کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کے چار شخص سرداری کے مستحق ہیں بشر بن بلال، عدی بن حاتم، سراقہ ابن مالک، عروہ بن مسعود ثقفی۔

عروہ بن مسعود ثقفی اس شہزادہ کے جد مادری کی فضیلت عیاں ہے کہ عروہ بن مسعود ثقفی اسلام کے سردار تھے گویا کہ حضرت شہزادہ علی اکبر کو دونوں طرف سے ایک خصوصی نسبت حاصل تھی۔

فضائل ومحامد حضرت شہزادہ علی اکبر رضی اللہ عنہ

شہزادہ عالی وقار شکل وصورت، اخلاق وخصائل اور شمائل میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ جمال وکمال تھے، بالاتفاق اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے کہ اپنی فطری استعداد خصوصیات کے علاوہ نام وکنیت اور شجاعت وشہامت وہیبت وسیادت وجودوسخا وخودداری اور دلیری میں خاندان مقدسہ کے وارث تھے، ایسے عظیم المرتبت

Marfat.com

شہزادے کے کردار کی بلندی، سیرت کی پاکیزگی، اخلاق کی وسعت، عادات کی رفعت، شمائل کی عظمت خصائل کی جلالت اور فضائل کے کامل، غرضیکہ انسان کامل میں کچھ تامل وکلام ہوسکتا ہے ہرگز نہیں۔

لَمْ تَرَعَيْنٌ نَظَرَتْ مِثْلَهُ

مِنْ مختفٍ يَمْشِيْ وَلَا فاعِلِي

یہ شہزادے عالی وقار تشبیہ رسول تھے، اسی لئے اس شہزادہ کو میدان کارزار میں جانے کی جب اجازت ملی تو اس وقت سرکار سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رب العزت میں یہ دعا ان الفاظ سے فرمائی۔

اے میرے اللہ! اب میں اپنے اس بیٹے کو تیرے سپرد کر رہا ہوں جو کہ سیرت وصورت میں تیرے رسول کے مشابہ ہے جب ہم تیرے نبی کے دیدار کو ترستے تھے تو اس کو دیکھ کر یہ پیاس بجھالیتے تھے۔ (الحیات الحمی ۲:۲۹۱)

معلوم ہوا کہ شہزادہ صرف شکل وصورت میں ہی جمال مصطفیٰ ﷺ نہ تھے بلکہ حرکات وسکنات اور خصائل وعادات میں سرتاپا آئینہ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء تھے اور اس حد تک انسانی صفات کمالیہ کے جامع تھے اور ان کی انہی ظاہری وباطنی خصوصیات کا نتیجہ تھا کہ سرکار سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ آپ سے بے پناہ محبت والفت فرماتے تھے، ان کی دلجوئی اور حاجت برآوری کو حاصل حیات سمجھتے تھے، ایک مرتبہ شہزادہ علی اکبر نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے ابا جان سے انگور کھانے کی خواہش کی اس وقت انگوروں کا موسم نہ تھا، حضرت امام عالی مقام نے مسجد کے ستون کی طرف ہاتھ کو بڑھایا اور ہاتھ واپس کر کے شہزادہ کے ہاتھ میں انگوروں کا گچھا پکڑا دیا اور فرمایا یہ تو معمولی

Marfat.com

بات ہے میرے اللہ کے پاس اس سے زیادہ ہے جو وہ اپنے ہی نیک بندوں کو بغیر موسم کے پھل عطا کر دیتا ہے اس بیان پر اگر شبہ ہو تو قرآن پاک میں حضرت سیدہ مریم علیہا السلام کے لئے بھی تو بے موسم کا پھل اللہ تعالیٰ نے بھیجا تھا، ثابت ہوا کہ اولیائے کرام کے لئے بارگاہ رب العزت سے ایسی نعمتوں کا آنا کوئی مشکل کام نہیں، جو ان حقائق کا منکر ہے وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کے انعامات کا انکاری ہے اور قرآن کا صریحاً منکر ہے۔

شجاعت وجہاد ایمان وایقان شہزادہ علی اکبر رضی اللہ عنہ

اہل بیت کے نوجوانوں اور ناز کے پالوں نے میدان کربلا میں حضرت امام رضی اللہ عنہ پر اپنی جانیں فدا کیں اور تیر وسناں کی بارش میں حمایت حق سے منہ نہ موڑا، گردنیں کٹوائیں خون بہائے اور جانیں دیں مگر کلمہ ناحق زبان پر نہ آنے دیا، نوبت بہ نوبت شہادتوں کے بعد اب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے نور نظر خاندان ہاشم کے چراغ شہزادہ حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ حاضر ہیں۔ میدان کارزار میں جانے کی اجازت چاہتے ہیں، منت وسماجت ہو رہی ہے عجیب وقت ہے کہ لاڈلے بیٹے شفیق باپ سے گردن کٹوانے کی اجازت چاہتے ہیں اور اس پر اصرار کرتے ہیں، ایسے وقت میں پدر مہربان پر کیا گزر رہی ہوگی، حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کو موت کے میدان میں بھیجنے کے لئے تو کوئی دیر نہ تھی مگر آپ کے باطنی جذبات میں جو تلاطم اور قلب حزیں میں جو اضطراب رونما ہوا ہے وہ آپ کے ان کلمات سے ٹپکتا ہے کہ جب شہزادہ نے اجازت چاہی تو۔ حضرت امام نے اپنے لخت جگر پر محبت بھری نظر ڈالی اور پھر رو پڑے۔

(حیات النفی ۲: ۲۹۳)

Marfat.com

بالآخر حضرت امام رضی اللہ عنہ کو صبر و رضا اور شہزادے کو شوق جام شہادت پر اجازت دینا پڑی، حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے خود اس شہزادے کو گھوڑے پر سوار فرمایا اور اسلحہ اپنے دست مبارک سے لگایا، فولادی خود سر پر رکھی تلوار لٹکائی اور نیزہ دست مبارک میں دیا اس وقت اہل بیت کی بیبیوں پر کیا گزری کہ ایک جگمگاتا ہوا چراغ بھی آخری سلام کہہ رہا ہے۔

شہزادے اس شان سے میدان میں آئے کہ قوم اشقیاء نے دیکھا کہ چہرہ تصویر رسول سر پر عمامہ ہے تو رسول کا اسلحہ جنگ ہے تو وہ رسول کا، سواری گھوڑا، رسول کا گفتار رسول کی (حیات الحیٰی ۲: ۲۹۳)

جب اس حالت میں شہزادہ میدان کارزار کی طرف روانہ ہونے لگے تو حضرت امام نے اشک بھری آنکھوں سے آسمان کی طرف منہ کر کے یہ کلمات کہے جن کو صاحب حیات نے نقل فرمایا ہے۔

اے میرے اللہ اس ظالم قوم کی جفا کاریوں پر گواہ رہنا کہ اب ان کی طرف وہ نوجوان جا رہا ہے جو شکل و صورت و سیرت و کردار میں سب سے بہترین خلائق تیرے محبوب نبی ﷺ کے ساتھ مشابہ ہے اور جب ہم تیرے پیارے رسول کے دیکھنے کے مشتاق ہوتے تو اس چہرہ پر نگاہ کر لیتے تھے۔ (الحیات الحیٰی ۲: ۲۹۳)

انہی فقروں سے حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے قلبی تاثرات و جذبات کا بآسانی پتہ چل جاتا ہے لیکن جس کے دل پر گزر رہی ہے اصل حقیقت تو وہی جانتے ہیں، اس کے بعد حضرت علی اکبر رخصت ہو کر میدان کارزار کی طرف آئے جنگ کے مطلع میں ایک آفتاب چمکا، مشک کامل کی خوشبو سے میدان مہک گیا، چہرہ انور کی تجلی

Marfat.com

نے معرکہ کارزار کو عالم انوار بنا دیا، عمرو سعد لشکر یزیدی کے سپہ سالار کو باآواز بلند یہ کہہ کر پکار دی تجھے کیا ہو گیا ہے اللہ تیرے رحم کو قطع کر دے اور تجھے اپنے معاملات میں برکت نہ دے اور میرے بعد تجھ پر ایسے شخص کو مسلط کر دے جو تجھے تیرے بستر پر ذبح کرے جس طرح تو نے مجھ سے قطع رحمی کی اور میری قرابت داری رسول کا کوئی لحاظ نہ کیا۔ (الحیات الخفی ۲: ۲۹۴)

ادھر اس آواز کا نکلنا تھا کہ حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک پر قرآن پاک کی اس آیت کی تلاوت جاری تھی۔

اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰھِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ذُرِّیَّۃً بَعْضُھَا مِنْ بَعْضٍ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۔

اور ادھر شہزادے کی یہ آواز ھل من بارز کیا کوئی ہے، جو میرے ساتھ آکر مقابلہ کرے آؤ تم نہیں جانتے میں کون ہوں شہزادے نے اپنی زبان مبارک سے اس وقت یہ رجز پڑھی۔

انا علی ابن حسین ابن علی
نحن اھل بیت اولی النبی
واللہ لا یحکم نینا ابن الاعی
اطعنکم باالرمع حتی نیشتی
اضربکم باالسیف رحمی عن ابی
ضرب غلامی ھاشمی علوی

کربلا کا چپہ چپہ اور ریگستان کوفہ کا ذرہ ذرہ کانپ اٹھا لیکن ان یزیدوں کے

Marfat.com

دل پتھر سے بدر جہا سخت تر تھے، جنہوں نے ان نوبادہ چمنستان رسالت کی زبان شیریں سے کلمے سنے پھر بھی ان کی آتش عناد سرد نہ ہوئی اور کمینہ سینہ سے کینہ دور نہ ہوا۔

سید المفسرین صدر الافاضل حضرت علامہ محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا ہے، آخری مصرعہ

میدان میں اس کے حسن عمل دیکھ کر نعیم
حیرتِ سے بدحواس تھے جتنے شیخ و شباب

شہزادہ کی شجاعت و ہیبت وجلالت دیکھ کر کسی کو ان کے مقابلہ میں آنے کی جرات نہ ہوئی شہزادے کی تلوار قوم اشقیاء پر اس طرح چلی جیسے کھیروں اور تروں کو کاٹا جاتا ہے، جدھر کا رخ فرماتے کشتوں کے پشتے لگا دیتے۔

اہل کوفہ آپ کے قتل وقتال سے کنی کتراتے تھے عمرو بن سعد اور اس کی فوج مقتولین کی شرکت سے بلبلا اٹھے حتی کہ ایک سو بیس ناریوں کو واصل جہنم کیا اسی دوران حضرت شہزادہ عالی مقام کے جسم اقدس پر کافی زخم آچکے تھے پیاس کا شدید غلبہ ہوا گھوڑے کی باگیں موڑیں جسم کے کئی حصوں سے خون نکل رہا ہے کہ زخموں سے چور ہوکر حضرت امام عالی مقام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ ابا جان مجھے شدید پیاس لگی ہوئی ہے اور ہتھیاروں کے بوجھ نے تھکا دیا ہے کیا تھوڑا سا پانی حلق کو تر کرنے کے لئے مل سکتا ہے تاکہ اس سے تازہ دم ہوکر دشمنوں سے لڑنے کی طاقت حاصل کرسکوں۔ (الحیات الحی ۲: ۲۹۴)

Marfat.com

شہادت عظمیٰ اور جواں بیٹے کی لاش پر بے کس باپ کی آمد

حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ جواں سالہ بیٹے کی حالت دیکھ کر رو پڑے اور فرمانے لگے افسوس اے پیارے بیٹے میں کہاں سے تمہارے لئے پانی لاؤں، بیٹا تھوڑی دیر اور جہاد کرو بہت جلد اپنے جد نامدار ﷺ سے ملاقات کرو گے اور وہ تمہیں شراب طہور جنت کا وہ جام پلائیں گے کہ اس کے بعد پھر تم کو کبھی پیاس نہ لگے گی۔ (الحیات الحمی ۲: ۲۹۴)

یَابُنَیَّ ھات لِسَانکَ: اپنی زبان میرے منہ میں دو اور میرے نانا جان ﷺ کی یہ انگوٹھی چاندی کی میرے پاس نشانی ہے اس کو چوس لو، شہزادے نے ایسا ہی کیا اور عرض کیا ابا جان اب دل کو کچھ تسکین ہوئی ہے، شہزادہ پھر واپس میدان کارزار میں آئے اور یزیدی لشکر پر ٹوٹ پڑے اور زبان مبارک سے یہ رجز پڑھی۔

اَلْحَرْبُ قَدْ بَانَتْ لَنَا الْحَقَائِق
وَظَهَرت مَنْ بَعْدَهَا مُصَادِق
وَاللّٰهِ رَبِّ الْعَرشِ لاَنفَارِق
جَمُوعَكُمْ اوْ تَغْمِر الْبَارِق

اور بائیں دائیں بڑھ چڑھ کر حملے کئے یہاں تک کہ مزید اسی (۸۰) دشمنان اسلام کو واصل جہنم کیا اس طرح جب پورے دو سو ناریوں کو واصل جہنم کر چکے تو اشقیاء نے عمرو بن سعد کے کہنے پر یکبارگی شہزادہ حضرت سیدنا علی اکبر رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا، جب چاروں طرف سے حملے شروع ہوئے تو شہزادہ کا جسم محترم چکنا چور ہو گیا؛ چمن فاطمہ علیہا السلام اور گلستان رسالت کا یہ پھول اپنے خون میں نہا گیا تو آپ اس

Marfat.com

حالت میں پشت فرس زین سے کربلا کی زمین پر آئے تو آواز دی، اے پدر بزرگوار مجھ کو لیجئے، امام عالی مقام یہ دردناک آواز سن کر دوڑے اور شہزادہ کو تڑپتے ہوئے اٹھا لیا اور خیمے کی طرف لے آئے اور اپنے دامن اقدس سے شہزادہ کے چہرہ کو صاف کیا اور ان کے چہرہ پر چہرہ رکھا۔ شہزادے نے آنکھیں کھولی تو دیکھا ابا جان کی گود میں عرض کیا۔

ابا جان میرا آخری سلام قبول ہو یہ میرے جد امجد سرکار محمد ﷺ ہیں انہوں نے مجھے ایسا جام پلایا ہے کہ مجھے اب کبھی پیاس نہ لگے گی اور فرما رہے ہیں کہ آپ بھی جلد آجائیں۔

اس کے بعد حضرت امام نے اپنے بازو شہزادے کے گلے میں ڈال دیے اور منہ پر منہ رکھ کر رو پڑے۔

اپنا رخسار شہزادے کے رخسار پر رکھ کر زار و قطار روئے اور کہا بیٹا اب تمہارے جانے کے بعد دنیاوی زندگی پھیکی سی ہو گئی ہے۔
(الحیات الخفی ۲۹۴۔۲۹۵)

بیٹا تم تو دنیا کے غم سے نجات پا گئے لیکن تمہارا باپ تنہا رہ گیا۔

حضرت امام یہ جملے فرماتے جاتے اور شہزادہ کے رخ انور کے بوسے لیتے جاتے اور یہاں تک فرمایا:

بیٹا اللہ تعالیٰ اس ظالم قوم پر لعنت کرے اور اس کو ہلاک کرے جس نے تجھے شہید کیا انہیں کس چیز نے جہنم کی آگ میں دھکیلا اور حرمت رسول کی ہتک کرنے پر جرأت کی۔ (الحیات الخفی ۲:۲۹۶)

Marfat.com

اسی اثناء میں شہزادہ عالی قدر حضرت سیدنا علی اکبر رضی اللہ عنہ نے چند سرد آہیں لیں اور اپنے شفیق باپ کی آغوش میں جان دے دی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

دارالفناء سے دارالبقا کو چلے گئے، حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے آسمان کی طرف منہ کیا اور زور کے ساتھ بے اختیار ہو کر رو پڑے۔

وَرَفَعَ الْحُسَیْنَ صَوْتَہٗ وَلَمْ یَسْمَعْ اَحَدٌ اِلٰی ذَالِکَ الزِمَانَ صَوْتَہٗ بَالْبُکَاءِ: کہ ایسا کبھی ان کے رونے کی آواز نہ سنی تھی اور کہا اے باری تعالیٰ یہ تھی حسین کی ساری زندگی پچیس سالہ نوجوان کی کمائی جسکی قربانی دے دی ہے، اے اللہ اس کو قبول فرما:

پچیس سال کی ہے یہ دولت حسین کی
اب ہے تیرے سپرد امانت حسین کی

لاشۂ اقدس پر حرمان مقدسہ روئیں حضرت امام نے صبر کی تلقین فرمائی اس وقت اہل بیت کی حرمان مقدسہ پر جو گزری اس کو بیان کرنے سے زبان و قلم قاصر ہے۔

دیتے تھے دہائی اہل بیت شہزادے کی لاش پر
تصویر گھر سے جاتی رہی خیرالانام کی

صدر الافاضل سید المفسرین سند المحققین حکیم الامت حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین شاہ صاحب مراد آبادی نور اللہ مرقدہ شہزادہ علی اکبر ابن حسین رضی اللہ عنہ کی شان و شوکت و عظمت میں خود لکھتے ہیں۔

Marfat.com

نور نگاہ فاطمہ آسمان جناب
صبر دل خدیجہ پاک ارم قباب
لخت دل امام حسین ابن ابو تراب
شیر خدا کا شیر وہ شیروں میں انتخاب
صورت تھی انتخاب تو قامت تھا لاجواب
گیسو تھے مشک ناب تو چہرہ تھا آفتاب
چہرہ سے شہزادہ کے اٹھا جبھی نقاب
مہر و سپہر ہو گیا خجلت سے آب آب
کاکل کی شام رخ کی سحر موسم شباب
سنبل نثار شام فدائے سحر گلاب
شہزادہ جلیل علی اکبر جمیل
بستان حسن میں گل خوش منظر شباب
پالا تھا اہل بیت نے آغوش ناز میں
شرمندہ اس کی نازکی سے شیشہ حباب
صحرائے کوفہ عالم انوار بن گیا
چمکا جو ان میں فاطمہ زہرا کا ماہتاب
خورشید جلوہ گر ہوا پشت سمند پر
یا ہاشمی جوان کے رخ سے اٹھا نقاب
صولت نے مرحبا کہا شوکت تھی رجز خواں

Marfat.com

جرات نے باگ تھامی شجاعت نے لی رکاب
چہرہ کو اس کے دیکھ کر آنکھیں جھپک گئیں
دل کانپ اٹھے ہوگیا اعداء کو اضطراب
سینوں میں آگ لگ گئی اعدائے دین کے
غیظ وغضب کے شعلوں سے دل ہوگئے کباب
نیزہ جگر شگاف تھا اس گل کے ہاتھ میں
یا اژدھا تھا موت کا یا اسواء العقاب
چمکا کہ تیغ مردوں کو نامرد کردیا
اس سے نظر ملاتا یہ تھی کس کے دل میں تاب
کہتے تھے آج تک نہیں دیکھا کوئی جواں
ایسا شجاع ہوتا جو اس شیر کا جواب
مردان کار لرزہ براندام ہوگئے
شیر افگنوں کی حالتیں ہونے لگیں خراب
کہ پیکروں کو تیغ سے دو پارہ کردیا
کہ ضرب خود پر تو اڑا ڈالا تار کاب
تلوار تھی کہ صاعقہ برق بار تھا
یا از برائے رجم شیاطین تھا شہاب
چہرے میں آفتاب نبوت کا نور تھا
آنکھوں میں شان صولت سرکار ابوالتراب

Marfat.com

پیاسا رکھا جنہوں نے انہیں سیر کر دیا
اس جو دلبر ہے آج تیری تیغ زہر آب
میدان میں اس کے حسن عمل دیکھ کر تعیم
حیرت سے بد حواس تھے شیخ و شباب

(سوانح کربلا)

اولاد حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی قربانیاں

حضرت عقیل ابن عمران ابی طالب کی اولاد امجاد میں سے ایک صاحبزادے حضرت مسلم رضی اللہ عنہ شہید در کوفہ تھے اور باقی آپ کے دو صاحبزادے جو کربلا میں سرکار سیدنا امام حسینؓ کے ہمراہ آئے تھے ان کی شہادتوں کا ذکر کیا جاتا ہے، حضرت عقیل رضی اللہ عنہ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے حقیقی بھائی از بطن سیدہ فاطمہ بنت اسد تھے، گویا کہ اولاد حضرت عقیل سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی تھے اور اولاد عقیل رضی اللہ عنہ میں آپ کے دو پوتے کوفہ میں شہید ہوئے اور ایک پوتے کربلا میں شہید ہوئے۔ اب ان کی جداگانہ شہادتوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن سیدنا امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ مسلم کے بیٹے تھے، انہی کے والد معظم کو کوفہ میں ظالموں نے بیدردی سے شہید کر دیا تھا، حضرت عبداللہ از بطن سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اپنی والدہ محترمہ کے ساتھ میدان کربلا میں موجود تھے، حضرت سیدنا امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے نوجوان صاحبزادے تھے، حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ سے حضرت عبداللہ نے

Marfat.com

میدان کارزار میں جانے کی اجازت طلب فرمائی، حضرت امام عالی نے فرمایا پیارے عبداللہ تمہارے باپ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت جو کوفہ میں ہو چکی ہے، کافی ہے تم جہاد کے لئے نہ جاؤ اور اپنی والدہ محترمہ سیدہ کے لئے رہو۔ حضرت عبداللہ نے عرض کیا حضور کیا ہوسکتا ہے کہ جس کے باپ نے حق کی خاطر جان دے دی اس کا بیٹا اس عظیم سعادت سے محروم رہے۔ میں یہی چاہتا ہوں کہ جہاد میں ظالموں کا مقابلہ کروں گا اور خود کو خدا کے سپرد کردوں، بالآخر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے اصرار پر حضرت امام ہمام اجازت دینا پڑی، بالآخر حضرت عبداللہؓ اہل بیت اطہار سے آخری سلام و اپنی والدہ محترمہ سے پیار و دعا لے کر میدان کارزار کی طرف آئے جب آپ اور دشمنوں کے مقابلے ہوئے تو آپ کی زبان پر یہ رجز جاری تھیں۔

الیوم القی مسلما وھو ابی

قفتہ بادوا علی دین النبی

یسو قوم عرفوا بالکذب

لکن خیا اکرام انسب

من ھاشم السادات اھل الحسب

اور تلوار سے تین افراد قوم کو اشقیاء کو واصل جہنم کیا، اسی اثناء میں عمرو بن صبیح صدائی نے آپ کی پیشانی اقدس پر اس قدر شدید تیر مارا آپ نے پیشانی پر ہاتھ رکھا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس وقت یہ کلمات کہے۔

اَللّٰھُمَّ فَاقْتُلْھُمْ کَمَا قَتَلُوْنَا وَاَذِلْھم کَمَا اَسْتَذَلُوْنَا۔

اے الہ العالمین ان لوگوں نے ہم کو کمزور سمجھ کر ہم کو ذلیل کرنے کی کوشش

Marfat.com

کی ہے تو ان کو ذلیل کر اور جس طرح انہوں نے ہم کو قتل کیا ہے تو ان کو قتل کر، اسی اثناء میں ایک اور ظالم یزید بن قادر الجہنی نے آپ کے سینہ اقدس پر اس زور سے نیزہ کا وار کیا جو دل میں لگا، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ شہزادہ امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ جانبر نہ ہو سکے اور جام شہادت نوش فرما کر دار بقاء کی طرف سدھار گئے۔ (الحیات الکمی ۲:۲۹۹)

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

حضرت محمد بن حضرت امام مسلم بن عقیل کی شہادت

حضرت محمد حضرت امام مسلم کے صاحبزادے ہیں، آپ کی عمر مبارک واقعہ کربلا کے وقت تیرہ سال تھی جب اپنے بھائی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو خاک و خون میں تڑپتے دیکھا تو بے تاب ہو گئے اور حضرت امام ہمام کے پاس اذن جہاد کے لئے حاضر ہوئے، آخر آپ نے ان کو اجازت فرمادی، حضرت محمد رضی اللہ عنہ میدان کارزار میں آئے قوم جفا کار کا مقابلہ کیا، اسی حالت میں ابو مرہم (جرہم) ازدی، اور لقیط بن ایاس جہنی کے شدید حملوں سے شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

حضرت جعفر ابن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کے چشم و چراغ ہیں، والدہ ماجدہ کا نام خوصا ہے، کنیت ان کی ام النضر بنت عمرو بن عامر کلابی، حضرت جعفر حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ سے اذن جہاد لے کر یہ رجز پڑھتے ہوئے لشکر اشرار پر ٹوٹ پڑے۔

اَنَا الْغُلَامُ الْاَبْطَحِی الطَّالِبِی
مِنْ مَعْشَرٍ فِیْ ھَاشِمَ وَ غَالِبَ

Marfat.com

وَنحن حقاً سَادَة الذوائبِ

هَذا حُسَينَ اَطْیَب الاطائبِ

مِنْ عِترةَ البّر التقی الثاقِبَ

کافی دیر قوم اشقیاء کا مقابلہ کیا اور پندرہ یزیدیوں کو واصل جہنم کرنے کے بعد خود بشر بن حوفہ ہمدانی کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ (الحیات الخفی ۲:۳۰۰)

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

حضرت عبدالرحمٰن ابن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت عبدالرحمٰن بن عقیل رضی اللہ عنہ اپنے بھائی کی شہادت کے بعد اجازت لے کر یہ رجز پڑھتے ہوئے کارزار میں تشریف لائے۔

اَبِیْ عَقیل فاعْرِفوا مکانِیْ

مِن ھاشِم وَ ھاشِم اِخوانی

کُھول صِدق سادۃ الاِقْرانِ

هَذا حسین شامِخ البُنیان

سَیِّد الشِّیبِ مَعَ الشُّبانِی

وَسَیّد الشَّبابِ فی الْجنانِ

سخت دشمنان دین سے مقابلہ کیا یہاں تک کہ سترہ افراد اشقیاء کو جہنم رسید کیا، آخر کار عثمان بن خالد جہنی اور بشر بن حوفہ کے سخت حملوں سے آپ دار الفناء سے دار البقاء تشریف لے گئے۔ (الخفی ۲:۳۰۰) اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

Marfat.com

حضرت محمد بن ابی سعید ابن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت محمد بن ابی سعید بن عقیل واقعہ کربلا میں بھی سن بلوغ تک نہیں پہنچے تھے کہ میدان کارزار میں گئے اور جہاد کی حالت میں لقیط بن ایاس جہنی کے تیر سے آپ شہید ہوئے۔ (الحیات الحکمی ۲:۳۰۰) اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

اولاد جعفر طیار کی قربانیاں

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ حضرت سیدہ فاطمہ بنت اسد کے بطن سے تھے اور ان کے والد عمران ابن طالب تھے۔ یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے سگے بھائی تھے ان کی اولاد امجاد میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ان کے فرزند ارجمند تھے۔ ان کی زوجیت میں حضرت سیدہ زینب بنت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم تھیں۔

حضرت عبداللہ ابن جعفر طیار رضی اللہ عنہ کسی وجہ سے کربلا نہ آسکے لیکن انہوں نے اپنی اہلیہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو اپنے بھائی کے ساتھ جانے کی اجازت دی۔ اس وجہ سے مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ اور مکہ سے کربلا تک سیدہ زینب اپنے بھائی امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہمراہ رہیں اور حضرت عبداللہ ابن طیار رضی اللہ عنہ نے اپنے دو جوان صاحبزادوں حضرت عون رضی اللہ عنہ و حضرت محمد رضی اللہ عنہ کو اپنی والدہ ماجدہ کے ہمراہ کربلا بھیج دیا، بعض نے ان کی عمر کو واقعہ کربلا سے آٹھ نو سال لکھ دیا ہے لیکن ایسا نہیں تحقیق کی روشنی میں اس وقت تک ان کی عمر اٹھارہ انیس برس کے لگ بھگ تھی لہذا اب حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے دو پوتوں جو حضرت عبداللہ ابن جعفر کے فرزند تھے ان کی شہادتوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

حضرت محمد ابن عبداللہ ابن جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت محمد بن حضرت عبداللہ بن حضرت جعفر طیار واقعہ کربلا کے وقت جوان عمر کے تھے اپنے ماموں جان سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا مجھے اب کارزار میں جانے کی اجازت دیں آپ ان کو دیکھ کر رو پڑے اور شوق جہاد و شہادت پر خوش بھی ہوئے۔ بڑے اصرار کے بعد آخر آپ نے ان کو اجازت مرحمت فرمادی۔

حضرت محمد ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے شیر کی طرح قوم اشقیاء پر حملہ کیا اور دس افراد قوم جفا کار کے واصل جہنم کیے۔ بالآخر حضرت محمد عبداللہ کو ظالموں نے اپنے نرغے میں گھیر لیا اور حملے کرنے شروع کر دیئے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے شہزادے اور جعفر طیار کے پوتے اور سیدہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نور نظر دل کے قرار ایک ظالم ملعون عامر بن نہشل تمیمی کے ہاتھوں شہید ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے شہزادے کی لاش کو اٹھایا اور خیمے کے پاس لاشوں کے قریب رکھ کر فرمایا اے میری ماں جائی بہن تمہاری حسرت پوری ہوگئی آج تمہارا لخت جگر میرے نانا جان کے پاس پہنچ گیا ہے۔ ماں نے شہزادے کی لاش کو دیکھ کر کہا بیٹا تو نے میرا دل راضی کر دیا ہے قیامت کو مجھے اور تمہارے باپ خاندان ہاشمی کو یہ فخر ہوگا کہ جس لال نے میرا دودھ پیا تھا اس نے کربلا میں دین حق کی خاطر جان دینے سے گریز نہ کیا۔ آپ نے بڑے صبر و رضا کے ساتھ اس زخم کو برداشت فرمایا

Marfat.com

(حیات الکمی ج ۲ ص ۲۰۳)

حضرت عون ابن عبداللہ ابن جعفر طیار رضی اللہ عنہ

حضرت عونؓ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے حقیقی بھانجے ہیں اپنے بھائی حضرت محمد رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد انہوں نے بھی حضرت امام سے اذن جہاد طلب فرمایا۔

پھر داد شجاعت وشہامت دیتے ہوئے آپ نے تین اشخاص اشقیا کے سوار اور اٹھارہ پیادوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے بعد عبداللہ بن قطبہ طائی کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے ان کی لاش مقدسہ کو اٹھایا اور لاشان مقدسہ کے ساتھ رکھا حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے شکر ادا کیا کہ اے الہ العالمین تو نے زینب کے اس بیٹے کی قربانی کو قبول فرمالیا ہے۔

اولاد سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی قربانیاں

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے حقیقی بھائی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھے اور حضرت علی المرتضیٰ کے فرزند اور سرکار محمد رسول اللہ ﷺ کے نواسے تھے۔ ان کی اولاد میں سے بیٹے نوجوان تھے اور واقعہ کربلا میں سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہمراہ کربلا میں تشریف لائے اور انہوں نے اپنی جانیں قربان کیں۔ ب ان صاحبزادوں کی شہادتوں کا بیان کیا جاتا ہے۔ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کثیر الزوج اور کثیر الاولاد تھے۔ یہاں پر ان کا ذکر کیا جا رہا جو کہ کربلا میں شہید ہوئے۔

Marfat.com

شہزادہ حضرت قاسم ابن امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد میں عدیم النظیر قربانیاں پیش فرمائیں۔ آپ کی اولاد امجاد میں سے ایک وہ صاحبزادے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ ہیں جو از بطن برملہ تھے آپ کی والدہ محترمہ واقعہ کربلا میں موجود تھیں۔

جب شہزادہ قاسم رضی اللہ عنہ نے میدان کربلا میں جانے کے لئے اپنے خیام سے تیاری شروع فرمائی تو حضرت امام عالی مقام نے دیکھا کہ اب میرے بھائی راکب دوش مصطفیٰ کا نور نظر جس کو دیکھ کر اپنے بھائی حسن کی یاد آجاتی ہے جن کا چہرہ انور اپنے باپ کے ساتھ ملتا جلتا ہے اب میرا یہ پیارا قاسم میدان کارزار میں جہاد کے لئے آراستہ ہو رہا ہے اس منظر کو دیکھتے ہی حضرت امام حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کے گلے جا لگے اور اس قدر روئے کہ غشی طاری ہوگئی حضرت قاسم نے تسلی وتشفی فرمائی اور اپنے شوق جہاد اور خون حیدری کے جوش کا مظاہرہ کیا اور اجازت چاہی لیکن حضرت امام اپنے بھائی کی اس عظیم نشانی کو اپنے سے جدا کرنے پر پس وپیش کرتے رہے۔ بالآخر شہزادے نے اپنے چچا جان بزرگوار سے بڑے اصرار کے بعد اجازت حاصل کرلی۔ شہزادے اسی حال میں میدان کارزار میں نکلے کہ ان کی آنکھیں چچا کے غم میں پرنم تھیں اور چچا کے بھتیجے کی جدائی میں صاحب حیات فرماتے ہیں کہ جب شہزادہ چل پڑے تو حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

اے پیارے بیٹے قاسم کیا تم اپنے قدموں سے چل کر موت کی طرف جاتے ہو۔

شہزادہ قاسم رضی اللہ عنہ نے جواب میں عرض کیا۔

Marfat.com

اے عم بزرگوار بھلا میں ایسا کیوں نہ کروں جب کہ آپ کو اعداء کے نرغہ میں بے یارو مددگار تنہا کھڑا دیکھ رہا ہوں۔ میری جان آپ پر فدا ہو۔

امام عالی مقام رضی اللہ عنہ یہ جواب سن کر رو پڑے اور قاسم کو سینے سے لگا کر بوسہ دیا اور سپرد خدا کیا اور فرمایا اچھا ہم بھی تمہارے پیچھے آ رہے ہیں۔

شہزادہ آخری سلام عرض کر کے میدانس کارزار میں کود پڑے۔

یزیدی لشکر نوجوان شہزادہ قاسم کے چہرہ انور کی تابانی و چمک وہیبت اور دیکھ کر بوکھلا گئے میدان کارزار میں ایک آفتاب چمک رہا ہے۔ فَانِ اِلَیْنَا خَرَجَ قَاسِمٌ کَانَ وُجْهَهٗ قَمَر ہماری طرف ایک قاسم نامی شخص آیا جس کا چہرہ چاند کی مانند تھا گویا کہ چاند نمودار ہوا ہے۔

آپ نے فوج اشقیاء کا مقابلہ فرمایا اور ستر ناریوں کو واصل جہنم کیا۔ اسی اثناء میں عمرو بن سعد بن نفیل ازدی ظالم ملعون نے اس قدر زور سے تلوار ماری کہ شہزادہ حضرت قاسم کا سر انور شگافتہ ہو گیا اور بل کھا کر زین فرس سے منہ کے بل فرش زمین پر گر پڑے۔ آپ نے عم محترم کو آواز دی یا عماہ حضرت امام نے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کی آواز سنی تو آپ دوڑتے ہوئے آئے دیکھا کہ قاتل آپ کے پاس کھڑا ہے آپ نے اسے روکا لیکن باز نہ آیا۔ الٹا تلوار سے حضرت امام عالی مقام کو مارنے لگا قدرت الٰہیہ سے اس کا اپنا ہاتھ کٹ کر گر گیا اس نے اپنے ساتھیوں کو مدد کے لئے طلب کیا وہ کثرت سے دوڑتے آئے ان کے اپنے گھوڑوں کے پاؤں کے نیچے ہی وہ کچلا گیا اور جہنم رسید ہو گیا۔

حضرت امام شہزادہ کے قریب کھڑے ہیں شہزادہ تڑپ رہے ہیں۔

Marfat.com

امام غم کی حالت میں فرما رہے تھے۔ ہلاک ہو وہ قوم جس نے تم کو قتل کیا۔ اسی اثناء میں شہزادہ قاسم ابن امام حسن رضی اللہ عنہ جام شہادت نوش فرما کر جنت کو سدھار گئے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ان کی لاش مبارک کو اٹھایا اور خیام کے پاس لاشان مقدسہ کے قریب رکھا جو مرکز سپاہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

حضرت ابوبکر ابن امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ امام حسن رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں ان کی اور حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کی والدہ ایک تھیں۔ گویا کہ یہ دونوں ماں باپ کے سگے بھائی تھے اور حضرت قاسم سے بڑے تھے۔ انہوں نے بھی حضرت امام رضی اللہ عنہ سے اذن جہاد لے کر بڑے اصرار کے بعد میدان کارزار کا رخ کیا۔

آپ نے بھی بڑی شجاعت کے ساتھ قوم اشقیاء کا مقابلہ کیا اور چودہ ناریوں کو واصل جہنم کیا۔ بالآخر عبداللہ بن عتبہ الغنوی کے تیر سے آپ درجہ شہادت کو پہنچے۔

حضرت عبداللہ (الاصغر) ابن امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں ان کی والدہ محترمہ رملہ بنت شلیل بن عبداللہ البجلی تھیں۔ حضرت شلیل رضی اللہ عنہ ایک صحابی رسول تھے یہ صغیرالسن تھے گیارہ سال کی عمر تھی جب یہ کربلا میں شہید ہوئے۔ ان کی شہادت کا واقعہ یوں ہے کہ جب امام الشہداء نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تیروں سے دشمنوں نے چھلنی کر دیا۔ یہ حالت زار دیکھ کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے چچا جان کی حمایت کے

Marfat.com

لئے دشمن کے نرغہ میں کود پڑے۔ دیکھا کہ ایک تلوار لے کر قاتل اجبر بن کعب کھڑا ہے آپ نے اس کو جا کر فرمایا۔ ظالم میرے چچا کو کیوں قتل کرتا ہے۔ اس نے طیش میں آ کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے تلوار ماری جس سے شہزادہ کا ہاتھ کٹ گیا۔ شہزادہ عبداللہ نے کہا یا عماہ: اے چچا جان امام ہمام نے جب حضرت عبداللہ کو دیکھا تو اسی لہولہان حالت میں سینہ سے لگالیا اور دلاسا دیتے ہوئے فرمایا: اس مصیبت پر صبر کرو اور خیر وثواب کی توقع رکھو، اللہ تعالیٰ تجھے اپنے نیک اباء اجداد کے ساتھ ملحق کریں گے۔ شہزادہ حضرت عبداللہ ابن امام حسن چچا جان کے ساتھ لپٹے ہوئے تھے کہ ایک ملعون ظالم حرملہ ابن کاہل نے اس قدر شدید حملہ کیا کہ شہزادہ نے تڑپ کر جان دے دی اور ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر کے جنت میں شہداء کربلا کے ساتھ ملحق ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

اولاد سیدنا علی المرتضٰی کی قربانیاں

حضرت سیدنا مولانا علی المرتضٰی وجہہ الکریم نے سیدہ فاطمہ علیہا السلام بنت رسول اللہ ﷺ کی حیات ظاہری میں تو کوئی اور نکاح نہ فرمایا لیکن ان کے انتقال کے بعد حضرت علی کرم اللہ نے آٹھ اور نکاح فرمائے کل نو ازواج ہوئیں اور ان سب سے کافی اولاد امجاد ہوئی جیسا کہ اس کا بھی تفصیلی ذکر ہو چکا ہے ان تمام اولاد امجاد میں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے جو صاحبزادے کربلا میں شہید ہوئے اب ان صاحبزادوں کی شہادت کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

حضرت ابوبکر بن علی المرتضٰی کی شہادت

Marfat.com

حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت حیدر کرار سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کے صاحبزادے ہیں ان کی والدہ ماجدہ لیلیٰ بنت مسعود بن خالد درامیہ ہیں۔ آپ نے حضرت امام الشہداء سے اجازت جہاد طلب کی اور میدان کارزار میں تشریف لائے تو آپ کی زبان پر یہ رجز جاری تھی۔

شيخي علي ذو الفقار الالحول

من هاشم الصدق الكريم افضل

هذا حسين ابن النبي المرسل

عنه نماحي بالحسام المصقل

نفديه نفسي من راخح بجلي

• پھر زبردست دشمنوں سے جنگ فرمائی اور آپ نے اکیس ناریوں کو نار جہنم رسید کیا ایک ظالم ملعون زجر بن قیس کے ہاتھوں آپ شہید ہو گئے، شہدائے کربلا کی لاشوں کی بے پناہ جماعت میں ان کی بھی لاش مقدس رکھی گئی۔ (الخفی ۲:۷۰۳)

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

حضرت محمد ابن سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت سیدنا محمد رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے شہزادے ہیں۔ ان کی والدہ محترمہ حضرت اسماء بنت عمیس، الخشمیہ تھیں اور یہ حضرت محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ سے چھوٹے تھے۔

آپ نے بھی اذن جہاد طلب فرمایا اور کارزار میں یزیدیوں سے خوب لڑائی

Marfat.com

کی اور کئی افراد کو جہنم رسید کیا بعد ازاں خود ایک ملعون ذرعہ بن شریک کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ انا للہ انا الیہ راجعون۔ یہ ملعون چند گھڑیوں کے بعد پانی پیتے ہوئے اس کا پیٹ پھٹ گیا اور واصل جہنم ہوا۔

حضرت عبداللہ ابن علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کے صاحبزادے ہیں، ان کی والدہ ماجدہ ام البنین فاطمہ بنت خزام بن خالد ربیعہ (از بنی ہوازن) تھیں، یہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ابن علی المرتضٰی سے چھوٹے تھے، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے امام عالی مقام سے اذن جہاد طلب فرمایا: اور سخت زبردست حرب و ضرب کے بعد بالآخر شبیت ملعون کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرمایا۔ آپ کی عمر مبارک اس وقت پچیس سال کے لگ بھگ تھی ان کی بھی لاش اقدس کو شہداء کربلا کی لاشوں میں رکھا گیا۔ (الحیات النعی ۲:۳۰۷) اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

حضرت عثمان ابن علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کے صاحبزادے ہیں اور حضرت عبداللہ و عباس کے سگے بھائی تھے ان کی پیدائش پر آپ نے فرمایا میں اپنے بھائی کے نام پر اس کا نام رکھتا ہوں اور وہ عثمان ہے اور حضرت عثمان جو جلیل القدر صحابی ہیں، واقعہ کربلا کے وقت حضرت عثمان ابن علی رضی اللہ عنہ کی عمر پچیس سال تھی، آپ پورے چودہ سال حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس رہے، واقعہ کربلا کے خونی منظر پر آخر حضرت عثمان فرزند علی المرتضٰی نے اذن جہاد طلب فرمایا

Marfat.com

آپ اجازت لے کر قوم اشقیاء پر ٹوٹ پڑے اس وقت آپ کی زبان پر یہ رجز تھی۔

اِنـی عُثـمـانِ ذوالـمـفـاخـر

شیـخـی عـلـی الفعال الظاهز

هـذا حسین خیـرة الـاخـایـر

وسیـدالـصـغـا روا الکبـائـر

شدید ضرب وحرب کے بعد خولی بن یزید اصحی ملعون نے آپ کو ایک ایسا تیر مارا کہ شہزادہ عثمان ابن حیدر کرار فرس زین سے فرش زمین پر آ گئے اور تڑپتے رہے اسی اثناء میں موقعہ پا کر ایک ملعون ایان بن درام نے آگے بڑھ کر حضرت عثمان شیر خدا رضی اللہ عنہ کے نور نظر کا سر اقدس جسد اطہر سے قلم کر دیا۔۔(الحیات الحمی ۲:۳۰۹)

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

حضرت جعفر ابن علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کے صاحبزادے تھے، سب بھائیوں سے واقعہ کربلا میں ان کی عمر کم تھی، بوقت شہادت آپ کی عمر اکیس سال تھی، حضرت عثمان بن علی رضی اللہ عنہ سے دو برس چھوٹے تھے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ان کی کی پیدائش پر نام رکھتے ہوئے فرمایا میں ان کا نام اپنے بھائی جعفر طیار پر رکھتا ہوں، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اذن جہاد لے کر کارزار کی طرف تشریف لائے تو آپ نے یہ رجز پڑھی۔

اِنِی اَنَـا جَـعْـفَـر ذوالـمـعـالـی

Marfat.com

ابن علی الخیر ذی النوال

حسبی بقمی شرفا وخالی

احمی حسینا ذی النذی المفضال

آپ نے کئی افراد جہنم رسید کیے بالآخر ہنی بن شبیت ملعون کے ہاتھوں شہید ہو گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون ایک روایت ان کے قاتل کے متعلق یوں بھی آئی ہے کہ خولی بن یزید نے اس قدر زور سے نیزہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ماتھے پر مارا جس کی کاری ضرب آپ کی شہادت کا سبب بنی۔ (الحیات الکھی ۲:۳۰۹)

ابوالفضل حضرت عباس ابن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت سیدنا ابوالفضل العباس رضی اللہ عنہ ابن حضرت مولیٰ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی ولادت باسعادت مدینہ منورہ میں شعبان المعظم ۲۶ ہجری کو ہوئی۔

آپ کی والدہ ماجدہ ام البنین فاطمہ بنت خزام بن خالد بن ربیعہ بن عامر الکلابی تھیں۔ یہ وہ ام البنین تھیں جن کا خاندان عرب میں صف شکنی اور شیر افگنی میں مشہور اور معروف تھا تمام قبائل عرب میں یہ خاندان اپنی شجاعت وشہامت میں بے نظیر تھا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس بات پر بہت خوش ہوئے۔ کیونکہ جس طرح آپ شجاعت وشہامت میں اعلیٰ درجہ کے مشہور ہیں آپ کی بیوی حضرت ام البنین بھی ایک شجاع خاندان سے تھیں۔ آپ کے ہی بطن سے حضرت کے وہ چار فرزند پیدا ہوئے۔

ا۔ حضرت ابوالفضل العباس، ۲۔ حضرت عثمان، ۳۔ حضرت عبداللہ، ۴۔ حضرت جعفر جو سب کے سب میدان کربلا میں یوم عاشورہ حضرت امام عالی مقام کی نصرت کے ساتھ جام شہادت نوش فرما گئے۔ دنیا کے لئے سوتیلے بھائیوں کے وفاداری وجانثاری

Marfat.com

کی قائم کردی۔ (الحیات الخفی ۲: ۳۱۰)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو چودہ سال تک اپنے والد معظم کی شفقت نصیب ہوئی تھی کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اپنے والد عظیم کی شہادت کے بعد پھر دس سال کا عرصہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے پاس رہے۔ ان کی شہادت کے بعد حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس رہے۔ گویا کہ اس طرح بوقت شہادت آپ کی عمر مبارک چونتیس سال تھی۔ واقعہ کربلا کے وقت حضرت عبداللہ، عثمان و جعفر اور حضرت عباس ان چاروں بھائیوں کی والدہ ماجدہ حضرت ام البنین مدینہ طیبہ میں موجود تھیں۔ (حیات ۲: ۳۱۰)

القابات

حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی دو کنیتیں بڑی مشہور ہیں۔ ایک ابوالفضل، دوسری ابوالقرابہ۔ آپ کے القابات بھی بہت مشہور و معروف ہیں۔ آپ کو قمر بنی ہاشم بھی کہا جاتا ہے اور علمبردار بھی کہا جاتا ہے سقائے اہل بیت بھی کہا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں باب الحوائج، الشہید، العبد الصالح، صاحب اللوا جیسے القابات جلیلہ بھی آپ کے ہیں۔ (حیات ۲: ۳۱۰)

شکل وشمائل وفضائل

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کشیدہ اقامت متناسب اعضاء کے نہایت وجیہ نوجوان تھے تمام ارباب سیر نے اپنی کتب میں لکھا ہے کہ

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بہت حسین وجمیل اور جسم و وسیم تھے۔ دور کابہ گھوڑے پر

Marfat.com

سوار ہوتے تھے تو پھر پائے مبارک زمین پر خط دیتے تھے ان کو خداداد حسن و جمال کی وجہ سے قمر بنی ہاشم کہا جاتا ہے۔ یعنی بنی ہاشم کے خاندان کے چاند جیسے عباس۔ مدینۃ الرسول میں جب شہزادہ علی اکبر امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ ابن علی المرتضیٰ چلتے تو لوگ ان کے چہروں کو دیکھنے کے لئے جمع ہو جاتے سبحان اللہ۔ ظاہری خوبیوں کے ساتھ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا دامن باطنی و روحانی خوبیوں سے لبریز تھا۔ ایک مرتبہ آپ کا ایک عجیب فقیہانہ واقعہ ہوا کہ حضرت سیدنا مولا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا تشریف فرما تھیں آپ نے اپنے بیٹے حضرت عباس کو فرما رہے تھے قل واحد کہو ایک حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا واحد ایک پھر آپ نے فرمایا قل اثنان کہو دو۔ حضرت عباس خاموش آپ نے فرمایا بیٹا دو کیوں نہیں کہتے کہو۔ حضرت عباس عرض کیا ابا جان اِسْتَحِیْ اَنْ اَقُوْلَ بِاَللِّسَانِ الَّذِیْ قُلْتُ وَاحِدٍ اِثْنَانِ جس زبان سے ایک مرتبہ ایک کہہ دیا اب اس سے دو کہتے ہوئے حیا دامن گیر ہوتی ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ یہ جواب سن کر متاثر ہوئے کیونکہ اس جواب میں فقیہانہ راز تھے جو عام نہیں سمجھ سکتے تھے۔ حضرت عباس اہل بیت میں فقیہ کے نام سے بھی مشہور تھے۔ اَنَّ الْعَبَّاسَ مِنْ اَکَابِرِ الْفُقَهَاءِ وَاَفَاضِلَ اَهْلِ بَیْتِ۔ حضرت عباس اکابر فقہاء فضلائے اہل بیت تھے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا نکاح لبابہ بنت عبداللہ بن عباس سے ہوا جن کے بطن سے آپ کے دو بیٹے فضل اور عبیداللہ پیدا ہوئے تھے۔ بوقت شہادت کربلا آپ اہل و اعیال والے تھے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے انہی خصائل کے مطابق حضرت امام عالی

Marfat.com

مقام کے ساتھ وہ جلیل القدر خدمات سرانجام دیں جو بیان سے باہر ہیں شب عاشورا حضرت امام عالی مقام کے خطبہ میں انہوں نے سب سے پہلے یہ کہا تھا لَا اَرَانَا اللّٰہُ ذَالِکَ الْیَوْمِ اَبَدًا۔ اللہ ہم کو وہ دن نہ دکھائے جب ہم آپ کو تنہا چھوڑ کر چلے جاویں۔ گویا آپ کو مومنانہ وشجاعانہ جواب جانثاری ونصرت حق کی تائید اور عہد کی تجدید تھی۔

سقائے اہل بیت ابوالفضل حضرت عباس بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت عظمیٰ

حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ ابن حضرت مولی علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی شہادت طیبہ کے متعلق جو صحیح روایت معتبرہ کتب سے ثابت ہوئی ہے وہ یوں ہے کہ حضرت سیدنا عباس صاحب اللواء نے جب دیکھا کہ تمام رفقاء احباب داعوان وانصار وخاندان اہل بیت کے جام شہادت نوش فرما چکے۔ اور آپ امام الشہداء نواسہ سید الابرار سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ تنہا اور بیکس ہو چکے ہیں تو حضرت سیدنا عباس ابن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی خدمت عالیہ میں عرض کیا اے پیارے بھائی جان! کیا اب مجھے اجازت مرحمت فرماتے ہیں یہ سن کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ رو پڑے اور جواب میں فرمایا کہ اے میرا بھائی تم میرے صاحب علم برادر ہو تمہارے چلے جانے سے تمام سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

غم پہ آئے غم کر دیکھ کر میرا دل تنگ پڑ گیا ہے اور اس راہ حق پر جان قربان

Marfat.com

کر دوں حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے فرمایا اچھا اگر آپ کا یہی خیال ہے تو پہلے ایک کام کرو۔ وہ یہ کہ اہلبیت اطہار کی خواتین مقدسہ اور بچے بیمار پیاس کی شدت سے تڑپ رہے ہیں ان کے لئے کسی طریقہ سے تھوڑا سا پانی لا دو۔

حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے حکم سنتے ہی عرض کیا اچھا پہلے میں پانی لے آؤں۔ آپ اسی وقت گھوڑے پر سوار ہو کر مشکیزہ اور تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے تشریف لے گئے اور قوم اشقیاء کی طرف جا کر آپ نے فرمایا کہ

اے پسر سعد، یہ حسین دختر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں فرماتے ہیں کہ تم نے ان اصحاب و احباب و اولاد کو تو شہید کر دیا ہے اور وہ خود تنہا اہالیان بہت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے ساتھ رہ گئے ہیں جن کے دلوں کو پیاس کی شدت نے جلا دیا ہے ان کے لئے کچھ پانی دو۔ سیدنا عباس کے اس خطبہ آخر پر کچھ یزیدیوں کے دلوں پر اتنا اثر ہوا کہ وہ رو پڑے اور بعض نے ندامت سے سر جھکا لئے۔ لیکن دنیا کی حرص و طمع نے ان کو اندھا کر دیا تھا کہ آج خانوادہ اہل بیت رسول پیاس سے تڑپ رہے ہیں۔

جب یہ صورت حال قوم اشقیاء کی ہوئی تو ایک شخص شمر اور مشیت بن ربعی آگے بڑھے اور کہنے لگے۔

اے ابوتراب کے بیٹے بالفرض تمام روئے زمین پر پانی ہی پانی ہو جائے اور پھر وہ ہمارے قبضہ میں ہو تب بھی تمہیں اس وقت تک ایک قطرہ پانی نہ دیں گے جب تک تم یزید کی بیعت نہ کر لو۔

ان کا یہ کافرانہ جواب سن کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ مایوس ہو کر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں واپس لوٹ آئے اور ان کے تمام سوالوں اور جوابوں کا

Marfat.com

ذکر فرمایا۔ حضرت امام عالی رضی اللہ عنہ یہ جواب سن کر شدت غم سے رو پڑے اسی اثناء میں خیام حسینی سے العطش العطش کی آوازیں زور پکڑ گئیں۔ یہ دردناک آواز حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے کانوں تک پہنچی تو رو کر آسمان کی طرف منہ کر کے فرمایا۔

اے الہ العالمین میں چاہتا ہوں کہ اپنی کوشش بروئے کار لاتے ہوئے ان بچوں کے لئے پانی کا ایک مشکیزہ بھر لاؤں۔

اس کے بعد مشکیزہ وتلوار لے کر گھوڑے پر سوار ہو کر نہر فرات کی طرف روانہ ہو گئے۔

پھر لشکر جرار کی صفوں کو چیرتے ہوئے دریائے فرات کی طرف بڑھے جب قوم اشقیاء اور عمرو بن سعد نے دیکھا کہ حیدر کرار کا فرزند بڑے عزم وہمت کے ساتھ علم لئے ہوئے آیا ہے تو چار ہزار کا لشکر یزیدی جو نہر پر متعین کیا گیا تھا حرکت میں آ گیا۔ یہ حالت دیکھ کر شہزادہ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے تلوار میان سے باہر نکال لی اور برق عاطف اور صرصر عاصف کی طرح دشمنان اسلام پر ٹوٹ پڑے۔ کشتوں کے پشتے لگا دیئے میمنہ کو میسرہ اور میسرہ کو میمنہ پر الٹ کر رکھ دیا۔ اسی حالت میں آپ نے اسی ۸۰ افراد کو جو نہر فرات کی صفوں میں تھے واصل جہنم کر دیا۔

حیدر کرار کے فرزند کی ہیبت وشجاعت نے دشمنوں کی صفوں سے راستہ دے دیا یہاں تک کہ آپ نہر فرات کے پاس جا پہنچے جب دریائے فرات کا پانی ٹھاٹھیں مارتا ہوا دیکھا تو حضرت نے فرمایا اے الہ العالمین۔ دیکھ لے آج اس پانی کو کس ظلم کے ساتھ اہل بیت پر بند کیا ہے کہ آج ان کا بچہ بچہ پانی کے ایک قطرہ کو ترس رہا ہے۔ یہاں پر حضرت عباس کو خیال آیا کہ میں خود چلو بھر کر پانی سیر ہو کر پی لوں اور پھر مشکیزہ

Marfat.com

بھرلوں۔

پس جب یہ ارادہ ہوا ایک چلو بھر کر پانی خود پی لوں تو حضرت حسین واہل بیت کی پیاس یاد آ گئی اور پانی نہ پیا اور چلو نہ بھرا۔ یعنی چاہا کہ پئیں لیکن اس وقت امام حسینؓ اور ان کے اہل وعیال کی پیاس یاد آ گئی۔ دوسرا یہ طریقہ شان وفاداری کے خلاف ہے تیسرا یہ اہل بیت عظام کے شایان شان اور ادب کے منافی تھا اس لئے پانی چلو سے انڈیل دیا اس کے بعد مشکیزہ پانی سے پر کر لیا اور چلنے لگے تو افواج اشقیاء ان کے راستہ روکنے کے لئے کھڑی تھی۔ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی پوری کوشش تھی کہ کسی طرح پانی خیام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ تک پہنچ جائے۔ دوسری طرف مخالف قوم کی بھرپور کوشش کہ یہ پانی خیام حسین رضی اللہ عنہ تک نہ پہنچے۔

چنانچہ فوج اشقیاء نے حضرت صاحب اللواء سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور تیروں کی بارش شروع کر دی۔ مگر حیدر کرار کا فرزند نور نظر خون حیدری کی پوری قوت سے ان کے حملے پر حملوں کو پسپا کر رہے ہیں کہ اچانک ایک ملعون نے چھپ کر جس کا نام نوفل ابن ارزق دوسری روایت کے مطابق زید بن ورقا تھا اس نے حضرت کے دائیں بازو پر ایسا زور سے وار کیا کہ بازو اقدس قلم ہو کر زمین پر جا گرا اس کے باوجود شہزادہ عباس رضی اللہ عنہ نے نہایت دلیری کے ساتھ مشکیزہ دوسرے کاندھے پر رکھ لیا اور اسی ہاتھ بائیں سے تلوار پکڑ کر دشمن کا مقابلہ کرتے رہے اس وقت حضرت اسد اللہ الغالب کے فرزند کی زبان پر الفاظ آئے۔

وَاللّٰہِ اِنْ قَطَعْتُمْ یَمِیْنِی

اِنِّی اُحَامِی اَبَداً عَنْ دِیْنِی

Marfat.com

ترجمہ: خدا کی قسم اگر میرا دایاں بازو کٹ گیا تو کچھ پرواہ نہیں میں ہمیشہ دین حق پر قائم رہوں گا۔

یعنی ہاتھ جانے کا غم نہیں مگر دین مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نہ جائے گا اسی پر جان دے دوں گا۔

وَعَنْ اِمَامِ الصادق الیقین

نَجلِ النَبِی الطَاھر الامین

بے شک حضرت امام عالی مقام سچے یقیناً برحق ہیں وہ امام برحق جو نبی پاک صاحب آمین علیہ الصلوۃ والسلام سے منسلک ہیں۔

یہ کلمات زبان پر جاری اور ایک ہاتھ سے دشمن پر ضرب کاری وساری اور کشت خون کا بازار عام گرم۔ مگر بریدہ بازو سے بکثرت خون نکل جانے سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ پر قدرے نقاہت کے آثار نمودار ہوگئے اسی اثناء میں ایک ملعون نے حضرت پر پھر ایک ایسا تلوار سے وار کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا بائیاں بازو بھی قلم ہوگیا۔ اس وقت حضرت نے یہ کلمات پڑھے۔

یَا نَفس لَا تخلفی مِنَ الْکُفَّارَ

والشرِی بِرَحمَۃِ الْجَبَّارَ

مَعْ النَبِی سَیِّد الْمُختَارَ

قَدْ قطِعُوْ اَبعیهِمْ الیسارِ

فَاَصْلهم یارب حرالنار

ترجمہ: اے میری جان ان منکروں سے خوف نہ کھا، تیرے لئے اے جان

Marfat.com

خوشخبری ہے رحمت پروردگار کی، اس لئے کہ تو سید المختار حبیب کردگار ﷺ کا ساتھ ہے۔ان لوگوں نے میرا دہ ہاتھ کاٹا ہے جو بایاں ہے اور وہ ہاتھ بھی کاٹا جو دایاں ہے۔ اے میرے رب تو ان کو بھیج تپتی ہوئی ذلت آمیز آگ میں۔

اللہ۔اب عجیب منظر ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے دونوں بازو قلم ہو چکے ہیں اور اب لڑنے کے قابل تو نہیں رہے مگر مشکیزہ کو دانتوں سے دبا کر رکھا (مشکیزہ کے فیتوں کو دانتوں سے دبائے رکھا) سارے پانی کا وزن دانتوں سے اٹھائے ہوئے ہیں۔

سبحان اللہ اب بھی یہ کوشش ہے کہ کسی نہ کسی طرح یہ پانی خیام حضرت امام علی مقام تک پہنچ جائے مگر افسوس صد افسوس کہ سقائے اہل بیت رسول ﷺ کی ان امیدوں وآرزوؤں وتمناؤں پر پانی پھر گیا کہ ایک تیر آکر مشکیزہ پر پیوست ہو گیا کہ سارا پانی مشکیزہ سے زمین پر بہہ گیا اسی اثناء میں ایک دوسرا تیر حضرت عباس کی سینہ اقدس پر لگا اور ایک ملعون حکیم بن طفیل سینی نے آہنی گرز (یعنی لوہے کی گرز) اس زور سے سر اقدس پر ماری کہ شہزادہ حضرت عباس گھوڑے کی زین پر سنبھل نہ سکے اور لاچار ہو کر فرش زمین پر تشریف لے آئے تو امام الشہداء ابن رسول اللہ کو آواز دی۔

اے ابو عبد اللہ الحسین میری طرف سے آخری سلام۔

اس آواز کو سن کر حضرت امام الشہداء دوڑتے ہوئے آپ کے قریب پہنچے تو دیکھا پیکر وفا لخت جگر علی المرتضیٰ میرا برادر مجتبیٰ صاحب اللواء اپنے خالق حقیقی سے جا ملے ہیں اور مجھ سے ہمیشہ کے لئے دنیاوی زندگانی سے جدا ہو گیا ہے اور میرے نانا پاک علیہ الصلوۃ والسلام کے حضور چلا گیا ہے ارواح شہدا کربلا سے جاملا ہے اور بدن

Marfat.com

اقدس لہولہان اور جسد اطہر ٹوٹ چکا ہے اس حالت زار کو دیکھ کر حضرت امام الشہداء رو پڑے اور آپ کی لاش اقدس کے ساتھ چمٹ کر فرمایا۔

اَلْاٰنَ اِنْکَسَرَ ظَھْرِیْ وَقَلَّتْ حِیْلَتِیْ اے اب میری کمر ٹوٹ گئی ہے۔ ورشتہ تدبیر وقوت کمزور ہو چکا ہے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔

اس کی دو وجہیں ہیں ایک تو یہ کہ غم واندوہ نے حضرت امام کی فی الحقیقت کمر توڑنے کے مشابہ ہے دوسرے اب عباس جیسے نوجوان کی لاش اٹھانے کی طاقت نہیں رہی جو کمر ٹوٹنے کے مشابہ ہے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ کی لاش اقدس کثرت جراحات یعنی زخموں کے اٹھانے کے قابل نہ رہی۔ بہرحال ہر طریق سے حضرت امام کا یہ جملہ تمام خونی منظر کے غم کو برداشت کرنے کی نشاندہی کرتا ہے چنانچہ۔

فَبَکٰی الْحُسَیْن بقتل العَباس بکاءً شَدِیداً۔

پس شہادت عباس رضی اللہ عنہ پر حضرت امام رضی اللہ عنہ پھوٹ پھوٹ کر روئے۔

آپ نہر فرات کے کنارہ ہی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی لاش اقدس کو چھوڑ کر روتے ہوئے اور حزن وملال کا پہاڑ اٹھائے ہوئے واپس اپنے خیام میں آئے اہل بیت اطہار یہ خبر سن کے روئیں حضرت نے صبر کی تلقین فرمائی اور خود بھی دل پر صبر کی چٹان باندھ لی لیکن کربلا کی زمین رو رہی ہے۔

اَحَقُّ النَّاسَ اَنْ یَّبْکِی علیہ
فَتًی اَبْکَی الْحُسَیْنَ بَکَرْبِلاءٍ
اَخُوْهُ وَابْنُ الْمُضَرَّجِ بِالدِّمَاءِ

Marfat.com

وَمَنْ وَاشَاهُ لَا يَشْنِيهِ شَيءٌ
وَجَادَلَهُ عَلٰى عَطْشٍ بِمَاءِ

قیامت نما حادثہ شبیر جہانگیر بجانب رزم گاہ کربلا

اب وہ عجیب وقت آ گیا ہے کہ حضرت سیدنا امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کے تمام اصحاب و اقارب و اعزہ و احباب ایک ایک کر کے داغ مفارقت دے گئے۔

سورج ڈھل چکا ہے عصر کا وقت قریب ہے نواسہ سید الابرار تنہا رہ گئے ہیں دائیں بائیں دیکھتے ہیں "نظر یمیناً وشمالاً" کوئی نظر نہیں آتا۔ سب رفقاء احباب و انصار و اعزہ اقارب کے لاش ہائے مقدسہ خاک و خون میں غلطاں پڑے ہیں اور کوئی یار و مددگار اور غمگسار نظر نہیں آتا۔ کئی پیاروں کے نام لے لے کر ان کا پکارتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔

يَا اَبْطَالَ الصِّفَاءِ يَا فُرْسَانَ الْهَيْجَا
مَالِي نَادِيكُم فَلَا تجيبوني وَادْعُوكُم فَلَا تَسْمَعُوْن

اے شجاعات باصفا و شیران پیشہ وفا، اے شہیدان کرب و بلا۔ میں حسین تم کو نداء دیتا ہوں مگر تم جواب نہیں دیتے اور میں تمہیں بلاتا ہوں مگر تم میری آواز نہیں سنتے۔

محرم آ گیا ہے پر امت کے شہزادے نہیں آئے۔

جن کے غم میں سرکار الشہداء نواسۂ رسول دل شکستہ ہیں اور پیاروں کی داغ مفارقت نے ظاہری کمر توڑ دی ہے۔ کئی دن کی بھوک و پیاس، کربلا کا خونی منظر اور قیامت خیز تپش، ساڑھے چھپن سال کی عمر مقدس، ایسے حالات میں جنگ کریں تو

Marfat.com

کیوں کر۔ مگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نواسے اور شیر خدا کے فرزند اور سیدۃ النساء کے شہزادے نے اسلام کے تحفظ اور اپنے فرائض کو اس خوش اسلوبی سے سرانجام دیا جس کی نظیر آج تک تو کیا قیامت تک نہیں مل سکتی۔ اس لئے معرکہ کربلا میں باطل کے ساتھ حق اور ظلم وستم کے ساتھ مظلومیت، تمام مادی قوت کے ساتھ روحانیت کا مقابلہ تھا۔ اس لئے اس کے تقاضے وہی تھے جن کو حکیم الامت نباض اسلام امام عالی مقام سرکار حسین رضی اللہ عنہ نے پورا کیا۔ ایک بار پھر نواسہ رسول نے اتمام حجت کے لئے آواز تنبیہ بلند فرمائی۔

کوئی ہے جو حرمات رسول سے دشمنوں کے شر کو دور کرے۔ کوئی خدا پرست ہے جو ہمارے معاملہ میں خدا سے ڈرے۔ کوئی فریاد رس ہے جو ثواب خداوندی کی خاطر ہماری فریاد رسی کرے۔ کوئی مددگار ہے جو حصول اجر کی خاطر ہماری مدد کرے۔

مگر سنگدلوں پر سرکار امام رضی اللہ عنہ کے اس آگاہی کا کچھ اثر نہ ہوا۔ مگر امام رضی اللہ عنہ کی آواز آگاہی سے تمام عالم جہانیہ میں تلاطم برپا ہو گیا۔ کائنات کے ذرہ میں کھلبلی مچ گئی۔ چونکہ ندائے آگاہی مطلق ہے۔ اس میں کوئی اشقیاء سے نہیں ہے۔ بظاہر پروردگار عالم بھی اس اطلاق میں شامل ہے کہ ہے کوئی جو ہماری مدد کرے۔ اس لئے پروردگار جل شانہٗ سبحانہ تعالیٰ نے اس کا عملی ثبوت پیش فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے نصرت کو ایک پرندہ کی شکل میں بھیجا اور اس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک پر اپنے پر ہلائے اور کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اختیار دیا ہے چاہو تو آپ کو دشمنوں پر ظاہری فتح دے دیتا ہوں۔ اور چاہو تو میری ملاقات لقاء کو اختیار کر لو۔ آپ نے برضاء خوشی ورغبت پروردگار عالم کی لقاء کو اختیار فرمایا۔ (حیات

Marfat.com

ج ۲ ص ۳۱۶)

کہ اللہ تعالیٰ نے کئی ہزار فرشتے بھی بھیجے کہ حکم دیں تو آپ کی مدد کریں۔ یالقاءرب کو اختیار کریں تو آپ نے فرمایا میں اپنے پروردگار کی رضاء ابتلا پر لقاء چاہتا ہوں۔ اسی طرح جنات کی جماعت کثیرہ نے بھی حاضر خدمت ہو کر مدد کرنے کی اجازت چاہی تو آپ نے انکار فرمادیا۔

سیدنا علی اوسط المعروف بہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سخت بیماری کی حالت میں عصا پر ٹیک لگائے اور لڑکھڑاتے ہوئے خیام سے اٹھے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے ان کو تھاما اور فرمایا اے علی اس حالت میں کہاں جا رہے ہو عرض کیا ابا جان نے ندائے آگاہی فرمائی تھی۔ پھوپھی جان میں ابن رسول اللہ پر جان قربان کرنے جا رہا ہوں۔ امام عالی مقام یہ منظر دیکھ کر فرمانے لگے۔ اے بہن اس کو روک رکھو ایسا نہ ہو کہ زمین آل رسول سے خالی ہو جائے۔ چنانچہ بہت اصرار کے بعد سیدہ نے امام سجاد زین العابدین کو روک لیا اور خیام میں لٹا دیا۔

طفل شیر خوار شہزادہ علی اصغر ابن امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت

اولاد میں سے یہی علی اصغر چھوٹے تھے۔ حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ بہت پیار اسی لئے فرمایا کرتے تھے کہ یہ میرا سب سے چھوٹا بیٹا ہے کربلا کے اسی خونی منظر میں کچھ کچھ دیر کے بعد جب بھی آپ خیام میں تشریف لاتے اور فرمایا کرتے تھے اصغر دو۔ آپ ان کو لے کر بوسہ دیتے اور پیار کرتے پھر چلے جاتے۔ اب یہ حالت ہے کہ فرزند ارجمند نور نظر حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہ پیاس کی شدت سے تڑپ رہے ہیں۔ ماں کا دودھ خشک ہو گیا ہے پانی کا نام ونشان تک نہیں ہے۔ اس چھوٹے

Marfat.com

سے بچے کی ننھی سی زبان باہر آ رہی ہے۔ عالم طفلی میں ہاتھ پاؤں مارتے ہیں۔ پیچ کھا کھا کر رہ جاتے ہیں ماں کی طرف دیکھتے ہیں اور سوکھی زبان دکھلاتے ہیں۔

لیکن یہ نور نظر والدہ معظمہ وحضرت امام کے متعلق کیا جانتے ہیں کہ آج میرے باپ کے پاس میرا خشک حلق تر کرنے کے لئے پانی کا قطرہ بھی نہیں ہے۔ ظالموں نے پانی بند کر دیا ہے۔ ماں اور باپ کا دل بے چینی سے پاش پاش ہو رہا ہے۔ اور چھوٹے بچے کی یہ بے تابی دیکھی نہیں جاتی۔ والدہ نے حضرت امام سے عرض کیا۔ اس کا صدمہ مجھ سے دیکھا نہیں جاتا۔ اس کو گود میں لے کر جا کر ظالمان سنگ دل کو دکھائیں۔ ہو سکتا ہے اس ننھے سے بچے کی حالت کو دیکھ کر ان کے دل میں رحم آ جائے۔ تو اس کو چند قطرے پانی دے دیں۔ اس کا خشک حلق تر ہو جائے اس سے ان کو کیا عداوت ہو سکتی ہے۔ حضرت امام عالی مقام اسی خیال سے اپنے اس نور نظر علی اصغر کو سینہ سے لگا کر قوم اشقیاء کے سامنے لے کر گئے۔ اس وقت بھی شہزادہ شدت پیاس سے بلک رہے تھے۔ اسی حالت زار میں حضرت امام نے فرمایا۔

اے قوم تم نے میرے اہل بیت اور میرے رفقاء واحباب کو قتل کر دیا ہے۔ یہ طفل شیر خوار باقی ہے۔ اسے پانی کا ایک گھونٹ دے دو۔ ذرا دیکھو تو سہی کس طرح یہ بیگناہ شدت پیاس سے تڑپ رہا ہے۔ (حیات ج ۲ ص ۲۲۰)

اللہ یہ وہ دردناک آواز تھی جس سے زمین اور آسمان کانپ رہے تھے۔ اور فرشتے محو حیرت دیکھ رہے تھے کہ جس کے گھر سے ایک دنیا کو رحم وکرم کی سوغات ملتی ہے۔ اس کے گھر کا ایک ننھا سا ہونہار بچہ علی اصغر پانی کے ایک قطرے کو ترس رہے ہیں۔

Marfat.com

حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کا یہ سلسلہ کلام جاری ہی تھا، اگر مجھ پر رحم نہیں کرتے تو اس بچہ پر رحم کرو۔ (حیات ج ۳۲۰)

فوج اشقیاء پر اس کا یہ اثر ہوا کہ ایک دوسرے سے کہنے لگے اگر اس بچے کو پانی دے دیا جائے تو کیا حرج ہے۔ پسر سعد نے اس حالت میں فوج کو دیکھ کر ایک شخص حرملہ ابن کاہل کو حکم دیا۔ اے حرملہ حسین کے اس کلام کو قطع کر دے حرملہ نے فوراً تیر اس زور سے نشانہ لگا کر مارا کہ وہ تیر فراٹے لیتا ہوا آیا اور شہزادہ علی اصغر رضی اللہ عنہ کے نازک کان پر آلگا کہ ایک کان کو چھیدتا ہوا دوسرے کان سے پار ہو گیا۔

نور کا پتلا پدرِ شفیق کی گود میں لپٹا ہوا خون میں نہا گیا اور تڑپ تڑپ کر باپ کی گود میں جان دے دی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

میں سمجھتا ہوں کہ پانی مانگنے والی یہ روایت غیرت حسینی کے خلاف ہے البتہ اتمام حجت کے لئے ہو تو پھر اور بات ہے

امام عالی مقام اپنے نور نظر کی شہادت کی موت پر شدید غمگین ہوئے اور آسمان کی طرف چہرہ انور کر کے فرمایا۔ لَا یَکُوْن اَھْوَنَ عَلَیْکَ مِن فَصِیْل۔ اے الہ العالمین تیری نگاہ نے یہ بچہ ناقہ صالح علیہ السلام کے بچہ سے پست مرتبہ کر دیا۔ غیب سے ندا آئی۔ یَاحُسَیْنَ دَعْہُ فَاِنَّ لَہٗ مَرضَعًافِی الجَنَّۃ۔

اے حسین اسے چھوڑ دو اس کے لئے جنت میں دایہ موجود ہے۔ پھر آپ سا شگوفہ تمنا دل کو خیام میں لائے تو اہل بیت والوں اور ان کی محترمہ نے اول نظر میں دیکھا کہ بچہ میں بیتابانہ حرکتیں نہیں ہیں۔ سکون کا عالم ہے۔ نہ وہ اضطراب ہے اور نہ وہ بے قراری ہے۔ خاموشی ہی خاموشی ہے۔ گمان ہوا کہ پانی مل گیا ہوگا۔ لیکن جب

Marfat.com

امام قریب آئے تو والدہ علی اصغر سے فرمایا لو اپنا بیٹا اصغر اس کو دنیا کا پانی میسر نہیں آسکا۔ لیکن ہاں میرے نانا جان ﷺ ساقی کوثر کے ہاتھوں اصغر آب کوثر سے سیراب ہوگیا ہے اور اپنے خاندان عالیہ کے شہداء میں جنت کو سدھار گیا ہے۔ والدہ محترمہ کا دل پاش پاش ہوگیا۔ اہل بیت کی حرمان مقدسہ ننھے کی شہادت پر روئیں۔ کہ ان ظالموں کے ظلم کی انتہا یہ ہے کہ چھوٹے سے بچے پر بھی ترس نہ کھایا اور کس طرح اس کو ظلم تیر کا نشانہ بنایا۔ حضرت امام نے صبر تلقین فرمائی۔

چھوٹے ننھے علی اصغر کی لاش اقدس کو اٹھایا اور خیام کے قریب شہدائے کربلا کی لاشان مقدسہ کے پاس لاش اقدس کو رکھ کر حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے آسمان کی طرف نگاہ فرما کر آنکھوں سے آنسو بہا کر فرمانے لگے۔ اے الہ العالمین تیرا شکر ہے کہ حسین کی یہ چھوٹی سی قربانی بھی قبول فرمالی ہے۔ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ اِحْسَانِهٖ وَتَوَائِهٖ۔
(حیات ج ۲ ص ۳۲۱)

نور نظر اصغر کو لاشوں پہ رکھ کر
شبیر اٹھے دامن اقدس کو جھاڑ کر

وقت آخر امام عالی مقام رضی اللہ عنہ اہل بیت کے جھرمٹ میں

نوبت یہاں تک آگئی کہ جانثار سب ایک ایک کر کے رخصت ہوگئے اور اپنی جانیں حق پر قربان کر گئے۔ اب تنہا سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کارزار میں روانہ ہو رہے ہیں۔ یہ گھڑی بڑی قیامت خیز تھی جب سرکار سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ تھوڑی ہی دیر کے بعد اپنی بیویوں اور بچوں اور دیگر اہل حرم سے جدا ہو رہے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اب سیدزادیاں جو میرے جھرمٹ میں ہیں عنقریب اسیر ہو جائیں گی اور سب

Marfat.com

کے چہروں پر حسرت و یاس برس رہی ہے کہ ان کے سرداران سے جدا ہو رہے ہیں۔
(حیات ج ۲ ص ۳۲۲)

سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

یہ فرزند ارجمند حضرت علی اوسط المعروف بہ سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ باجود بیماری اور ضعف کے اس قدر کہ سفر کی کوفت بھوک و پیاس و متواتر فاقوں اور پانی نہ ملنے سے ضعف اس قدر بڑھ گیا کہ کھڑے ہوتے وقت بدن مبارک لرزتا تھا۔ باوجود اس کے ہمت مردانہ کا یہ حال کہ عرض کرتے ہیں ابا جان اب مجھے میدان کار زار میں جانے کی اجازت دیں اور میرے ہوتے ہوئے آپ کارزار میں نہ جائیں۔ سرکار سید الشہداء سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے بیٹے کو سینے سے لگالیا اور فرمایا اے میری جان جو کچھ میرے پاس تھا وہ راہ حق میں قربان کر چکا ہوں اور اپنا ناچیز ہدیہ راہ خدا میں نذر کرنے کے لئے تیار ہوں۔ تم بیمار ہو اور کھڑے بھی نہیں ہو سکتے اور شائد اس میں یہ بھی حکمت الٰہیہ تھی کہ تم ہی سے میری نسل جاری ہونی ہے اور ان اہل بیت کو وطن تم ہی نے پہنچانا ہے اور ان کی نگہداشت تم ہی نے کرنی ہے حسینی سیدوں کا سلسلہ تم ہی سے جاری ہوگا۔ اسی لے آخری چراغ تم ہی ہو۔ تمہارے نور سے دنیا مستفیض ہوگی۔ نانائے پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دلدار گان حسن تمہارے ہی روئے تاباں سے ہے۔ حبیب حق کے انوار تجلیات کی زیارت کریں گے۔ اے نور نظر، لخت جگر یہ تمام کام تمہارے ذمہ ہیں میرے بعد تم ہی میرے جانشین ہو گے۔ تمہیں میدان کارزار میں جانے کی اجازت نہیں بیمار لخت جگر جن میں بوجہ بیماری پہلے ہی سکت نہ رہا تھا اب حکم امام کے آگے کچھ نہ کہہ سکے اور دیکھ رہے ہیں کہ اب میرے عظیم باپ شفیق

Marfat.com

ہمیشہ کے لئے جدا ہو رہے ہیں۔ (حیات ج ۲ ص ۳۲۲)

سیدہ سکینہ رضی اللہ عنہا

یہ جگر خراش منظر کہ امام اپنی محرمات مقدسہ کے جھرمٹ میں ہیں کہ سیدہ حضرت سکینہ رضی اللہ عنہا کو اپنی آغوش میں لئے ہوئے ہیں یہ سات سالہ شہزادی جن کے ساتھ حضرت امام کو بے پناہ محبت ہے اور سیدہ سکینہ دیکھ رہی ہیں کہ میرے ابا جان مجھ سے جدا ہو رہے ہیں۔ سیدہ سکینہ امام کی لاڈلی بیٹی اس حال میں معصومانہ انداز میں کہتی ہیں۔ ابا جان کیا آپ موت کی تیاری کر رہے ہیں۔ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے پیاری سکینہ جس کا کوئی یارو مددگار نہ ہو وہ موت کے لئے تیار نہ ہو تو اور کیا کرے۔ سیدہ سکینہ رضی اللہ عنہا کہنے لگی۔ اچھا تو پھر ابا جان ہم کو حرم کی طرف بھیج دو۔ سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ بصورت ضرب المثل اے پیاری بیٹی۔ کاش اگر قطا (پرندہ) کو آزاد کر دیا جاتا تو آرام کی نیند سو جاتا۔ باپ اور سات سالہ بیٹی کی ان باتوں پر حرمات مقدسہ رو پڑیں اور امام رو پڑے۔ آپ نے صبر کی تلقین فرمائی اور سیدہ سکینہ کو بہت پیار اور دلاسے دیئے۔

امام رضی اللہ عنہ کا وقت آخر لباسِ ستر زیب تن کرنا

پھر اپنی ایک اہلیہ سے فرمایا مجھے میرا وہ لباس دو جو میں اوپر کے لباس کے نیچے پہنا کرتا ہوں جو جسم کے بالکل ساتھ مل جاتا ہے تاکہ میں جب شہید ہو جاؤں تو ایسا نہ ہو کہ میرا جسم برہنہ ہو۔ اوپر کا لباس پھٹ بھی جائے تو جسم کے ساتھ ہوگا اس سے میرا جسم برہنہ نہ ہو سکے۔ حرمات مقدسہ نے یہ لباس پیش کیا تو رو پڑیں۔ پھر سرکار

Marfat.com

سیدنا امام عالی مقام نے اپنے زیریں لباس پہنا اور پھر اس کے اوپر اپنا کھلا لباس پہنا پھر اس کے اوپر اپنا جبہ مبارک پہنا اور عمامہ سر پر کپڑے کی ٹوپی رکھ کر باندھا اور ایک چادر مبارک اپنے کندھوں پر رکھی اور پھر زرہ پہنی اور ہاتھ میں تلوار لی اور چہرے وریش اقدس پر دونوں ہاتھ پھیرے۔ اور سرکار سید الشہداء نے فرمایا۔ میری طرف سے سلام ہو تم پر اب میں جا رہا ہوں۔ یہ ایک عجیب دردناک اور رقت آمیز وقت تھا جب کہ اب ان کے سرداران سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو رہے ہیں۔ سب کی نگاہیں سرکار امام رضی اللہ عنہ کی طرف لگی ہوئی ہیں اور امام ان کو دیکھتے دیکھتے خیام سے باہر تشریف لائے تو اس وقت اہل خیام پر کیا گزری ہوگی۔ (الحیات الخفی ۲: ۳۲۳)

عصر کا وقت آ گیا وعدہ وفا ہونے کو ہے
زیر خنجر آج سبط مصطفیٰ ہونے کو ہے
آج آثار قیامت ہیں نمایاں دہر میں
سجدہ خالق میں کس کا سر جدا ہونے کو ہے

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی بے مثال شجاعت

سرکار سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ جونہی باہر نکلے اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوتے ہی قوم اشقیاء کی طرف نکل پڑے اور فرمایا۔ ھل من مبارز ہے۔ کوئی جو میرے مقابلے کو آئے، شجاعت وشہامت کے وہ جوہر دکھائے کہ قوم اشقیاء حیران رہ گئے اور لسان مبارک پر یہ الفاظ فرما چکے تھے۔

خَیرۃُ اللّٰہِ حَق اَلحَقَّ اَبِی
بَعْدَ جَدِّی وَاَنَا الْخَیرُ تَیْنَ

Marfat.com

وَ؟الِـذَی شَـمُـسٌ وَاُمِّی قُـمَّـهُ

وَاَنَـا الُـکَوکِبٌ وَابـنِ انـیـریـن

فَـعَّةُ قَـدُ صِیُـغَـت مِنُ ذَهَـبَ

وَاَنَـا الـفَـغَـة وَابُـنِ الـذَّهَبَینَ

مَـنُ لَـهُ جَد کَـجِدِی فِـیُ الْوَرٰی

اَمُ کَـامِـی فِـیُ جَمِیُع الثـقَـلَیُـن

فَـاطِمَـه الزَّهَرَا لَا یَطَالَ فِیُ هِیجَانَهٗ

یَـومَ بَـدُرِثَـمَّ اَحَـدَ جُـنَـیُـنَ

اِبُنَ عَـمِّی الُـمُـصُـطَفٰی مِنُ هَاشِم

وَشُـجَـا ع حَـامِـل الـلـراسـتَیُـنَ

نواسہ سید الابرار فرزند حیدر کرار کی بے مثال بہادری کو دیکھ کر قوم اشقیاء پر خوف طاری ہوا کہ ادھر ادھر بھاگنے شروع ہو گئے۔

حسین رضی اللہ عنہ جن کا سارا گھرانہ ان کی آنکھوں کے سامنے شہید ہو گیا پھر یہ حسین ایسے شجاع اور ثابت قدم اور مطمئن اور قوم اشقیاء کی حالت یہ تھی کہ ہر طرف سے ان پر پیادے حملے کرتے تھے مگر امام حسین رضی اللہ عنہ نے ایسے جوابی حملے کئے کہ وہ اس طرح بھاگ کر منتشر ہو جاتے تھے جیسے ٹڈیاں بھاگتی ہیں اور پھر امام اپنے اصل مرکز کی طرف آتے اور فرماتے لاحول ولاقوۃ (الحیات الکھی ۲: ۳۲۴)

گویا کہ سیدنا امام عالی مقام نے مافوق عادت شجاعت کے وہ جوہر دکھائے کہ سینکڑوں کی تعداد میں اشقیاء کو مار ڈالا یہ تھا روحانی طاقت کا کرشمہ کمال، اس حالت

Marfat.com

کو دیکھ کر قوم اشقیاء کے سپہ سالار عمرو ابن سعد کو یہ کہنا پڑا۔

اے اشقیاء افسوس ہے تم پر کچھ جانتے ہو کہ تم کس سے جنگ کر رہے ہو یہ عرب کے سب سے بڑے جنگجو بہادر علی ابن عمران ابو طالب کے فرزند ہیں، ان پر چاروں طرف سے ایک ساتھ حملے کر دو۔

پھر سیدنا امام عالی مقام پر ہر طرف سے تیروں کی بوچھاڑ ہونے لگی اور امام عالی مقام زخموں سے چور ہوتے گئے اور حالت غیر ہوتی جا رہی تھی لیکن باوجود اس کے اپنے حوصلہ کو بلند رکھتے ہوئے آپ نے اپنے گھوڑے کو نہر فرات میں ڈال دیا، چاہا کہ پانی پئیں کہ ایک ظالم حسین بن تمیم نے ایسا تیر مارا کہ سرکار امام کے حلق مبارک پر آ لگا آپ نے تیر کو کھینچا کہ خون کا فوارہ پھوٹ پڑا، امام نے ہاتھ نیچے رکھا اور دونوں چلو خون سے بھر گئے آپ نے خون آسمان کی طرف پھینکا اور زبان اقدس سے فرمایا۔

یا الہ العالمین الیک المشتکی من قوم اراقوا دمی و منعونی شرب الماء۔

میں اس قوم اشقیاء ظالموں کا شکوہ تیری ہی بارگاہ میں کرتا ہوں جنہوں نے میرا خون بہایا اور پانی نہ پینے دیا، پھر اپنی چادر کو لپیٹ لیا، بعض روایات صحیحہ میں یہ بھی آیا ہے کہ جب گھوڑا پانی میں گیا تو اس نے اپنا منہ پانی پینے کے لئے نیچے کیا تو سرکار امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

اے گھوڑے تو بھی پیاسا ہے تو میں بھی پیاسا ہوں، خدا کی قسم میں بھی اس وقت تک پانی نہیں پیوں گا جب تک تو پانی نہ پیئے گا سرکار سید الشہداء نواسہ رسول کا

Marfat.com

یہ کلام سن کر گھوڑا سمجھ گیا اور وفادار نے فوراً اپنا منہ پانی سے اٹھالیا، پھر آپ گھوڑے کو فرات سے باہر لے آئے اور گھوڑا دوڑاتے ہوئے اپنے خیام میں آئے۔

سرکار امام عالی مقام جب دوبارہ اپنے خیام میں تشریف لائے تو اپنی اہل حرمات سے فرمایا بس یہی آخری بار حاضری تھی اب اس کے بعد میری واپسی نہیں ہوگی، میں تم کو تلقین کرتا ہوں کہ صبر کرنا اور پروردگار عالم کا شکر بجالانا کہ ثواب عظیم کے مستحق ہو جاؤ۔

اب تم پر بلا اور مصیبت آنے والی ہے یقین کرلو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا نگہبان اور مددگار ہے وہ تمہیں دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے گا اور تمہارا انجام خیر و عافیت کے ساتھ ہوگا اور تمہارے دشمنوں کو طرح طرح کے عذاب میں مبتلا کرے گا اور تمہاری مصیبت کے بدلے میں تم کو اعلیٰ انعام و اکرام دے گا، تم کسی قسم کا شکوہ نہ کرنا اور کوئی کلمہ منہ سے ایسا نہ نکالنا جو تمہاری شان کے خلاف ہو۔ (الحیات الخفی ۲: ۳۲۴)

قبل از شہادت امام رضی اللہ عنہ فرمودہ دعاء حل مشکلات

سیدنا امام زین العابدین فرماتے ہیں کہ جب دوبارہ مجھ سے میرے ابا جان سرکار سید الشہداء خیام میں ملنے آئے تو اس وقت دامن اقدس خون آلود تھا اور فرمایا بیٹا یہ دعا یاد کرلو جو ہر مصیبت و مشکل کی کنجی ہے اور یہ دعا مجھے میری امی جان سیدہ فاطمہ علیہا السلام نے بتائی اور ان کو میرے نانا جان علیہ الصلوۃ والسلام نے تعلیم فرمائی اور اس حال میں دنیا سے جاتی مرتبہ تم کو تعلیم دیتا ہوں وہ دعا یہ ہے۔

بِحَقِّ یٰسٓ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيْمِ وَبِحَقِّ طٰهٰ وَالْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ يَامَنْ يَقْدِرُ عَلٰى حَوَائِجِ السَّائِلِيْنَ يَامَنْ يَعْلَمُ مَا فِى الضَّمِيْرِ يَا مُنَفِّسُ عَنِ

Marfat.com

الْمَكْرُوبِيْنَ يَا مفرِّجُ عَنِ الْمَغْمُوْمِيْنَ يَا رَاحِمَ الشَّيْخِ الْكَبِيْرِ يَا رَزَّاقَ الطِّفْلِ يَا مَنْ لَا يَحْتَاجُ اِلَى التَّفْسِيْرِ صَلِّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ۔ (الحیات الخی ۲: ۳۲۴)

(وَافْعَلْ بِیْ كَذَا وَ كَذَا) یہاں پر لفظ افعل بی کے آگے جو اپنی حاجت ہو اس کا ذکر کرے اور کذا کذا کا لفظ بعد میں بولا جا سکتا ہے معنی ہیں اس طرح اور اس طرح اور وافعل کے معنی کر بی میرے لئے۔

مسلمانان عالم اسلام کے استفادہ کے لئے میں بھی اس دعا کو موجب برکات و حسنات حل مشکلات و حاجات کی براری کے لئے پیش کر رہا ہوں، اس دعائے مبارکہ کو یاد کر لیں اور بغیر کسی پابندی کے باوضو ہو کر جب چاہیں بارگاہ الٰہی میں پیش کریں۔ قادر مطلق صدقہ آل رسول ﷺ کرم فرمائے گا۔

اس نصیحت و تلقین اور دعا کے بعد آخری سلام کہتے ہوئے خیمہ سے باہر تشریف لے آئے اور گھوڑے پر سوار ہو گئے۔

سرکار سید الشہداء سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت عظمیٰ

امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ جونہی کارزار میں آئے تو پھر قوم اشقیاء کا بڑی بہادری سے مقابلہ کیا اور کئی ظالموں کو مار ڈالا، شمر ذی الجوشن نے اپنے لشکر کو کہا کہ پیادہ لشکر آگے ہو جائے اور سوار لشکر پیچھے ہو جائے اور لکھ دیا کہ تیر چلانے شروع کر دو، اس حکم کا ملنا تھا کہ قوم اشقیاء نے نواسہ رسول سرکار عالی مقام پر ہر طرف سے تیر چلانے شروع کر دیئے تو امام عالی مقام نے فرمایا: اے بری قوم یاد رکھو تم نے رسول اللہ ﷺ کے بعد ان کی عترت کے ساتھ برا سلوک کیا ہے اور میرے بعد پھر تم کسی

Marfat.com

ایسے شخص کو قتل نہ کرسکو گے جس کا تم کو کوئی خوف محسوس ہو۔ بلکہ میرے عظیم قتل کے بعد تمہیں دوسروں کا قتل کرنا آسان ہوگا واللہ میں شہادت کے درجہ پر فائز ہوں لیکن یاد رکھنا میرے قتل کے بعد تم سے وہ انتقام لیا جائے گا تم اس کو سوچ بھی نہیں سکتے۔ (الحیات الخفی ۲:۳۲۵)

اس اثناء میں ایک ملعون ابومختوف جعفی نامی نے سرکار سیدی امام عالی مقام کی پیشانی اقدس پر اس قدر زور سے تیر مارا کہ امام رضی اللہ عنہ کا سر چکرا گیا اور خون کا فوارہ چھوٹ پڑا، چہرہ اقدس پر خون رواں تھا، امام رضی اللہ عنہ نے چہرہ اقدس آسمان کی طرف کیا اور زبان سے فرمایا:

اے میرے اللہ تو دیکھ رہا ہے کہ تیرے سرکش بندے میرے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہیں۔ (الحیات الخفی ۲:۳۲۶)

انہوں نے اس پیشانی پر تیر مارا ہے جو تیرے نبی کی بوسہ گاہ تھی اور ندا غیب آئی، ظالموں کس پیشانی اقدس پر تیر مارا ہے۔

مَسَّحَ النَّبِیُّ جَبِیْنَهٗ

فَلَهٗ البریق فی الخدود

اَبَوَاهُ مِنْ عُلْیَا قُرَیْش

وَجَدُّهٗ خیر الا الخدود

ترجمہ: جس کے ماتھے کو نبی نے چوما اور وہ نور اس سے چمک رہا ہے جس کے ماں باپ بلند درجہ والے اور جن کے نانا جان ساری کائنات میں اعلیٰ ہیں۔

اس اثناء میں ایک ظالم ملعون نے ایک ایسا سہ شعبہ تیر اس زور سے مارا کہ

Marfat.com

تین نوکوں والا تیز دھار تیر فراٹے کھاتا ہوا آیا۔ سرکار سیدی امام رضی اللہ عنہ کے سینہ اقدس پر لگا جو سینہ طاہر کو چیرتا ہوا آر پار ہو گیا، اس تیر کا لگنا تھا کہ امام رضی اللہ عنہ تڑپ گئے اور زبان حال سے فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اور پھر چہرہ مبارک آسمان کی طرف کر کے فرمایا: اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ اِنَّهُمْ يَقْتُلُوْنَ رَجُلًا لَيْسَ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ ابْنُ نَبِيٍّ غَيْرُهٗ۔ اے الہ العالمین تو جانتا ہے کہ یہ لوگ ایک ایسے شخص کو قتل کر رہے ہیں کہ روئے زمین پر ان کے سوا اس وقت کوئی فرزند رسول نہیں ہے۔ امام عالی مقام نے ہر ممکن کوشش فرمائی کہ سہ شعبہ تیر سامنے سے کھینچ لوں لیکن جب وہ نہ کھینچا گیا تو امام رضی اللہ عنہ جھکے اور جھک کر پچھلی جانب سے اس تیر سہ شعبہ کو کھینچا، تیر سہ شعبہ کا باہر کھینچنا تھا کہ خون پرنالے کی طرح جوش مار کر نکلا، سرکار عالی مقام نے ہاتھ نیچے رکھا جب خون چلو میں بھر گیا تو اس کو اوپر کی طرف پھینک دیا مگر ایک قطرہ بھی واپس زمین پر نہ آیا، پھر دوبارہ جو ہاتھ میں خون لیا اس کو اپنی ریش اقدس اور چہرہ اقدس پر مل لیا اور فرمایا۔

میں اسی طرح خون کا خضاب لگائے اپنے نانائے پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گا اور عرض کروں گا یارسول اللہ مجھے فلاں فلاں نے مارا۔ (الحیات الکبٰی ۳۲۶، سوانح کربلا)

اسی اثناء میں ایک ظالم ملعون صاع بن وہب مزنی نے آپ کی پشت مبارک میں اس زور سے تیر مارا کہ آپ زین فرس پر سنبھل نہ سکے اور تڑپ کر فرش زمین پر داہنے رخسار مبارک کے بل تشریف لائے۔

Marfat.com

جونہی امام عالی مقام سرکار رضی اللہ عنہ زمین پر تشریف لائے تو پھر اٹھے تو چلنا چاہا تو پھر گر گئے پھر اٹھے تو پھر گر گئے قدم چلنے نہ پائے اور اٹھنے نہ پائے تو کوئی شقی نیزہ مارتا اور کوئی تلوار حتی کہ سرکار گر پڑے۔(الحیات الحی ۲:۷ ۳۲)

اسی اثناء میں حصین بن نمیر نے دہن اقدس پر تیر مارا اور زرعہ بن شریک نے آپ کے بائیں بازو پر تلوار ماری اور ایک ملعون نے دائیں شانے پر تلوار ماری اور سنان بن انس نخعی نے آپ کی ہنسلی کی ہڈی میں نیزہ مارا جس سے آپ زمین پر اوندھے منہ گرے پھر اٹھے اور حلق سے تیر کو کھینچا، اسی حال میں قوم اشقیاء نے سرکار امام کو گھیر لیا۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو جب یہ معلوم ہوا تو خیام سے آواز دی اے بھائی جان، اے سردار، اے اہل بیت کاش آج آسمان گر پڑتا اور کاش پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جاتے، پھر عمرو ابن سعد کو آواز دی، اور فرمایا تو دیکھ رہا ہے کہ ابوعبداللہ الحسین قتل کئے جا رہے ہیں، عمرو ابن سعد نے اس دردناک آواز کو سنا، راوی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ اس وقت عمرو ابن سعد کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے لیکن وہ جو کچھ جواب نہ دے سکا پھر آپ نے فرمایا کیا تم میں کوئی مسلمان نہیں رہا؟ اس آواز نے کربلا کی زمین لرزا دی، سنگ دلان اشقیاء خاموش ہو گئے ارض و سما کی ایک عجیب حالت پیدا ہو گئی کہ نواسہ رسول لخت جگر زہراء بتول فرزند علی المسلول برحق سلطان الشہداء زخموں سے چور چور اور خاک و خون میں پڑے ہوئے ہیں۔

خستہ حالت میں خاک پر تشریف فرما تھے کہ مالک بن نسر کندی ملعون نے آگے بڑھ کر سرکار سید الشہداء کے سر مبارک پر تلوار ماری جس سے عمامہ کے نیچے جو

Marfat.com

ٹوپی تھی وہ کٹ گئی اور سر مبارک بھی شگافتہ ہو گیا، سیدنا امام رضی اللہ عنہ نے خون آلود ٹوپی پر عمامہ پھر باندھ لیا تاکہ یہ پٹی کا کام بھی دے۔

لَا اَکَلتَ بِیَمنِکَ وَلَا شَرِبتَ وَحَشَرَکَ اللّٰہُ مَعَ الظّٰالِمِینَ۔

تجھے اس داہنے ہاتھ سے کھانا پینا نصیب نہ ہو، ظالم خدا تیرا حشر ظالموں میں سے کرے۔ سرکار امام رضی اللہ عنہ اس دعا کا نتیجہ نکلا کہ اس ظالم کے دونوں ہاتھ مفلوج ہو گئے اور وہ اسی حالت میں مر گیا۔

سرکار سیدی امام رضی اللہ عنہ کو زین فرس سے فرش زمین پر آئے ہوئے کافی دیر ہو چکی ہے، دشمن تو چاہتا تھا ہے کہ آپ کو بہت پہلے ہی شہید کر دیا جاتا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہ گناہ عظیم کوئی اپنے سر لینا نہیں چاہتا تھا، آخر کار شمر لعین نے کہا کیا انتظار ہے ان کا کام جلد ختم کرو، خولی بن یزید اصبحی لعین آگے بڑھا اور قریب ہوتے ہی لرز گیا اور چلا گیا، شمر نے کہا کانپتا کیوں ہے اس کے بعد یہ ظالم معلون خود آگے بڑھا اور ناقابل بیان زبان وقلم گستاخانہ طریقہ میں بیٹھ گیا اس ملعون ومبروص کو سرکار سیدی امام رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو فرمایا۔

اللّٰہ اکبر صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُولُہٗ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ کَاَنِّی اَنظُرُ اِلٰی کَلبٍ اَبقَعَ یَلَغُ فِی دَمِ اَہلِ بَیتِی۔

رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ میں ایک سفید داغ والے کتے کو دیکھ رہا ہوں جو میرے اہل بیت کے خون میں منہ ڈال رہا ہے اے شمر تم وہی ہو۔

سرکار سیدی امام رضی اللہ عنہ نے زبان اطہر سے قرآن عظیم کی تلاوت فرمائی۔

Marfat.com

قِيۡلَ ادۡخُلِ الۡجَنَّةَ ؕ قَالَ يٰلَيۡتَ قَوۡمِىۡ يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۶﴾ بِمَا غَفَرَ لِىۡ
رَبِّىۡ وَجَعَلَنِىۡ مِنَ الۡمُكۡرَمِيۡنَ ﴿۲۷﴾۔

کہ اس شقی ملعون نے تلوار کی پے در پے ضربات سے نواسہ سید الابرار سید الشہداء سرکار سیدنا امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کا پس گردن سے سر اقدس تن اطہر سے جدا کر دیا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔

اُولٰٓـئِكَ عَلَيۡهِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَرَحۡمَةٌ وَ
اُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡمُهۡتَدُوۡنَ ﴿۱۵۷﴾۔

تاریخ عالم کا یہ عدیم النظیر واقعہ عظیمہ اور شہادت رفعہ محرم الحرام کی دسویں یوم عاشورہ تاریخ ۶۰ ہجری جمعۃ المبارک یوم عید المومنین افضل الایام کے عظیم دین اور عظیم ہی دن ٹھیک بوقت عصر چھپن سال پانچ ماہ پانچ دن کی عمر اقدس میں اس دار ناپائیدار سے رحلت فرمائی۔

شاہ است حسین بادشاہ ہست حسین
دین است حسین دین پناہ ہست حسین
سرداد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بناء لا الہ ہست حسین

(از خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سلطان الہند غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ)

جس نے اپنے نانا کا وعدہ وفا کر دیا

Marfat.com

صادق جانباز نے عہد وفا پورا فرمایا اور دین حق پر قائم رہ کر اپنا کنبہ اور اپنی جان راہ خدا میں اس اولعزمی سے نذر کی، گلا کاٹا گیا کربلا میں زمین الشہداء کے خون سے گلزار بنی، سر و تن کو خاک میں ملا کر اپنے جد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کی حقانیت کی عملی شہادت دی اور اس ریگستان کے ورق پر صدق و امانت پر جان قربان کرنے کے نقوش ثبت فرمائے۔

اَعْلَى اللّٰه تعالٰی مکانَهٗ وَاَسْکَنَهٗ بِجُبوحَة جَنانَهٗ وَاَمطر عَلَیْهِ شَابِیْب رَحْمَةٗ وَرِضْوَانَهٗ۔

کربلا کے بیابان میں ظلم و جفا کی آندھی چلی، مصطفائی چمن کے غنچہ و گل باد سموم کی نذر ہو گئے، خاتون جنت کا لہراتا ہوا باغ عین ٹھیک نماز کے وقت کاٹا گیا، فرزندان آل رسول کے لئے سر سے سردار کا سایہ اٹھا، بچے غریب الوطنی میں یتیم ہوئے، بیبیاں بیوہ ہوئیں، مظلوم بچے اور بیبیاں گرفتار کئے گئے۔

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

Marfat.com

قرآن اور سلام

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝٩ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝١٠ (پ ١١ یونس ع ٢)

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کا رب ان کے ایمان کے سبب انہیں راہ دے گا ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، نعمت کے باغوں میں ان کی دعا یہ ہوگی، اللہ تجھے پاکی ہے اور ان کے ملتے وقت خوشی کا پہلا بول سلام ہے اور ن کی دعا کا خاتمہ یہ ہے کہ سب خوبیاں سراہا اللہ جو رب ہے سارے جہاں کا۔

وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ۝٤٧۔ (پ ١٢ سورة طٰه ع ١١)

اور سلام ہے اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ۭ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ (پ ١٩ سورة نمل ع ١٩)

تم کہو سب خوبیاں اللہ کی اور سلام اس کے چنے ہوئے بندوں پر۔

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝٢٤۔

(پ ١٣ سورة رعد ع ٩)

سلام ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا ہی خوب ملا ہے۔

Marfat.com

ان مذکورہ آیات طیبات سے ثابت ہوا کہ مومنین، صالحین، متقین کو اللہ تعالیٰ نے دنیا وآخرت اور جنت میں سلام سے نوازا ہے جیسے سلام علی نوح، یا سلام علی ابراہیم، سلام علی الیاسین، سلام علی موسیٰ وہارون، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متبعین مومنین صالحین کو بھی سلام سے نوازا گیا ہے۔ اس لئے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی آل پاک اور سید الشہداء رضی اللہ عنہ پر سلام بھیجنا جائز ہے اور بھی کئی آیات اس امر کے جواز میں ہیں۔ نماز میں آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھی پڑھا جاتا ہے اور اس کے بغیر نماز نہیں تعجب ہے کہ آپ میں بھی ایک دوسرے کو احادیث نبویہ کے مطابق السلام علیکم کا حکم ہے اور اس کے جواب میں وعلیکم السلام کا حکم ہے بلکہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنے سے بیس نیکیوں کا ثواب مزید ہے کل تیس نیکیوں کا ثواب ہوا، اگر اسی طرح اول السلام علیکم کہنے والا بھی کہے تو اس کو بھی تیس نیکیوں کا ثواب، یہ سلام جائز ہے اور اولیاء وصالحین پر کیونکر جائز ہوسکتا ہے، ہاں خواہ ان کے حق میں رضی اللہ عنہ یا علیہ السلام اور مومنہ صالحہ پر علیہا السلام استعمال کیا جائے دونوں طریق سے جائز ہے ناجائز نہیں لیکن انبیاء کرام علیہم السلام پر تو مخصوص ہے کسی نبی کا نام لیا جائے اس پر علیہ الصلوٰۃ والسلام بولنا چاہیے۔

سلام بحضور سید الشہداء امام عالی مقام

جس کو دھوکے سے کوفہ بلایا گیا
جس کے بھائی کو زہر پلایا گیا
جس کا جنت سے جوڑا منگایا گیا
جس نے اپنا نانا کا وعدہ وفا کردیا
اس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

خاصہ رب داود پہ لاکھوں سلام
نور عین پیغمبر پر لاکھوں سلام
تشنہ آب خنجر پہ لاکھوں سلام
مالک نہر کوثر پہ لاکھوں سلام
اس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام
اس شہید دلدار پہ لاکھوں سلام

جس کا جھولا فرشتے جھلاتے رہے
لوریاں دے کے نوری سلاتے رہے
جن کو کندھوں پر آقا بٹھاتے رہے
جس پر سفاک خنجر چلاتے رہے
اس شہیدوں کے افسر پہ لاکھوں سلام
اس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام

جو جوانانِ جنت کا سالار ہے
جس کا نانا دو عالم کا سردار ہے
جو سراپائے محبوب غفار ہے
جس کا سر دشت میں زیر تلوار ہے

Marfat.com

اس صداقت کے پیکر پہ لاکھوں سلام
اس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام
جس کے بچوں کو پیاس سے رُلایا گیا
جس نے اپنا کنبہ سپرد خدا کردیا
جس کی گردن پہ خنجر چلایا گیا
جس نے حق کربلا کا ادا کردیا
جس کو تیروں سے چھلنی بنایا گیا
جس نے اپنے نانا کا وعدہ وفا کردیا
کرلیا نوش جس نے شہادت کا جام
اس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام

☆☆☆☆☆

بعد از شہادت امام واقعہ کربلا اور صدمہ سید عالم ﷺ

اس واقعہ سے حضور سید عالم ﷺ کو جو رنج پہنچا اور قلب مبارک کو جو صدمہ پہنچا وہ اندازہ اور قیاس سے باہر ہے، امام احمد و بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے عالم رویا میں حضور اقدس ﷺ کو دیکھا کہ مثل سنبل و معنبر و گیسوئے معطر بکھرے ہوئے اور غبار آلود ہیں اور سر انور اور داڑھی مبارک خاک آلودہ ہے اور دست مبارک میں ایک خون بھرا شیشہ ہے۔ بیدہ قارورۃ فیہا دم یہ حال دیکھ کر دل بے چین ہو گیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ قربانت شوم یہ کیا حال ہے کہ زلفیں مبارک بکھری ہوئی ہیں۔ داڑھی مبارک اور سر انور پر خاک کے آثار ہیں

Marfat.com

اور ہاتھ میں خونی قارورہ ہے تو آپ نے فرمایا میں مقتل حسین میں موجود تھا وہاں سے اس حال میں آیا ہوں اور ہذا دم الحسین واصحابہ یہ حسین اور اس کے ساتھیوں کا مقدس خون ہے یاد رہے کہ ایک ایسی ہی حدیث حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اے ام سلمہ اس خاک کو دیکھو جو تمہیں دے کر گیا تھا کہ شیشی میں رکھ دو جب یہ خون ہو جائے تو سمجھنا میرا حسین کربلا میں شہید ہو گیا، سیدہ فرماتی ہیں میں نے دیکھا کہ واقعی ہی وہ مٹی خون بن چکی تھی اور دوسرا میں نے بھی حضور اقدس ﷺ کو اس حال میں دیکھا پھر اس رویاء کے بعد سیدہ ام سلمہ روتی رہیں رضی اللہ عنہا (مشکوۃ شریف)

شہادت امام حسین ! کے بعد غضب خداوندی کے آثار

بیہقی اور ابو نعیم نے بصرہ ازدیہ سے روایت کی ہے کہ جس روز سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو مَطَرَ السَّمَاءُ دَماً فاصبحنا وَجِبَابُنَا وَجِرَارُنَا وَكُلِّ شَيٍ لَنَا مَلَانُ دَماً۔ آسمان سے خون برسا صبح کو ہمارے مٹکے (گھڑے) اور تمام برتن خون سے بھرے پڑے تھے۔

(تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۳۵۴، صواعق محرقہ ص ۱۱۶، تاریخ الخلفاء ص ۱۳۸، سوانح کربلا، خصائص کبری ج ۲ ص ۱۲۶، تذکرۃ الالخواص ص ۱۵۵، ابن عساکر ج ۴ ص ۳۳۹، سر الشہادتین، الحیات)

اور زہری سے روایت ہے کہ جس روز امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ لم یقلب حجر من احجار بیت المقدس الا وجد تحتہ عبیط تو بیت المقدس جو پتھر اٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے تازہ خون پایا جاتا۔

Marfat.com

اورام حبان سے روایت ہے کہ جس روز امام عالی مقام رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ اظلمت علینا ثلاثا تو تین دن تک اندھیرا ہوگیا، کامل اندھیرا ہوا خطرہ ہوا کہ قیامت آجائے اور جس شخص نے منہ پر زعفران (غازہ) ملا اس کا منہ جل گیا۔

بیھقی نے جمیل بن مرہ سے روایت کی ہے کہ یزید کے لشکریوں نے ایک اونٹ ذبح کیا اور اس کو پکایا تو وہ کڑوا ہوگیا۔ جیسے اندرائن اور وہ اسے نہ کھا سکے۔ فَنحرُھَا وَطَبَخُوْا فَعَادَت مِثْلَ الْعَلِیْمِ

ابو نعیم سفیان نے روایت کی ہے کہ مجھ کو میری دادی نے خبر دی کہ جس روز سرکار سید الشہداء امام علیہ السلام نے جام شہادت نوش فرمایا اس دن میں نے دیکھا۔ فَکَانَتِ السَّمَاءُ اَیَّاماً تَبکِیْ لَهُ چند روز آسمان رویا یعنی آسمان سے خون برسا،

بعض نے لکھا ہے کہ سات روز آسمان خون رویا اور اس کے اثر سے دیواریں اور عمارتیں رنگین ہوگئیں، اور جو کپڑا اس سے رنگین ہوا اس کی سرخی پرزے پرزے ہونے تک نہ گئی، دن دہاڑے تارے نمودار ہوگئے سورج کو گہن لگ گیا تین دن تک اندھیرا چھا گیا۔ خون کی بارش ہوئی۔ وَھَبَطَ عَلٰی قَبْرِ الْحِسین بْنَ عَلٰی لما اصیب سبعون اَلْفَ مَلَکَ یَبْکُوْنَ عَلَیْهِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ۔ جب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار فرشتے نازل کردیئے جو قیامت تک سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی قبر اطہر پر روتے رہیں گے۔

ذکر واقعات شہادت اور آنکھوں سے آنسو رحمت خداوندی

واضح رہنا چاہئے کہ رونا صبر کے منافی نہیں رونا رحمت ہے اور اس پر ثواب ہے بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ شاید رونے سے صبر یا ثواب جاتا رہتا ہے۔ بالکل

Marfat.com

سراسر غلط ہے، ہاں صبر کا اجر پیٹنے وغیرہ سے جاتا رہتا ہے اور یہ قطعاً جائز نہیں۔

حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کثیر البکاء ہوئے ہیں، (غنیۃ الطالبین ص ۵۸۶ فصل یوم عاشورہ، ملفوظات فتاوی ص ۸، سطر ۱۶ مطبع کانپور فتاوی عزیزیہ ج اص ۱۰۴، ۱۰۵)

حضرت آدم علیہ السلام بھی کثیر البکاء ہوئے ہیں، حضرت سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے فرزند ابراہیم کے وصال پر روئے تو آپ نے فرمایا رونے سے رحمت خداوندی ہے، حضرت نوح علیہ السلام کا اصلی نام عبدالغفار تھا، کثرت، نوحہ و گریہ سے نوح لقب مشہور ہوگیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی پر روتے رہے۔ قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ۔ میرے رونے اور غم کی شکایت اللہ تعالیٰ سے ہے اسی طرح امام حسین رضی اللہ عنہ وشہدائے کربلا کے ذکر مبارک میں رونا بھی باعث برکت و رحمت خداوندی ہے اور یاد رکھنا چاہئے کہ جتنی محبت ہوگی اتنا اس ذکر سے رونا پیدا ہوگا۔ اور جتنا ظالم ہوگا اتنا ہی وہ رونے سے دور ہوگا۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ہنسو کم اور رو و زیادہ

اہل مدینہ کو شہادت کی اطلاع

واقعہ کربلا اور شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بعد اہل مدینہ کو علم ہوا تو زار و قطار روتے رہے اسی طرح مکہ معظمہ میں بھی یہی حال ہوا، روایات میں آیا ہے کہ یہ اطلاع اشخاص کے ذریعہ حرمین شریفین میں پہنچی۔ لیکن اہل مدینہ کے اصحاب کو ایک غیبی آواز سنائی دی جو آتی رہی۔ لیکن کوئی کہنے والا نظر نہیں آتا تھا چنانچہ وہ نقل کی گئی جس کے

Marfat.com

کلمات یہ ہیں:

اَیُّھَا الْقَاتِلُوْنَ جَھْلًا حُسَیْنَ

اَبْشِرُوا بِالْعَذَابِ وَالتَّنْکِیْل

کُلُّ اَھْلِ السَّمَاءِ یَدْعُوْ عَلَیْکُمْ

مِنْ نَبِیٍّ وَمَلَاکٍ وَقَبِیْل

قَدْ لُعِنْتُمْ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗد

وَمُوْسٰی وَحَامِلِ الْاِنْجِیْلِ

(فتاویٰ عزیزیہ ا: ۱۰۴، ۱۰۵)

اور یہ غیبی ندائیں آئیں۔

ابونعیم نے حبیب بن ثابت سے روایت کی ہے کہ میں جنوں کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر اس طرح غم کرتے سنا۔

اس جبین کو نبی نے چوما تھا، ہے وہی نور اس کے چہرہ پر

اس کے ماں باپ بلندترین قریش اس کے نانا جان جہاں سے بہتر (سوانح کربلا)

ابونعیم نے حبیب بن ثابت سے روایت کیا ہے کہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کے وصال کے بعد آج تک کبھی جنوں کو غم کرتے یا روتے نہ سنا دیکھا۔ مگر آج سنا تو میں نے جانا کہ میرا فرزند حسین شہید ہو گیا۔ میں نے لونڈی کو باہر بھیجا تو معلوم ہوا کہ حضرت امام شہید ہوئے جن اس غم کے ساتھ زاری کرتے ہیں۔

Marfat.com

رو سکے تو جتنا رو لے اے چشم۔ کون روئے گا پھر شہیدوں کو
پاس ظالم کے کھینچ کر لائے، موت ان بیکسوں غریبوں کو

(الصواعق المحرقہ)

بعد از شہادت امام رضی اللہ عنہ

۱۔ سورج کی روشنی دیواروں پر کسم میں رنگی ہوئی چادروں کی طرح معلوم ہوتی تھی یعنی دھوپ بالکل پھیکی معلوم ہوتی تھی۔

۲۔ اور ایک ستارہ دوسرے ستارہ پر گر رہا یعنی لگاتار آسمانی تارے ٹوٹ رہے تھے۔

۳۔ آپ کی شہادت دسویں محرم ۶۱ ھ میں ہوئی اس دن شدید ترین گرہن سورج کا ہوا۔

۴۔ آپ کی شہادت کے بعد (چھ ماہ تک) آسمان کے کنارے کچھ عجیب طرح سرخ رہے۔

۵۔ آپ کی شہادت کے دن بیت المقدس میں ہر پتھر کے نیچے سے تازہ خون نکلا۔

۶۔ ظالموں کی فوج میں جو پیلے رنگ کی گھانس رکھی ہوئی تھی وہ راکھ ہوگئی۔

۷۔ ان ظالموں نے اپنے لشکر میں ایک اونٹنی ذبح کی تو اس کے گوشت سے آگ کی چنگاریاں نکلتی دیکھیں۔

۸۔ جب گوشت پکایا گیا تو زہر کی طرح کڑوا ہو گیا۔

۹۔ ایک شخص نے حضرت امام کی شان میں گستاخی کی تو اس پر دو ستارے پھینکے

Marfat.com

گئے جس سے اس کی قوت بصارت جاتی رہی۔

۱۰۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ زمین و آسمان پر بسے جنات بھی آپ کی شہادت پر روئے۔

سرکار امام عالی مقام کی لاش مقدس سے لباس کا اتارنا

حضرت سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی شہادت عظمیٰ کے بعد آپ نے جو لباس مبارک پہنے ہوئے تھے وہ لباس بھی زخموں کے ساتھ تار تار شدہ تھا۔ ظالموں نے وہ بھی اتار لیا۔ چنانچہ بڑا کرتہ مبارک اسحاق بن الحیوۃ حضرمی لعنۃ اللہ علیہ نے اتار لیا اور شلوار مبارک الجبر بن کعب تیمی لعنۃ اللہ علیہ نے اتاری اور عمامہ اقدس اخنس بن مرشد حضرمی لعنۃ اللہ علیہ نے اتارا، نعلین مبارک اسود بن خالد لعنۃ اللہ علیہ نے اتار لی اور چاندی کی انگوٹھی مبارکہ بجدل بن سلیم کلبی نے اتار دی اور چادر مبارک جو کندھے مبارک پر تھی وہ قیس بن اشعث لعنۃ اللہ علیہ نے اتار دی اور زرہ عمرو بن اسعد نے لے لی اور بعض نے لکھا ہے کہ ایک دارمی نامی نے لی اور بعض نے جہنی تمیم اور بعض نے بنی نہشل کے ایک آدمی فلافس نامی نے لی۔

یاد رہے کہ سرکار امام عالی مقام نے جو لباس مبارک میدان کارزار میں آنے سے قبل نیچے پہنا تھا وہ اسی خطرہ کے پیش نظر تھا کہ ایسا نہ ہو کہ شہادت کے بعد مجھے برہنہ کیا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ظالموں نے اوپر کا لباس اتار لیا لیکن جو نیچے لباس اقدس پہنا ہوا تھا اس سے آپ کا جسم اقدس برہنہ نہ ہوا۔

یہ بھی واضح ہو کہ روایات اس پر بھی شاہد ہیں کہ سرکار امام رضی اللہ عنہ کے اوپر والے لباس کو جن ظالموں نے بھی اتارا اور جو جو چیز آپ کی اتار دی وہ مختلف قسم کی

Marfat.com

بلاؤں، بیماریوں اور عقوبتوں میں مبتلا ہو کر مر گئے۔ (حیات ج ۲ ص ۳۴۰)

سرکار امام عالی مقام کی لاش مقدس کو پامال کیا جانا

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر اقدس کو تن اطہر سے پامال کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ روایات اس کے متعلق شاہد ہیں کہ قوم اشقیاء میں سے دس ظالموں نے گھوڑوں پر سوار ہو کر اور خوشیوں کے نعرے لگاتے ہوئے گھوڑے دوڑاتے ہوئے لاش مبارکہ کو پامال کیا۔ کہ تحقیق امام حسین رضی اللہ عنہ کے سینہ اقدس اور کمر مبارک کی ہڈیوں کو کچل دیا اور ان ملعونوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ اسحاق بن حیوۃ لعنۃ اللہ علیہ ۲۔ اخنش بن مرثد لعنۃ اللہ علیہ

۳۔ حیم بن طفیل لعنۃ اللہ علیہ ۴۔ عمر بن صبیح سیدادی لعنۃ اللہ علیہ

۵۔ رجاء بن منقد عبدی لعنۃ اللہ علیہ ۶۔ داخط بن فائم اللہ علیہ

۷۔ ہانی بن شبیت حضرمی لعنۃ اللہ علیہ ۸۔ اسید بن مالک اللہ علیہ

۹۔ سالم بن خشیمہ جعفی اللہ علیہ ۱۰۔ صالح بن وہب اللہ علیہ

واضح ہو کہ بعض غیر متعمرہ مجموعوں میں شیر کا واقعہ بڑی شدومد سے بیان کیا گیا ہے کہ ایسے موقع پر شیر آ گیا تھا اور اس کی ہیبت سے سب اشقیاء بھاگ گئے تھے۔ اس کی کچھ اصل واضح ہو کہ اکثر یہ بھی مشہور ہے کہ سرکار سید الشہداء کی شہادت کے بعد قوم اشقیاء خیام حسینی میں گھس آئے اور انہوں نے بے تحاشا لوٹ مار شروع کر دی اور جو کچھ ملا وہ لوٹ لیا اور معاذ اللہ اہل بیت اطہار کی خواتین مقدسہ کے سروں سے چادریں اور کانوں سے کانٹے اور پاؤں سے جوتے بھی اتار لئے اور ان کو ڈنڈوں کے ساتھ مارا گیا کہ معاذ اللہ ان کی پشت ہائے مبارکہ سیاہ ہو گئیں اور رخسار اقدس اور

Marfat.com

کانوں سے خون بہنے لگا العیاذ باللہ اور پھر خیام کو آگ لگادی اور خاندان نبوت کی خواتین مقدسہ ننگے سر اور ننگے پاؤں چیخ و پکار کرتی باہر نکلیں۔

یہ تمام واقعات بالکل غلط اور ان کی اصل نہیں سینکڑوں کتابوں معتبرہ کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ ایسے واقعات بالکل بے بنیاد ہیں اور یہ خاندان نبوت کی سراسر توہین ہے لیکن افسوس ہے کہ ایسے غلط اور بے بنیاد واقعات کو بڑی ڈھٹائی اور بڑے شدومد سے بیان کیا جاتا ہے جن واقعات کی کوئی اصل نہیں یہ آل نبوت کی کھلم کھلا توہین ہے جن کی تطہیر پر قرآن مجید گواہ ہے۔

سرکار امام عالی مقام کے زخموں کی تعداد

لیکن یہ حد بندی درست نہیں جب کہ ایک ایک زخم میں کئی کئی زخم موجود تھے تو اس صورت میں صحیح اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ کہ زخموں کی تعداد کس قدر تھی۔

اسب امام عالی مقام کا حال بعد شہادت امام

علامہ ابو اسحاق علیہ الرحمہ اپنی کتاب نور العین فی شہداء الحسین کے ص ۱۶۵ اور سطر ۶ پر فرماتے ہیں کہ روایات قویہ سے یہ بات ثابت ہے کہ سیدنا امام عالی مقام علیہ السلام کا گھوڑا اچھلتا اور مقتولوں کی لاشوں کو روندتا اور ایک ایک مقتول کو دیکھتا پھرتا تھا یہاں تک کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے جسم اقدس کے پاس آیا تو دیکھا کہ آپ کا سر اقدس نہیں پھر جسم اقدس کے گرد چکر لگانے لگا اور ان کے خون سے اپنی پیشانی ملنے لگا۔ جب عمرو ابن سعد نے یہ حال دیکھا تو اپنے ساتھیوں کو کہنے لگا اسے پکڑ کر لے آؤ اور جب اشقیاء نے اسے پکڑنا چاہا تو یہ گھوڑا جس کا نام مرتجز تھا جب اس نے دیکھا کہ

Marfat.com

یہ لوگ مجھے پکڑنا چاہتے ہیں تو اس نے دولتیاں جھاڑنا اور منہ سے کاٹنا شروع کیا یہاں تک کہ چھبیس سوار مار ڈالے اور نو گھوڑے ہلاک کر دیئے عمرو ابن سعد نے پکار کر کہا اسے چھوڑ دو دیکھیں کیا کرتا ہے۔ لوگ پیچھے ہٹ گئے تو پھر جسم اقدس کے پاس آیا اور اپنا ماتھا زمین پر ملنے لگا اور لاش انور کو چومنے لگا اور پھر اس زور سے ہنہنایا کہ تمام ریگستان میں اس کی آواز سنائی دی۔ پھر ہنہناتا ہوا حرمات مقدسہ خیام حسینی کی طرف گیا۔ حرمات مقدسہ باہر نکلیں تو دیکھا گھوڑے کی زین خالی ہے اور وہ خون میں لپٹا ہوا ہے اور زور زور سے چلا رہا ہے اس حالت اور دردناک آواز سے معلوم ہو گیا کہ سب امام حسین رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش فرمالیا ہے فرمایا، این ترکت ابی یا مرتجز، میرے ابا جان کو کہاں چھوڑ آیا ہے اور سیدہ زینب علیہا السلام نے فرمایا این ترکت اخی بھائی کو کہاں چھوڑ آیا اور بیبیوں نے فرمایا این ترکت سیدتنا، ان کے رونے اور صدائیں دینے پر گھوڑا دوڑا اور ہنہناتا ہوا اشقیاء پر حملے کرتا یہاں تک کہ جسم شریف کے پاس آ کر قدموں پر منہ رکھ کر ہنہنایا اور پھر دریائے فرات میں غوطہ لگایا پھر معلوم نہیں کہ وہ کہاں گیا گویا کہ اس مرکب نے اپنے عظیم راکب کے ساتھ وفاداری کا پورا پورا حق ادا کر دیا۔ (الحیات الخفی ۲: ۳۴۳)

اسب امام عالی مقام کے نام کی تحقیق

اس گھوڑے کے متعلق یہ اختلافات ہے کہ اس کا نام کیا تھا اور یہ کون سا گھوڑا تھا عام طور اس کا نام ذوالجناح مشہور ہو گیا ہے مگر تمام معتبر کتب کی ورق گردانی کے بعد اس کا یہ ثبوت نہ ملا کہ اس کا نام ذوالجناح تھا اصل میں تحقیق کرنے کے بعد جو اس کا نام ملا ہے وہ مرتجز تھا اور ان لوگوں کی بھی بعض کتب میں صاف صریحاً لکھا ہے

Marfat.com

کہ امام عالی مقام کا کوئی گھوڑا ذوالجناح کے نام کا نہ تھا۔ اب رہا یہ گھوڑا کیا حضور اقدس ﷺ کا تھا اس کے متعلق یہی تحقیق ہوئی کہ یہ گھوڑا وہی تھا روایات معتبرہ میں ہے کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس ایک گھوڑا حضور اقدس ﷺ کا تھا اور اس کا نام مرتجز تھا اور یہی وہ گھوڑا مرتجز وفادار تھا جس کا ذکر کیا جاچکا ہے۔ (الحیات الخفی ج ۲ ص ۳۴۳)

مدفن شہدائے کربلا کی تحقیق

عمرو ابن سعد نے روز عاشورا ہی بوقت عصر سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک خولی بن یزید اصحی نامی اور حمید بن مسلم کی تحویل میں دیا اور دوسرے شہدائے کربلا کے سرہائے مبارکہ شمر ذی الجوشن اور قیس بن اشعث اور عمرو بن الحجاج کی سرکردگی میں عبیداللہ ابن زیاد والی کوفہ کو روانہ کردیئے (الحیات الخفی ۲: ۳۴۴)

اور خود گیارہ محرم الحرام کو پچھلے پہر کوفہ روانہ ہوگیا اس کے اور اس کے فوجوں کے چلے جانے کے بعد شہدائے کربلا کی لاشیں اور سرکار سید الشہداء کی لاش مبارکہ جو کفن ودفن کے بغیر خاک وخون میں پڑی ہوئی تھی۔ کربلا کی نزدیکی بستی عافریہ وغیرہا کے لوگ آئے تو انہوں نے شہدائے کربلا کی لاشوں کو شناخت کیا اور پھر ان کی تجہیز و تکفین کی اور تکریم کے ساتھ ان پر نماز جنازہ پڑھی یہ واقعہ بارہ محرم الحرام کا ہے۔ (الحیات الخفی ۲: ۳۴۴)

پھر سرکار سید الشہداء امام عالی مقام کو اس جگہ دفن کیا گیا جہاں اس وقت کربلا میں ان کا مزار اقدس ہے اور اس کے قریب ہی شہزادہ علی اکبر کو دفن کیا گیا اور شہزادہ علی اصغر کو بھی دفن کیا گیا اور دیگر آپ کے خاندان کے شہداء اور اصحاب و

Marfat.com

احباب کی بھی لاشہائے مبارکہ کو اکٹھا کر کے ان کے قریب ایک بڑا گڑھا کھود کر دفن کیا گیا، اصحاب حسینی کو دنیا و آخرت اور قبر میں بھی قریبی معیت ہوئی جہاں اب مدفون ہیں۔ (الحیات الخفی ۲: ۲۴۴)

صرف حضرت حر ہی ایک واحد شخص ہیں جن کو ان کے قبیلہ والے لے گئے جو یہاں سے تقریباً دو میل کے فاصلے پر ہیں وہاں پر ان کو دفن کیا آج حضرت حر کا وہاں پر مزار مبارک ہے۔ (تاریخ کربلا)

مزار پر انوار سیدنا امام حسین ! اور شہداء کربلا

گو کربلا ایک چھوٹا سا قصبہ ہے جس کی آبادی چالیس ہزار کے قریب ہوگی، زائرین کے لئے بہترین انتظام ہے مگر چاروں طرف ریت کا دریا نظر آتا ہے۔ اس میں سیدہ زینب کا ٹیلا بھی موجود ہے دریائے فرات بھی اپنی جگہ سے سرک گیا ہے پھر بھی اس کو دیکھ کر بھی کربلا کا منظر سامنے آجاتا ہے اس کربلا میں ہی سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا روضہ اطہر ہے اس روضہ اطہر میں بہت زیادہ سونا لگا ہوا ہے۔ دیواریں سنگ مرمر کی اور چھتیں شیشے کی چمکتی ہیں۔ مزار اقدس کا کٹہرا بہت خوبصورت ہے بائیں طرف سیدنا علی اکبر و علی اصغر کی قبریں اور پائتیں بائیں طرف کسی قدر ہٹ کر باقی شہدائے کربلا کا مدفن شریف ایک ہی کٹہرے میں ہے۔ بیرونی حصہ پر خوبصورت عالی شان گنبد اور مینار بنے ہوئے ہیں اور کئی میل دور سے سرکار سید الشہداء کا مینار اور گنبد نظر آتا ہے اور بہت بڑی عالی شان وسیع ترین اردگرد عمارات اور مسجد بھی بنی ہوئی ہے۔ یہاں سے کچھ دور وہ جگہ بھی ہے جہاں اہل بیت نے دشت کربلا پہنچ کر قیام فرمایا۔ (تاریخ کربلا)

Marfat.com

سرکار امام علیہ السلام کے سر اقدس کے مدفن کی تحقیق و تفصیل

سرکار سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر اقدس یزید پلید ملعون نے اپنے خزانہ میں کسی صندوق میں بند رکھا اور کسی پر ظاہر نہ ہونے دیا آخر جب سلیمان بن عبدالمالک تخت پر بیٹھا تو اس کو اس امر کا انکشاف ہوا کہ سرکار امام رضی اللہ عنہ کا سر اقدس خزانہ کے صندوق میں موجود ہے۔ جب اس نے صندوق میں سر انور کو دیکھا تو اس سے تازہ ترین خون بہہ رہا تھا اور چہرہ انور چمک رہا تھا کچھ عرصہ پاس رکھنے کے بعد اس سر اقدس کو دمشق عسقلان بھیج دیا گیا اور اس کے بعد جب خلیفہ منتصر باللہ کے وقت بدر جلالی (جو وزیر اعظم تھا) عسقلان پر قابض ہوا تو سر اقدس کی زیارت کے بعد ایک جگہ صندوق رکھا گیا اور اس پر بڑی عالی شان عمارت بنائی گئی جس کا نام مشہد بدر رکھا۔ ۴۸۴ھ میں یہ عمارت مکمل ہوگئی اور سر مبارک اس میں رہا، پھر جب ۵۴۸ھ میں انگریزوں کا تسلط ہوا تو پھر اس وقت کے مسلمانان عقیدتمندوں نے سر مبارک کا صندوق اس عمارت سے نکال لیا اور مصر لے گئے یہ واقعہ ۵۴۹ھ میں پیش آیا ایک مشہور سیاح علامہ یروی نے بھی اس بات کی شہادت دی ہے کہ مصر میں سر مبارک کو قصر زمرد میں رکھا گیا پھر فرمان شاہی کے مطابق ایک خوشنما گنبد بنایا گیا اور سر اقدس کو اس میں بہترین قیمتی تابوت میں رکھا گیا اس وقت سے اب تک قاہرہ کے اسی مشہد میں سر اقدس ہے، پھر سلطان صلاح الدین ایوبی کے وقت قاہرہ میں مدارس عربیہ بنائے گئے تو اس مشہد عالی کے قریب ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی گئی اس میں علامہ بہالی کو صدر مدرس مقرر کیا گیا یہ واقعہ ۵۶۸ھ کا ہے پھر ۵۷۰ھ میں معین الدین ابن الشیخ الشیوخ کے پاس کئی حجرے تعمیر کئے۔ اس وقت کا ابن جبر سیاح اس مشہد کی تعریف

Marfat.com

کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ آپ کا سر مبارک نقرئی تابوت کے اندر ہے۔ ۲۶۰ھ میں ابن یحییٰ ابن ناصر عسکری ابوالقاسم نے مشہد کو بہت زینت دی اور ایک نہایت ہی بلند منارہ تعمیر کیا۔ ۶۴۶ھ میں مشہد کے بیرونی حصہ میں آگ لگ گئی تھی مگر ایوان مرقد اقدس کے حبہ کو کوئی نقصان نہ پہنچا، دوبارہ پھر اس کی مرمت کرائی گئی۔ ۷۲۶ھ میں یہاں ابن بطوطہ آیا تو اس نے بھی اس سفرنامہ میں مشہد امام کا ذکر کیا۔ ۷۳۷ھ میں خالد بن عیسیٰ البادی آئے تو وہ لکھتے ہیں کہ محرابوں میں شیشے، فانوس، نفیس ترین قندیل نورفشاں لگے ہوئے تھے۔ خدیو معر الملک الظاہر ابوسعید حمقاق نے آکر ہر شیشہ پر خطِ طفراء میں یہ نام پاک لکھوایا اور ایک عجیب شیشہ جس کی آب و تاب سے آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں رکھوایا یونہی ہر زمانے میں داعیان مصر اس کی تزئین کرتے چلے آئے۔ ۱۱۱۵ھ میں امیر حسن عزبان الجلغی نے اس کو توسیع اور چوب آب نوشی کا خوش نما تابوت بنایا اور اس پر سنہری کام کرایا، پھر اس تابوت پر سبز حریر چڑھایا۔ ۱۱۵۶ھ میں عربی کے مشہور شاعر عبداللہ شیرازی نے ہر دروازہ پر اشعار لکھے۔ ۱۲۰۰ھ میں عبدالرحمٰن کتخدا کے حکم سے اس کی تعمیر میں توسیع کی گئی اور ایک خوبصورت قبہ تعمیر کیا گیا اور اسی پر تاریخ کا پتھر نصب کیا گیا، ۱۲۰۴ھ میں اس کی اور توسیع کی گئی پھر عباس پاشا نے آکر مشہد کو مزید خوبصورت اور توسیع دی پھر اسماعیل پاشا نے استنبول سے عمارتی سامان منگوا کر مشہد کو اور اعلیٰ اور خوبصورتی سے مزین کیا، پھر یہ سلسلہ ۱۳۲۱ھ تک درجہ بدرجہ چلتا رہا، پھر شیخ سید محمود نے اندرون تابوت کو کھول کر زیارت کی اور کئی لوگوں نے دیکھا کہ سر اقدس سے تازہ خون بہہ رہا ہے اور چہرہ انور چمک رہا ہے۔

قاہرہ میں جامع ازہر کی عمارت کے شمالی دروازہ کے بالکل سامنے سڑک کے دوسرے

Marfat.com

کنارے پر یہ مشہد عظیم واقع ہے، جو مشہد حسین کے نام سے آج بھی مشہور ہے۔

(تاریخ کربلا ص ۲۳۵)

دن رات لوگوں کا ہجوم اور قاری و حفاظ تلاوت قرآن پاک کرتے ہیں اور فیوض و برکات سے مستفیض ہوتے رہتے ہیں، اس مشہد مطہر کی دیواروں پر دائروں کی شکل میں آیات قرآنی اور مختلف اشعار سنہری حروف میں لکھے ہوئے ہیں۔

اسیران اہل بیت کے حالات کربلا سے کوفہ تک

لاش امام رضی اللہ عنہ دیکھ کر حال

چنانچہ محرم الحرام کے گیارہ دن گزرنے کے بعد عمرو ابن سعد اپنے لشکر کے ساتھ کوفہ روانہ ہوا تو خاندان نبوت کو اسیر کر کے لے جانے لگا تو خاندان نبوت کا یہ مختصر قافلہ چلنے لگا تو شہدائے کربلا اور سید الشہداء رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو یقیناً وہ گھڑی قیامت سے کم نہ تھی، کربلا کی زمین میں آہ و بکا بلند ہوئی اور کہا گیا اے الہ العالمین آج یہ حسین تیرے محبوب کے نواسہ اور ان کے آل مقدسہ اس صحرا میں خاک و خون میں پڑے ہوئے ہیں اور کل سے آج تک ان کو کوئی اٹھا نہ سکا۔ اور ان کی تجہیز و تکفین نہ ہوئی، ان کے اعضا پارہ پارہ اور جسم زخموں سے چکنا چور ہے، اے اللہ تیرے رسول کی اولاد آج اسیر ہو کر اس حال میں چھوڑے جا رہی ہے۔ خاندان نبوت نے صبر و تحمل اور ثابت قدمی اور ایمانی استقلال کا یہ ثبوت دیا ہے کہ آسمان کی طرف نگاہ کر کے ہاتھ پھیل کر دعا فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنَّا ھٰذَا الْقُرْبَانَ اے اللہ ہماری اس قربانی کو قبول فرما، ادھر آنکھیں اشکبار ہیں اور دعا فرمائی جارہی ہے کہ سید الشہداء سرکار امام

Marfat.com

حسین رضی اللہ عنہ کی لاڈلی شہزادی سیدہ سکینہ علیہا السلام جو سات سال کی تھی وہ اپنے شفیق باپ کے جسد اطہر کے ساتھ جا کر لپٹ گئیں تو گلوئے بریدہ سے یہ ندا آئی۔ (الحیات الخفی ۲: ۳۴۴)

عَیْنِیْ مَانَنْ شَرِبْتُمْ
عَذَابِ مَاءِ فَاذْکُرُوْنِیْ
اَوْ سَمِعْتُمْ بِغَرِیْبِ
اَوْ شَهِیْدِ فَافَذَا بَوْنِیْ

سیدہ کو جب کافی دیر ہوگئی کہ وہ اپنے باپ کی لاش مطہرہ سے لپٹی ہوئی ہیں اور کسی طرح جدا نہیں ہوتیں ہیں۔ بالآخر زبردستی سیدہ کو اس کے ابا جان کی لاش مطہرہ سے جدا کیا گیا۔ (الحیات الخفی ۲: ۳۴۴)

اسیران اہل بیت کا کوفہ میں داخلہ اور سرہائے شہداء نیزوں پر

جب یہ خاندان نبوت کا مختصر سا قافلہ محرم کی بارہ تاریخ کو کوفہ کے قریب پہنچا تو عبید اللہ ابن زیاد نے شہدائے کربلا کے سرہائے مبارک اور سرکار سید الشہداء کے سر مبارک کو نیزوں اور تلواروں پر سوار کر کے دارالامارت کوفہ سے ایک لشکر کے ہاتھوں عمرو ابن سعد کے پاس بھیج دیا کہ یہ سرہائے مبارکہ آگے آگے ہوں اور ان کے پیچھے اسیران اہل بیت ہوں اور اس حال میں میرے دارالامارت کوفہ میں لایا جائے تاکہ لوگ اس منظر کو دیکھیں چنانچہ ایسے ہی کیا گیا، جب قافلہ اسیران آل نبی نے خاندان عالیہ کے شہداء کے سرہائے مبارک اور سر امام عالی مقام کو ایسے حال میں دیکھا تو وہ زار و قطار روتے ہوئے کوفہ میں داخل ہوئے۔ ایک وہ وقت تھا جبکہ

Marfat.com

خاندان نبوت کی یہی اولاد کوفہ میں شہزادگان کی حیثیت سے تھے اور آج اسیر ہو کر کوفہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ جب سیدات طاہرات کا یہ قافلہ شہر میں داخل ہوا تو بازاروں، دوکانوں، درختوں اور مکانوں کی چھتوں پر مرد، عورتیں اور بچے آل نبی کا یہ منظر دیکھنے کے لئے جمع تھے۔ شہداء کربلا کے سرہائے مقدسہ اور اہل بیت کی بیکسی دیکھ کر بعض عورتوں کے دلوں میں ہمدردی پیدا ہوئی تو انہوں نے کھجوریں دینی شروع کیں۔ سیدہ زینب علیہا السلام نے فرمایا:

یَااَهْلَ الْكُوْفَةَ اَنَّ الصَّدَقَةَ عَلَيْنَا حَرَامٌ۔

اے اہل کوفہ صدقہ ہم پر حرام اور کھجوریں واپس کر دیں (الحیات الخفی ۲:۳۴۴)

سر مبارک نیزہ کی نوک پر چہرہ مبارک کی چمک اور ہوا میں ریش اقدس کی حرکت

سید امام عالی مقام کے سر مبارک کو جو نیزہ کی نوک پر رکھے ہوئے سب سے آگے تھا، اس نواسہ رسول کے اس دل خراش منظر کو دیکھ کر بعض مرد اور عورتیں دھاڑیں مار مار کر رو تے تھے۔

وَهُوَ رَاسُ الْحُسَيْنِ زَهْرِیْ قَمَرِیْ اَشْبَهُ الْخَلْقِ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ وَلِحْيَتُهٗ وَجْهُهٗ دارة قَمَرٌ طَالِعٌ وَالرِّيْحُ تَعَبَ بِهَا يَمِيْنًا وَشِمَالاً۔

اور اس وقت امام عالی مقام کا سر مبارک چمک رہا تھا اور تمام خلقت سے زیادہ جو رسول اللہ ﷺ کے مشابہ چہرہ تھا اور چہرہ انور ماہتاب کی طرح روشن تھا اور ہوا

Marfat.com

ریش مبارک کو دائیں بائیں حرکت دے رہی تھی یعنی چہرہ چمک دمک رہا تھا اور سر مبارک تابندہ و درخشندہ تھا اور ریش مبارک حرکت فرما رہی تھی۔ (الحیات الکھی ۳۴۵:۲)

اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی بوقت شہادت داڑھی مبارک بڑی اور گھنی تھی اور عین نانا جان علیہ الصلوۃ والسلام کی طرح بڑی گھنی اور پھیلی ہوئی داڑھی تھی اگر آپ کی داڑھی مبارک چھوٹی یا کتری ہوئی ہوتی یا حد شرع سے کم ہوتی تو وہ ہوا میں حرکت نہ کرتی ہوا میں وہی داڑھی حرکت کرسکتی ہے جو بڑی ہو اور چھوٹی یعنی کتری ہوئی نہ ہو۔

اس لئے ہم کو چاہئے کہ ہم اپنی داڑھیوں کو بڑھائیں اور مونچھیں پست رکھیں افسوس ہے کہ اکثر بعض علماء اور ذاکرین داڑھی منڈے یا کترے یا حد شرع سے کم برائے نام داڑھی کے چند بال رکھ لیتے ہیں کہ شرعا داڑھی منڈے کے ہی مشابہ ہے اور ایسے امام کے پیچھے شرعا نماز جائز نہیں۔ حد مشت کا اطلاق بھی ٹھوڑی کے نیچے سے ہوتا ہے یہ نہیں کہ نچلے ہونٹ پر ہاتھ رکھ کر ٹھوڑی ہاتھ میں دبا کر کتری ہوئی داڑھی کو سمجھ لیا جائے کہ یہ ایک مشت ہے ایسے لوگ داڑھی منڈوں کے ہم مثل ہیں تفصیل کے لئے دیکھو لمعۃ الضحیٰ از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ لمعۃ الضحیٰ کتاب اللعالی شیخ صدوق، بخاری ۲: ۸۷۴، عن ابن عمر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

نھو الشوارب و العفو اللحی۔

مونچھیں کٹاؤ اور داڑھی لمبی کرو۔

سیدہ زینب علیہا السلام کا اہل کوفہ سے بے مثال خطاب

Marfat.com

جب لوگوں کا ہجوم ہر طرف جمع ہو گیا اور آل رسول کی سیدزادیاں اس حال میں کوفہ کے بازار سے گزر رہیں تھی کہ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت مولا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے دیکھا کہ کچھ لوگ گھور گھور کر بھی دیکھ رہے ہیں تو سیدہ نے بلند آواز سے فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ یہ مخدرات عصمت وطہارت خاندان نبوت آرہی ہیں، اپنی نگاہوں کو نیچے کرو۔ سیدہ کی اس آواز سے ایسے لوگوں کی نگاہ نیچی ہوئی اور جو شور وغل دیکھا تو سیدہ نے کوفہ کے بڑے بازار میں فرمایا خاموش ہو جاؤ اس کا فرمانا تھا کہ ہر طرف شور وغل ساکت ہو گیا۔ سیدہ نے پھر اونٹنی پر سوار کوفہ کے بازار میں مردوں عورتوں سے خطاب فرمایا۔ یہ وہ سیدہ ہیں جو اپنے باپ کے دور خلافت حق میں کوفہ میں اپنے مکان میں درس قرآن دیا کرتی تھیں۔ آج شیر خدا کی اس شہزادی واقعہ کربلا کے عظیم سانحہ کے بعد حالت اسیری میں بھی بازار کوفہ میں خطبہ فرما رہی تھیں۔ شیر خدا کی اس شہزادی کا خطبہ شروع کرنا تھا کہ مولائے کائنات باب مدینۃ العلم کا لب ولہجہ تازہ ہو گیا سیدہ کی فصاحت وبلاغت اور علوم قرآنی پر پہلے ہی لوگ واقف کار تھے اور آج کا لب ولہجہ اور انداز خطابت گویا کہ سرکار سیدنا مولائے کائنات بول رہے ہیں۔ جب ہر طرف خاموشی چھا گئی تو حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا:

ہر قسم کی خوبیاں اور تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لائق ہیں میرے باپ (یعنی نانا جان) محمد ﷺ پر اور ان کی طیب وطاہر ونیک اولاد پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ اے کوفہ والو۔ اے عہد شکنو، اپنی زبان سے پھر جانے والو اور اپنے الفاظ بھول جانے والو، تم رو رہے ہو، تم روتے رہو، تمہارے آنسو خشک نہ ہوں اور تمہاری آہ وفغاں کبھی بند نہ ہو۔

Marfat.com

تمہاری مثال اس عورت کی سی ہے جو سوت کاتتی (کپڑا بنتی) ہے اور پھر اسے ادھیڑ ڈالتی ہیں (ٹکڑے ٹکڑے) کرڈالتی ہیں، کیا تم کہہ سکتے ہو کہ تم میں ایک متنفس بھی ایسا ہے جو جھوٹا اور شیخی خور نہ ہو، جس کے دل میں کھوٹ نہ ہو، لومڑیوں کی طرح چاپلوسی اور خوشامدی نہ ہو دشمنوں کا سا کینہ نہ رکھتا ہو جو راہ حق کو چھوڑ کر بے دینی پر نہ جھگڑا ہو، یادرکھو جو کچھ تم نے اپنے لئے آگے بھیجا وہ بہت برا ہے تم پر خدا کا غیظ وغضب ہے اور تم اس کے قہر میں مبتلا ہو گئے، اے جھوٹو اے کوفیو، تم میرے بھائی پر گریہ اور نوحہ کرر ہے ہو ہاں خدا کی قسم روؤ اور خوب روؤ تم کو رونا مناسب ہے ہنسو کم اور روؤ زیادہ تم نے بہت بری بری باتوں کی آرزوئیں کی ہیں جن کو تم رودھو کر بھی کبھی اپنا دامن پاک وصاف نہ کرسکو گے۔ بھلا بتلاؤ تم خاتم النبیین اور معدن رسالت کے فرزند کے قتل کے داغ کو کیونکر دھو کر صاف کر سکتے ہو، جنت کے نوجوانوں کے سردار کے قتل کے دھبہ کو کیونکر مٹا سکتے ہو وہ تمہاری لڑائیوں میں تمہاری پناہ گاہ تھے، تمہاری جماعتوں کے محافظ تھے، تمہاری سلامتی کی قرارگاہ تھے تمہارے کلمہ کی اساس اور بنیاد تھے۔ تمہاری مصیبتوں اور تمہارے حوادث میں تمہاری جائے پناہ تھے تمہاری معاشرت درست کرنے والے تھے تمہاری باہمی گفتگو کا مرجع تھے۔

آہ! کتنی بری بات ہے جس کو تم آخرت میں بھیج چکے ہو اور کتنی سنگین ہے وہ چیز جس کو تم نے قیامت کے لئے چھوڑا ہے وہ چیز تم کو بڑی دور کرنے والی ہے (یعنی جنت سے) تم کو ڈس لینے والی تم کو اوندھا ڈال دینے والی ہے اور تمہاری کوشش ناکام رہی ہے۔

حسرت و وفاداری نے تمہارے چہرے بگاڑ دیئے تم خدا کے غیظ وغضب کا

Marfat.com

نشانہ بن گئے کوفہ والو تمہیں معلوم ہے کہ تم نے محمد رسول اللہ ﷺ کے کون سے جگر گوشہ کو پھاڑا ہے اور محمد ﷺ کی کون سی بیٹی کی بے حرمتی کی ہے اور کون سے خون کو تم نے بہایا ہے آہ تم ایک بہت بڑے حادثہ کے مرتکب ہوئے ہو تم ایک ایسے جرم کے مرتکب ہوئے جو منہ بگاڑ دینے والا اور مصیبت میں مبتلا کر دینے والا ہے اگر اس موقعہ پر خون کی بارش ہو تو کیا تم تعجب کرو گے یاد رکھو آخرت کا عذاب تم کو رسوا کرنے والا ہے اور وہاں ایسے لوگ کی مدد نہ کی جائے گی کوئی طاقت خدا کے کاموں میں دخل نہیں اور نہ انتقام لینے سے کوئی روک سکتا ہے اگر واہیہ، ہیاء وعمیا پر آسمان سے خون برسا ہے تو تم کو تعجب کیا ہے واقعہ یہ ہے کہ تمہارا رب نافرمانوں کی تاک میں لگا رہتا ہے آہ تم نے وہ جرم کیا ہے کہ آسمان گر پڑے زمین پھٹ جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں۔

یہ خطبہ شجاعت وفصاحت وبلاغت سن کر لوگ حیرت میں پڑ گئے اور دشمنوں کو بھی اس کا اقرار کرنا پڑا۔ مذلم بن کثیر عرب کے مشہور فصحا میں عمر رسیدہ بزرگ تھے جب سیدہ نے خطبہ ختم فرمایا تو دیکھا گیا کہ وہ رو رہے ہیں اور ان کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہے ہاتھ آسمان کی طرف بلند تھا اور وہ کہہ رہے تھے۔

بِـاَبِیْ اَنْتُمْ وَاُمی کُھُولکمْ خَیْرُالکُھُول وَشَبَابِکُمْ خَیْرَالشَّبَابَ وَنِسَائِکُمْ خَیْرِالنِّسَاءَ وَنُسْلُکُمْ خَیْرِالنسل وَفُضْلکم فَضْلٍ عَظِیْم۔

میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کے بزرگ سب بزرگوں سے بہتر آپ کے جوان سب جوانوں سے افضل آپ کی عورتیں سب عورتوں سے افضل آپ کی نسل سب نسلوں سے اعلیٰ اور آپ کا فضل فضل عظیم ہے جو نہ باطل سے دبتی ہے اور نہ باطل کے سامنے جھکتی ہے اور نہ حق بات میں جھجکتی ہے پھر یہ رباعی کہی۔

Marfat.com

كُهُولُهُمْ خَيْرُ الْكُهُولِ وَنَسْلُهُمْ
اِذَا عُدَّ نَسْلٌ لَا يُبُوْرُ وَ لَا يَخْزِيْ

بشیر بن خزیم اسدی کا بیان ہے کہ سیدہ کی تقریر کے دوران مجمع پر سکوت چھایا ہوا تھا، سانس لینے کی آواز بھی سنائی نہ دی اور خطبہ سے ایسا ہی معلوم ہوتا تھا کہ سرکار باب مدینۃ العلم تقریر فرما رہے ہیں۔ (الحیات الثقی ۲: ۳۴۸)

دربار میں خطبے کبھی قرآن کی تلاوت
انداز تکلم میں باب مدینہ کی سی فصاحت

سر ہائے شہداء اور دربار ابن زیاد اور گستاخی کا مظاہرہ

اس کے بعد یہ مختصر قافلہ دارالامارت کی طرف روانہ ہوا اور ادھر عبیداللہ ابن زیاد نے کوفہ کے تمام لوگوں کو حاضر ہونے کی اجازت دے رکھی تھی گویا تماش بینوں سے دارالامارت بھرا پڑا تھا۔ سب سے پہلے شہداء کربلا کے سرہائے مبارکہ دارالامارت پہنچائے گئے اور سرکار سید الشہداء کا سر اقدس ایک طباق میں رکھ کر عبیداللہ ابن زیاد کے میز پر رکھا گیا اور دوسرے شہداء کربلا کے سر مبارک طشت میں رکھ پیش کیے گئے، جب سرکار سید الشہداء کے سر اقدس کو اس بدنہاد ابن زیاد ظالم ملعون نے دیکھا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی وہ آپ کے دندان اقدس کو لگا کر سرکار امام رضی اللہ عنہ کے چہرہ مبارک کے حسن و جمال لب و دندان مبارکہ میں کچھ کلام کہا جس کو دیکھ کر مجمع میں سے ایک صحابی رسول حضرت زید ابن ارقم انصاری رضی اللہ عنہ نے عبید اللہ ابن زیاد کو کہا۔

اے عبیداللہ: ان مقدس ہونٹوں سے اپنی چھڑی اٹھا لے کیونکہ مجھے قسم ہے

Marfat.com

اس ذات وحدہ لاشریک کی جس کے سوا کوئی دوسرا الہٰ نہیں تحقیق میں نے بے شمار مرتبہ اپنی آنکھوں سے رسول اللہ ﷺ کو ان مقدس ہونٹوں پر بوسہ لیتے ہوئے دیکھا ہے۔

اس کے بعد صحابی رسول زید بن ارقم پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے کہ کاش میرے بس میں کچھ ہوتا تو اس کو اس کی گستاخی کا مزہ چکھاتا، عبیداللہ ابن زیاد یہ سن کر آگ بگولہ ہوگیا اور کہنے لگا کہ تو بوڑھا آدمی ہے ورنہ تمہاری گردن اڑا دیتا، اس کے بعد حضرت ارقم اٹھ کر چل دیئے اور لوگوں کو کہتے گئے۔

لوّ تم آج کے بعد غلام بن چکے ہو تم نے فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کے فرزند کو قتل کیا ہے اور عبیداللہ ابن زیاد کو امیر بنایا ہے جو تمہارے اچھوں کو قتل کرتا ہے اور برے لوگوں کو غلام بناتا ہے ہلاکت ہے اس کے لئے جو ذلت و رسوائی اور عار پر راضی ہوتا ہے۔ (الحیات الخفی ۲:۳۴۹)

اسیران آل بیت اور عبیداللہ ابن زیاد کوفہ کے دارالامارت میں

اب وہ وقت آیا جس وقت خاندان نبوت کی مخدرات باعصمت طاہرات کو بحالت قید و بند ایک فاسق، فاجر، شراب خور، ظالم عبیداللہ ابن زیاد کے دارالامارت میں لایا جا رہا ہے، کوفہ کے تمام لوگ تماشہ بینی کے لئے اس میں موجود ہیں اور سپاہیوں اور پہرہ داروں کو اسلحہ جنگ کے لباسِ فاخرہ سے نوازا گیا ہے۔

جونہی مخدرات طاہرات عبیداللہ ابن زیاد کے دربار میں ایک کونہ میں جا کر بیٹھ گئیں۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اس حال میں تھیں کہ بہت ہی کم قیمت کا لباس پہنے ہوئے تھیں۔ ایسے لباس سے پہچانی نہیں جاتیں تھیں کہ یہ زینب کبریٰ ہیں۔ جب عبیداللہ ابن زیاد نے اس جھرمٹ پر ایک نگاہ پھیری تو سیدہ کی طرف اشارہ

Marfat.com

کر کے کہنے لگا من ہذا یہ عورت کون ہے؟ سیدہ نے کوئی جواب نہ دیا۔ بالآخر کسی نے کہا یہ سیدہ زینب الکبری فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ ہیں۔

سیدہ زینب بنت علی المرتضی کی عبیداللہ ابن زیاد سے گفتگو

یہ سن کر بدنہاد عبیداللہ ابن زیاد ملعون بدمست بجائے اس کے کہ شرمسار ہوتا کہ آج رسول اللہ ﷺ کی نواسی اس حالت میں میرے دارالامارت میں پیش ہیں الٹا اس نے اپنے کفر والحاد کا اس طرح مظاہرہ کیا کہ اچھا ہوا تم ذلیل ہوئے اور قتل بھی کئے گئے اور تمہارا جھوٹ ظاہر ہو گیا۔

سیدہ زینب کبری رضی اللہ عنہا نے فوراً عبیداللہ ابن زیاد کو جواب دیتے ہوئے فرمایا:

سب خوبیاں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اس خدا کا شکر ہے جس نے ہم کو اپنے نبی ﷺ کے ذریعہ عزت وشرف بخشا اور ہمیں ہر قسم کی پلیدیوں سے پاکیزہ فرمایا ہاں البتہ ذلیل ورسوا فاسق ہوتا ہے اور جھوٹ بھی فاجر بولتا ہے۔ خدا کا شکر ہے وہ ہم نہیں ہیں بلکہ ہم سے غیر ایسا ہو سکتا ہے۔ (الحیات الحعی ۲:۲۵۰)

سیدہ رضی اللہ عنہا کا یہ جواب سن کر عبیداللہ ابن زیاد نے طنزاً کہا دیکھا خدا نے تمہارے خاندان کے ساتھ پھر کیسا سلوک کیا۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

میں نے تو اپنے خدا کے حسن سلوک کے سوا آج تک کچھ دیکھا ہی نہیں یہ شہید ہونے والا وہ گروہ ہے جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے درجہ شہادت قلم قدرت سے لکھ دیا تھا اس لئے وہ اپنی مقتل گاہ آیا، عنقریب اللہ تعالیٰ سب کو جمع کرے گا تو وہ حقیقی

Marfat.com

عادل بارگاہ ربوبیت سے فیصلہ ہوگا پھر معلوم ہو جائے گا کون اس کے نزدیک کامیاب ہے۔ (الحیات الکھی ۲: ۳۵۰)

سیدہ کا یہ جرات مندانہ جواب سن کر عبیداللہ ابن زیاد آگ بگولہ ہوا اور اس نے سیدہ کو کچھ گزند پہنچانے کا ارادہ کیا مگر عمرو بن حریث نامی نے اسے یہ کہہ کر ٹھنڈا کر دیا۔ اے امیر یہ عورت ہے اور عورت کی کسی بات پر مواخذہ نہیں کیا جاتا اور نہ اس کے کسی خطاب پر اس کی مذمت کی جاتی ہے اور بعض نے یہ بھی کہا اے امیر کیا بات ہے اب تجھ میں یہ حمیت بھی باقی نہیں رہی کہ عورتوں پر ہاتھ اٹھانے لگا جو ایک بزدل ڈرپوک کی نشانی ہے۔

پھر عبیداللہ ابن زیاد نے سیدہ کو مخاطب کر کے کہا۔ خدا نے مجھے تیرے سرکش بھائی اور تیرے خاندان کے نافرمانوں سے شفا دی ہے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے جواب دیا:

مجھے اپنی جان کی قسم تو نے میرے بڑوں کو قتل کیا، اہل وعیال کو خراب کیا فرع کو قطع کیا اور اصل کو کچل ڈالا۔ اگر یہ باتیں تیرے لئے شفا ہیں تو یقیناً تو نے شفا حاصل کر لی ہے۔ (الحیات الکھی ۲: ۳۵۰)

عبیداللہ ابن زیاد نے یہ سن کر کہنے لگا یہ عورت سجع اور قافیہ میں بات کرتی ہے یعنی نہایت فصیح اور بلیغ اور صاف گو ہے پھر کہنے لگا تمہارے باپ بھی بڑے فصیح و بلیغ تھے اور خطابت میں ان کو جو ملکہ تھا وہی تم کو حاصل ہے لہذا اس میں کوئی تعجب نہیں۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا جو کچھ میں نے کہا ہے یہ خطابت و

Marfat.com

فصاحت وسجع وقافیہ نہیں بلکہ صداقت ہے شرم کرو تمہیں شرم نہیں آتی فضول باتیں بنا رہا ہے۔

عبیداللہ ابن زیاد پھر خاموش ہو گیا۔

سیدہ زینب اور امام زین العابدین رضی اللہ عنہما کا آخری مکالمہ اور عبیداللہ ابن زیاد کی رسوائی

اب عبیداللہ ابن زیاد نے حضرت علی اوسط المعروف زین العابدین کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ لڑکا کون ہے؟ جواب دیا گیا یہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہی لڑکے ہیں، انہیں اس وجہ سے قتل نہیں کیا گیا کیونکہ یہ بیمار ہیں۔ عبیداللہ ابن زیاد نے کہا اچھا پھر اب ان کو میرے سامنے قتل کرو، یہ سن کر فوراً سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے بھتیجے پر ہاتھ رکھ لیا اور فرمایا:

اے عبیداللہ جس قدر تو ہمارا خون بہا چکا ہے وہ تیرے لئے کافی ہے، سوائے اس بیمار کے کسی اور کو تو نے زندہ چھوڑا ہے، خدا کی قسم میں ان سے جدا نہ ہوں گی اگر ان کے بھی قتل کا ارادہ ہے تو مجھے بھی ان کے ہمراہ قتل کر دو، سیدنا امام علی اوسط زین العابدین نے فرمایا اے میری پھوپھی جان ذرا مجھے جواب دینے دو آپ نے فرمایا اے عبیداللہ ابن زیاد کیا تو مجھے قتل ہونے سے ڈراتا ہے، کیا تو نہیں جانتا کہ قتل ہونا ہماری عادت ہے اور راہ حق میں شہید ہونا ہماری فضیلت و کرامت ہے۔ عبیداللہ ابن زیاد پھوپھی اور بھتیجے کی باہمی محبت اور ان کے جواب پر یہ منظر دیکھ کر کہنے لگا تعجب ہے اس محبت پر کہ واقعی ہی اگر میں اس لڑکے کو قتل کرنے کا حکم دیتا ہوں تو یہ عورت پہلے

Marfat.com

خود کو قتل کرانے کے لئے تیار ہے۔ اچھا دعوہ فانی اراہ لما بہ: ایسے یعنی اوسط کو چھوڑ دو کیونکہ میں دیکھتا ہوں یہ اس کے کافی ہے۔

کوفہ میں اہل بیت کو کہاں اور کتنے دن اسیر رکھا گیا

اس کے بعد عبید اللہ ابن زیاد نے اجلاس برخاست کرتے ہوئے کہا کہ ان اسیران نبی کو جامع مسجد کوفہ کے کمروں میں سے ایک کمرہ میں قید رکھا جائے چنانچہ ان کو اس کمرہ میں لے جا کر بند کر دیا گیا اور شہدائے کربلا کے سرہائے مبارکہ کو ایک کمرہ میں رکھا دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عبید اللہ ابن زیاد نے اپنے ایک قاصد کے ذریعے ایک خط دے کر یزید کی طرف دمشق روانہ کر دیا اور یہ واقعہ محرم کی تیرھویں اور بقول بعض چودھویں محرم کا ہے، عبید اللہ ابن زیاد نے سرہائے مقدسہ کو دمشق بھیجنے کے بارے میں لکھا کہ اگر حکم ہو تو وہاں بھیج دیتا ہوں اور دوسرا اہل بیت میرے پاس اسیر کئے ہوئے ہیں حکم ہو تو ان کو بھی بھیج دوں۔ جب تک وہاں سے یزید کا جواب نہ آنے پائے اس وقت تک اس کو انتظار ہے۔ اب یہاں پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اہل بیت نبوت کوفہ میں کتنے دن رہے تو اس کے متعلق مختلف بیانات ہیں لیکن یہاں پر جو صحیح قیام لکھا جاتا ہے اس کے لئے جاننا ضروری ہے کہ عام مورخین نے کربلا سے کوفہ کا فاصلہ بیس یا چوبیس میل لکھا ہے لیکن یہ غلط ہے اور زمین و آسمان کا فرق پایا جاتا ہے کربلا سے کوفہ کا فاصلہ ڈیڑھ سو کلو میٹر یعنی نوے میل ہے، اونٹوں پر نوے میل کا سفر ایک دن میں اہل بیت کے قافلے کا طے کر لینا قیاس میں نہیں آتا۔ دس محرم الحرام کو واقعہ کربلا ظہور پذیر ہوا اور گیارہ محرم کو بعد دوپہر اہل بیت کا مختصر قافلہ کربلا سے کوفہ روانہ ہوا اور کم از کم پچیس بائیس میل روزانہ کے حساب سے نوے میل کا سفر طے

Marfat.com

کر کے چودہ محرم کو کوفہ پہنچا اور چودہ محرم کو عبید اللہ ابن زیاد نے یزید کو خط لکھ کر بذریعہ قاصد دمشق روانہ کیا جس میں مفصل رونما واقعات قلمبند کئے اور قاصد کوفہ سے ۱۴ کو روانہ ہو کر محرم کی آخری تاریخ کو وہاں پہنچا کیونکہ کوفہ سے دمشق کا فاصلہ سینکڑوں میل کے فاصلے پر ہے۔ محرم کی آخری تاریخوں میں یہ خط یزید کو ملا تو اس کے صلاح ومشورہ کرنے کے بعد جوابی خط اسی قاصد کے ذریعے روانہ کیا ہاں سر ہائے مبارکہ شہدائے کربلا اور اسیران اہل بیت کو میرے پاس بھیج دیا جائے وہ یزید کا خط قاصد دمشق سے کوفہ لایا جو عبید اللہ ابن زیاد کو سولہ دن کے بعد موصول ہوا اور تین دن بعد پھر اہل بیت کو روانہ کرنے میں کوفہ میں ہی لگے اور چوتھے دن شہداء کے سر مبارک اور قافلہ اہل بیت اسیری حالت میں کوفہ سے سفر دمشق روانہ کئے گئے اس حساب سے ۳ محرم الحرام سے ۱۷ صفر المظفر تک تقریباً ایک مہینہ پانچ دن کوفہ میں اہل بیت کا قیام رہا۔

(تاریخ کربلا)

Marfat.com

کوفہ سے شام اسیران اہل بیت کے حالات

اہل بیت کی کوفہ سے روانگی

جب عبیداللہ ابن زیاد کے پاس دمشق سے یزید کا پیغام تحریری طور پر پہنچ گیا کہ سرہائے شہداء اور اسیران اہل بیت کو اس کے پاس دارالامارت دمشق جائے مقام بھیج دیا جائے تو عبیداللہ ابن زیاد نے زحر بن قیس کی نگرانی میں شہداء کے سرہائے مبارکہ ملک شام روانہ کر دیا اس کے ساتھ ابو بردہ بن عوف ازدی اور طارق بن ظبیان اور تقریباً پچاس آدمی روانہ کر دیئے۔ اس میں محضر بن ثعلبہ عائذی اور شمر ذی الجوشن بھی تھے۔

(الحیات الحمی ۲:۱۵۳)

کوفہ سے دمشق کی منازل اور اہل بیت کو کس راستہ سے لے جایا گیا

کوفہ سے دمشق کے سفر میں کتنی منزلیں ہیں اور اس سفر میں کتنے دن لگے معتبر کتب میں تو اس کی تفصیلات موجود ہیں لیکن سفر کے منازل میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے بعض نے کوفہ سے دمشق کی کل منازل صرف پندرہ لکھی ہے اور بعض نے تئیس لکھی ہیں اور بعض نے چونتالیس تک بھی منزلیں لکھی ہیں کہ قافلہ اہل بیت کا ان منازل سے گزر ہوا اور پھر وہ دمشق پہنچے اب ان منازل کے نام درج کیے جاتے ہیں۔

پہلی منزل تکریب، دوسری منزل موصل، تیسری منزل حیران، چوتھی منزل دعوات، پانچویں منزل قنسرین، چھٹی منزل سیبود، ساتویں منزل حمص، آٹھویں منزل بعلبکم نویں منزل شیرز، دسویں منزل حماۃ، گیارہویں منزل حلب، بارہویں منزل

Marfat.com

نصیبین، تیرھویں منزل عسقلان، چودھویں منزل درقیسس، پندرہویں منزل دیر راہب۔

ان منازل کے تذکرہ کا مطلب نہیں کہ ان مقامات پر ضرور اہل بیت نے رات قیام کیا ہوگا بلکہ یہ منازل ومقامات سفر کوفہ تا دمشق ہیں کہ ان راہوں اور منازل سے گزرگاہ ہوئی۔

اب غور طلب مسئلہ یہ ہے کہ کوفہ سے دمشق کا فاصلہ تقریبا چھ سومیل ہے جیسے بغداد شریف سے دمشق اور کتب معتبرہ سے ثابت یہ ہوتا ہے کہ اہل بیت کا یہ قافلہ سیدھے راستہ سے دمشق نہیں گیا بلکہ بڑی پھیر کی گزرگاہوں اور دشوار منزلوں سے طویل راستہ طے کرتے ہوئے جو آٹھ سومیل کے فاصلہ تک ہوسکتا ہے قریب کا راستہ جو جلد طے ہوسکتا تھا وہ کیوں چھوڑا گیا یاد رہے کہ آج کل یہی سیدھا راستہ کوفہ سے دمشق جاتا ہے اور پختہ سڑک بنی ہوئی ہے اس پر موٹریں کاریں بسیں چلتی ہیں اور موصل وحمص کی راہ کے غیر معروف مقامات کی طرف جو طویل راستہ اور جس کے طے کرنے میں کافی دن لگے یہ کیوں اختیار کیا گیا۔ اس کا سبب معتبرہ کتب سے ظاہر ہوتا ہے کہ راستہ میں اہل بیت اور سرہائے مبارکہ کو دیکھ کر لوگ مشتعل نہ ہو جائیں اور مزاحمت مخالفت اور جنگ نہ ہو چنانچہ اس کے باوجود بھی بعض مقامات پر لوگوں کو جب یہ معلوم ہوا تو قنسیرین سیبور حمص میں شدید مزاحمت ہوئی اور ان مقامات پر بھی مسلمانوں سے جنگ کرتے ہوئے اور ان کی مخالفت سے بچتے بچاتے نامعلوم مقامات سے ہوتے ہوئے دور کے راستہ سے دمشق لایا گیا معلوم ہوا کہ خاندان نبوت کی مخذرات طاہرات کے لئے یہ شدید دشواریوں اور پریشانیوں کا یہ چوتھا دور تھا جو

Marfat.com

آٹھ سو میل کی اتنی طویل مسافت طے کرتے ہوئے دمشق لایا گیا۔

جب دمشق صرف چار میل کے فاصلہ پر رہ گیا تو اسی خطہ کی بناء پر نامعلوم جگہ پر اہل بیت کو ٹھہرایا گیا اور یزید کو اطلاع دی گئی کہ وہ دمشق میں داخل ہونے سے قبل تمام انتظامات مکمل کرلے تاکہ پھر دمشق میں داخل ہوں چنانچہ یزید کو اس کی اطلاع دی گئی تو اس نے ایک دن کا تعین کر کے اور تمام انتظامات مکمل کر کے دمشق آنے کا حکم دیا۔ (تاریخ کربلا)

غیبی لوہے کا قلم

ابونعیم اصفہانی نے بطریق ابن لہیہ ابی حنبل سے روایت کی ہے کہ جب یہ ابن زیاد کے آدمی اور سرہائے مبارک اہل بیت عظام کے مختصر قافلے کو دمشق یزید کے پاس لے جارہے تھے تو راستہ میں ایک جگہ پر حسب معمول رات کے وقت شراب پینے لگے تو اس وقت ایک ہاتھ نمودار ہوا جس میں لوہے کا قلم تھا، پھر اس نے خون سے یہ شعر لکھا۔

اَتَرْجُوْا اُمَّۃٌ قَتَلَتْ حُسَیْنًا

شَفَاعَۃَ جَدِّہٖ یَوْمَ الْحِسَابِ

بھلا وہ امت بھی قیامت کے روز ان کے جد امجد کی شفاعت کی امید رکھ سکتی ہے جنہوں نے حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔

واقعہ کربلا اور اصحاب کہف

ابن عساکر نے نہال بن عمرو سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ واللہ میں

Marfat.com

نے بچشم خود دیکھا کہ جب سر مبارک سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو لوگ نیزے پر لے جارہے تھے اس وقت میں دمشق میں تھا کہ سر مبارک کے سامنے ایک شخص سورہ کہف پڑھ رہا تھا جب وہ اس آیت پر پہنچا۔ اِنَّ اَصْحٰبَ الْکَهْفِ وَالرَّقِیْمِ کَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا۔ بے شک اصحاب کہف ورقیم ہماری نشانیوں میں سے ہیں اس وقت سر مبارک کو گویائی دی اور بزبان فصیح فرمایا: اَعْجَبُ مِنْ اَصْحٰبِ الْکَهْفِ قَتْلِیْ وَحَمْلِیْ: اصحاب کہف کے واقعہ سے بھی میرا قتل اور میرے سر کو لئے پھرنا عجیب تر ہے۔ (الحیات الکلمی، سوانح کربلا)

قافلہ اہل بیت دمشق کے قریب، یزید کے کفریہ اشعار، دارالامارۃ کی زیبائش

جب اسیران اہل بیت مقام جبرون پر پہنچے جو دمشق کے کچھ نزدیک تھا تو قوم اشقیاء نے ان کو یہاں ٹھہرایا اور یزید کو اطلاع دی گئی تو اس نے اپنے دارالامارت کو سجانے اور ڈھول باجوں کے انتظام کرنے کا حکم دیا، چنانچہ دارالسلطنت دمشق کو سجایا گیا اور انواع واقسام کی زیبائش وآرائش سے مرصع کیا گیا، عورتیں، مرد لباس فاخرہ پہنے ہوئے تھے اور خوشی سے طبلے بجا رہے تھے، یزید کے لئے بہترین زینت سے مرصع تخت بچھایا گیا اور اردگرد بہترین کرسیاں عمائدین کے لئے بچھائی گئی تھیں۔ گویا کے یہ سب انتظام نواسہ سید الابرار اور خاندان نبوت پر ظلم وستم وقتل کے بعد ظاہری فتح کی خوشی میں کیا گیا تھا۔ ہر طرف لوگوں کا ہجوم جمع تھا، اس حال میں پھر یزید نے اپنے محل کی چھت پر چڑھ کر مقام جبرون کی طرف نگاہ کی جب اس نے نیزوں کی نوکوں پر

Marfat.com

شہداء کے سرہائے مبارک دیکھے تو اس نے یہ شعر کہے جس کو علامہ سید محمود آلوسی علیہ الرحمہ نے تفسیر روح المعانی میں بیان فرمایا ہے:

لَمَا بَدَتْ تِلْکَ الْحَمُولِ وَاشْرَفَتْ

تِلْکَ الرُوْسِ عَلٰی رَبِی جَیْرُوْنَ

جب سواریاں ظاہر ہوئیں اور سرہائے مبارک شہدائے کربلا مقام جیرون کے ٹیلوں پر نمودار ہوئے۔

لَغَعبِ الْغراب فَقُلْت صَحَ اَولاَ تَصَحُ

فَلَقَدْ قَضَیْتُ مِنَ الرَّسُوْلِ دِیوَنِی

تو کوے نے کائیں کی میں نے اس سے کہا تو بول یا نہ بول میں نے رسول سے اپنے قرضے چکالئے ہیں۔ (الحیات الحقی، تاریخ کربلا، روح المعانی از علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ)

ان اشعار کفریہ پر علماء اکابرین نے اس کے کفر کا فتویٰ دیا ہے اور اس کے متعلق تفصیلات یزید پلید کے باب میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک پیش ہونے پر یزید کے کفریہ کلمات

تمام انتظامات مکمل ہونے کے بعد یزید نے مقام جیرون میں پیغام بھیج دیا کہ سرہائے مبارک اور اسیران اہل بیت کو دار السلطنت میں لایا جائے، حکم ملنے پر اہل بیت اور سرہائے مبارک کو دمشق میں داخل ہوتے ہی ان کو سیدھے دار السلطنت میں لایا گیا، امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو ایک طشت میں اور دوسرے شہداء کے سرہائے دوسرے طشت میں یزید کے سامنے پیش کیے گئے اور اہل بیت کو ایک کمرہ

Marfat.com

میں ٹھہرادیا گیا، جب امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کا سر اقدس یزید کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے یہ شعر کہے۔

لَیتَ اَشیَاخِی بِبَدرٍ شُهدوا
جَزَعُ الخَزرَجِ مِن وَقعِ الاَسَل
قَد قَتَلنَ القَومُ مِن سَادَاتِهِم
ثُمَّ قَالُوا یَا یَزِیدُ لاَتَشَل
لَستُ مِن خندَفِ اِن لَم اَنتَقِم
مِن بَنِی اَحمَدَ مَا کَانَ فَعَل
لَعِبَت بَنِی هَاشِم بِالمُلکِ فَلا
خَبرٌ جَاءَ وَلَا وَحیٌ نَزَل

ترجمہ: کاش میرے بدر والے وہ اشخاص جنہوں نے تیر کھا کر بنی خزاج کی جزع فزع اور اضطراب کو دیکھا آج موجود ہوتے۔

اور دیکھتے کہ ہم نے تمہارے سرداروں میں سے بڑے سردار (امام رضی اللہ عنہ) کو قتل کر کے بدر والا بدلا لے لیا ہے۔

اس وقت وہ خوشی کے مارے ضرور بآواز بلند پکار کر کہتے کہ اے یزید تیرے ہاتھ شل نہ ہوں۔

میں اولاد خندف سے نہیں ہوں اگر اولاد احمد سے ان کے کیے کا بدلہ نہ لوں بنی ہاشم نے تو ملک گیری کے لئے ایک ڈھونگ رچایا تھا ورنہ نہ کوئی خبر آسمانی آئی تھی اور نہ کوئی وحی نازل ہوئی تھی۔ معاذ اللہ معاذ اللہ۔

Marfat.com

ان مذکورہ بالا اشعار یزید پر علماء اکابرین نے یزید پلید پر کفر کا فتوی دیا اور فرمایا ہے جس نے صاف الفاظ میں کہا کہ میں نے بدر کا آج بدلہ لے لیا ہے۔

هَذَا هُوَا المروق مِنَ الَّذِيْنَ وَقَولَ مَنْ لَا يَرْجِعَ اِلَى اللّٰهِ وَلَا اِلٰى دِينه وَلا اِلٰى كِتَابِه وَلَا اِلٰى رَسُوْلِه وَلَا يوْمِن باالله وَلَا بِمَا جَاءَ مِنْ عِنْدَاللّٰه۔

یہ کھل کھلا دین اسلام سے خروج ہے اور ایسے شخص کا قول ہے جو خدا اور اس کے رسول اور دین اور اس کے کلام کتاب اللہ پر ایمان نہیں رکھتا (ہکذا تفسیر روح المعانی للوسی ۲:۷۲)

یزید کی امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے سر اقدس کی بے حرمتی

پھر یزید پلید نے سرکار سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کے لب ہائے مبارک پر چھڑی رکھ کر کہا: یہ ہے حسین اس گستاخانہ حرکت کو دربار میں موجود ایک صحابی رسول ﷺ ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے دیکھ کر فرمایا:

اے یزید پلید تم چھڑی سے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ابن علی فاطمہ علیہا السلام کے لب مبارک کی بے ادبی کرتے ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان کے اور ان کے بھائی امام حسن رضی اللہ عنہ کے لب اقدس پر بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے اور یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ دونوں جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں خدا تمہارے قاتل کو قتل کرے اور لعنت کرے اور جہنم کے ذلیل عذاب میں ڈالے۔ (الحیات الخفی ، الصواعق المحرقہ ، روح المعانی ۲۹:۷۲)

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کے اس کلام حق کو سن کر یزید نے انہیں اپنے دربار سے نکالنے کو کہا تو اس کے حواریوں نے انہیں کھینچ کر باہر نکال دیا۔

Marfat.com

واقعہ کربلا کا حقیقی معیار

اگر یہ کہا جائے کہ یہ واقعہ کربلا محض ایک تاریخی ریسرچ ہے اس کا عقیدہ اور مذہب سے کچھ تعلق نہیں۔ بالکل غلط ہے، کیونکہ اول تو اسلامی نقطہ نظر سے تاریخ برائے تاریخ کوئی اہمیت ہی نہیں رکھتی، قرآن نے خود تاریخ کا ایک ایسا باب قائم کردیا ہے کہ کئی مقامات پر بادشاہوں اور سلاطین اور انبیاء مرسلین علیہم السلام اجمعین اور مختلف قوموں اور امتوں کے واقعات اور بعض مختصر اور بعض تو نہایت تفصیل سے بیان کئے ہیں اور پھر بار بار مختلف مقامات پر ان کے درمیان رونما واقعات کو بیان فرمایا ہے۔ واقعہ حضرات اصحاب کہف اور واقعہ حضرت یوسف علیہ السلام اور اسی طرح حضرت ذوالقرنین اور اسی طرح ظالم فرعون اور اسی طرح ان کے گھر والوں کے حالات تو یہ تاریخ برائے تاریخ نہیں بلکہ اس کا ایک عظیم مقصد ہے۔ جسے احسن القصص تمام قصوں سے بہترین قصہ حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ کو فرمایا گیا اور اصحاب کہف کے واقعہ کو من اٰیٰتِنَا عَجَبًا فرمایا گیا ہماری نشانیوں میں سے عجیب نشانی ہے اور **عبرة لاولی الباب** اور **اولی الابصار** اور **فانظروا کیف کان عاقبة** فرمایا گیا اسی طرح صالحین کی تعریف اور ان کے اذکار اور ذکر کرنے کے حکم **واذکر فی الکتب ابراهیم، واذکر فی الکتب موسیٰ، واذکر فی الکتب مریم، واذکر فی الکتب ادریس، واذکر فی الکتب اسمعیل** اور اسی طرح برے عقائد اعمال وافعال و گستاخ قوموں کی ہلاکت کے احوال بیان فرمائے۔

الحاصل برے عقائد و اعمال کی وجہ سے قوموں کی ہلاکت اور درست افکار و

Marfat.com

عقائد کی بناء پر قوموں کی کامیابی کے واقعات بیان کرنا ہی اصل تاریخ ہے اور اگر یہ چیز نہ ہو تو وہ تاریخ تاریخ نہیں بلکہ قصہ گوئی یا فسانہ نگاری ہے جس کی شرعا کوئی اہمیت نہیں۔ عقیدہ و مذہب سے الگ ہو کر دوسرے لفظوں میں کتاب و سنت سے علیحدہ ہو کر تاریخی مواد جمع کر لینا تاریخ نہیں۔

آج کل دنیا میں اکثر ایسے لوگ ہیں جو ذہن میں کچھ تاریخی نظریات پہلے سے قائم کئے ہوئے ہیں جن کے لئے مواد کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ تاریخی ٹکڑوں کو جمع کر لیتے ہیں۔ تو پھر وہ تاریخ سے نظریات کو اخذ کرنے کی بجائے نظریات سے تاریخ اخذ کرنے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ پھر ان کو اپنے نظریات کے موافق پا کر اس کو تاریخی ریسرچ کہہ دیتے ہیں۔ یہ کوئی عجیب بات نہیں۔

لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ۔ (پ۹: سورۃ اعراف)

وہ دل رکھتے ہیں جن میں سمجھ نہیں اور وہ آنکھیں جن سے دیکھتے نہیں اور وہ کان جن سے سنتے نہیں وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ۔

انسانیت کے نام پر کیا کر گئے حسین
ہر دور کے بلند خیالوں سے پوچھ لو
انسان کو بیدار تو ہو لینے دو
ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسین

اس لئے اس کا نام تاریخی ریسرچ نہیں بلکہ نظریاتی ریسرچ ہونا چاہئے اور یقیناً، جیسے آج کل بعض جدید دانشور کتاب و سنت کو بھی نظریات میں استعمال کرنے

Marfat.com

کے عادی ہو چکے ہیں اور شریعت کا نام لے کر کام نکالتے ہیں حکومت کی خوشامد اور تملق اپنے شب و روز کو رونق بخشتے ہیں کیونکہ کوئی نہ کوئی روایت انہیں اپنے موافق مطلب ہاتھ آ ہی جاتی ہے جیسے موقع و محل سے ہٹا کر کام میں لے آیا جائے تو کام نکل جاتا ہے، اس لئے محض روایات سے کام لینا اپنے نظریاتی مقصد کے لئے تاریخی یا شرعی ریسرچ نہیں۔

تاریخی ریسرچ کے معنی درحقیقت تاریخی روایات کو ہر محل اور درست موقع پر ظاہر کر کے واقعہ کی اصل قدر مشترک کا سراغ لگانا اور مورخ کے اصل رخ کو نظر انداز کئے بغیر اصل واقعہ کو نمایاں کرنا ہے نہ کہ اس سے ہٹ کر تاریخی ٹکڑوں کا اپنے ذہنی نظریات سے گٹھ جوڑ لگانا ہے، پس جس طرح شرعی ریسرچ کے معنی اس کے سوا دوسرے نہیں کہ کتاب وسنت کی مراد کے دائرہ میں رہ کر اس کے مخفی گوشوں کو سامنے لایا جائے اور مختلف نصوص اور آیات و روایات کو اسی مراد کے مختلف پہلوؤں سے وابستہ کر کے ان پر چسپاں کر دیا جائے اسی طرح تاریخی ٹکڑوں کو لے کر اپنی تائید میں استعمال کرنا شروع کر دیا ہے، دنیا میں ہزاروں تاریخیں لکھی گئی ہیں اور سبھی نے اپنی اغراض کے اظہار کے موافق راستے نکال لئے ہیں۔

لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ تاریخی پہلو سے زیادہ اسے مذہبی نقطہ نگاہ سے دیکھا جائے اور مذہب و عقیدہ واضح کر کے اس کے معیار سے اس تاریخ کو رد یا قبول کیا جائے یہ تاریخ ہی درحقیقت ایک عقیدہ کی تاریخ ہے اور اس کا ذکر قدرتی طور پر عقیدہ کا ہی ذکر ہوگا، اس لئے عقیدہ سے متعلقہ تاریخ عقیدہ کے عین مطابق ہونی چاہئے، اگر تاریخ عقیدہ کے موافق ہے تو وہ اس کی تاریخ اور اس کی تائید اور اس کی

Marfat.com

تائید سے روکا جانا کوئی عقلی اصول نہیں اور اگر تاریخ عقیدہ کے خلاف ہے تو وہ عقیدہ کی تاریخ نہیں بلکہ اس کی تردید ہے تو اس صورت میں عقیدہ کی صفائی پیش کر کے اس کی مخالف تاریخ کو رد کرنا کوئی بے موقع کام نہیں ہوگا۔ خلاصہ یہ ہوا کہ عقیدہ و تاریخ میں تقابل کے وقت عقیدہ کو اصل رکھا جائے گا اور تاریخ اسکے تابع ہوگی دینی معاملات میں عقیدہ سے تاریخ اخذ کی جائے گی تاریخ سے عقیدہ نہیں بنایا جائے گا اس کی وجہ یہ ہے کہ عقیدہ اللہ تعالیٰ سبحانہ اور اس کے پیارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خبر سے بنتا ہے اور اس سے متعلقہ واقعہ کی بنیادیں اور دونوں صورتوں میں وہ نصوص قطعی کے حکم میں ہوتی ہیں جب کہ عقیدہ کے مطابق ہوں اس لئے تاریخ کو تاریخ کے تابع بنا دینے کا مطلب یہ ہوگا کہ معاذ اللہ اللہ اور رسول لوگوں کے تابع ہو جائیں، پس عقیدہ تاریخ کے تابع نہیں بلکہ تاریخ کو عقیدہ کی پابندی کرنی ہوگی، ورنہ اگر عقائد کو قبول کرنے یا رد کرنے کے لئے تاریخ کو معیار قرار دیا جائے تو وہ عقائد نہیں بلکہ اپنا نظریاتی فلسفہ ہے جیسا کہ ہو رہا ہے یہ مذہب و مسلک نہیں بلکہ اختیاری نظریہ ہے جو نہ قابل اتباع ہے اور نہ ہی ان سے فلاح حاصل ہو سکتی ہے لہذا عقیدہ کے خلاف تاریخ نہیں ہوگی تاریخ وہ قبول ہوگی جس کا عقیدہ سے تعلق ہے، اس طرح سرکار سید الشہداء، سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید بن معاویہ سے متعلقہ عقیدہ سے چونکہ واقعات کی ایک تاریخ وابستہ ہے اور اس تاریخ کا ذکر ہی عقیدہ کا ذکر ہے اس لئے نہ تو ان معاملات کی تاریخی ریسرچ کے وقت عقیدہ سے قطع نظر کی جا سکتی ہے اور نہ ہی تاریخ کو عقیدہ سے الگ کر کے محض تاریخ کے نقطہ نظر سے دیکھا جائے گا بلکہ عقیدہ کے معیار سے اس کا فیصلہ کیا جائے گا، نظریات بگڑتے تباہ ہوتے آئے ہیں لیکن عقیدہ

Marfat.com

و مذہب کی عمارت منہدم نہیں ہو سکتی جب نظریاتی عمارتیں گرنے لگتی ہیں تو پھر لوگ آخر اس پائیدار عمارت کے عقیدہ میں ہی پناہ لیتے ہیں، پس سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی مدح اور یزید کی قدح اور واقعات کربلا کو عقیدہ کی روح سے تسلیم کیا گیا ہے، نہ کہ نظریات سے، کتاب کے اول سے لے کر آخر ہر چیز کو قرآن و سنت یعنی اللہ اور اس کے رسول کے مطابق پیش کیا گیا ہے یعنی عقیدہ کے تابع۔

رہا واقعات کربلا کی صحت و سقم کا معیار تو اس کو بھی حقیقت میں پرکھا جائے گا یہ کہہ دینا کہ گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹہ جنگ ہوئی پس پھر ختم ہو گئی بالکل غلط ہے اور نتیجہ وہی مایوس کن نکلے گا بلکہ واقعات کربلا کی صحت یا عدم صحت معلوم کرنے کی میزان محقق علماء کی تحقیق سے لیا جائے گا اور پھر اس تحقیق کو محققین کے بیانات سے معلوم کرنا ہو گا کہ آیا یہ بات صحیح ہے یا غلط جب یہ معلوم ہو جائے گا تو اس کو وہی سمجھا جائے جو محققین نے بیان کیا ہے اس لئے اس کتاب میں ان تمام واقعات کی تردید کی گئی ہے جو علماء محققین سے ثابت نہیں اور ان کو بیان کیا گیا ہے جس کو محققین نے بیان کیا اور پھر اس واقعہ حال پر اتفاق ہوا۔

ابتداء ہی سے اس واقعہ کربلا کو مسخ کرنے کی کوشش کی گئی جیسا کہ زحر بن قیس کی رپورٹ سے واضح ہوتا ہے تو عجب نہیں کہ کل بھی اس واقعہ کربلا کو محض تاریخی یا شیعی یا ابو مخنف روایات کہہ کر اپنا کام نکال لیا جائے لیکن خواہ زمانہ کروڑوں کروٹیں بدلے، لیل و نہار، لاکھوں بار گردش کریں، انقلاب ہزاروں بار کوشش کرے، آفتاب و ماہتاب سینکڑوں بار طلوع و غروب ہوں۔ مگر کیا مجال کہ نواسہ سید الکونین سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور آل و اصحاب کے ساتھ جو کچھ ہوا اور انہوں نے اسلام کو زندہ رکھنے کی

Marfat.com

خاطر جس طرح قربانیاں پیش کیں اور یزید نے جو ظلم وستم کیے یزیدی خواہ کتنی بھی کوشش کریں ان حقائق کو مسخ نہیں کر سکتے اور اس بدنما داغ کو اپنی پیشانی سے نہیں دھو سکتے۔

کیا یہ بھی کوئی عقیدہ و مذہب ہے کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی جن کی شان قرآن و حدیث سے ثابت ہے جو راکب دوش نبی ہیں جو پوری امت کے لئے نجوم ہدایت ہیں ان کی شان میں زبان درازی کی جائے اور یزید پلید جس کی پیشانی پر اہل بیت نبوت کی بے حرمتی کا بدنما داغ ہے۔ محققین، محدثین، مفسرین اکابرین امت جس کی شفاعت کی تردید صراحت سے کرتے چلے آئے ہیں ان تمام حقائق سے روگردانی کر کے اس ظالم کی تعریف میں رطب اللسان ہونا کیا یہی ایمان ہے؟ نہیں نہیں یہ بدترین گمراہی ہے۔

کاش یہ لوگ اور کچھ نہیں کر سکتے تھے تو کم از کم اہل بیت کے ادب واحترام کو ہی ملحوظ خاطر رکھتے مگر انہیں یہ توفیق کہاں میسر الٹا اہل بیت اطہار کی محبت کا دم بھرنے والوں پر کیچڑ اچھالا جاتا ہے اگر کوئی دیوانہ اپنی زبان وقلم کو ذکر اہل بیت سے معطر کرے تو اس پر شیعیت کا الزام لگا دیا جاتا ہے۔ امام شافعی علیہ الرحمہ کو بھی محبت اہل بیت کی بناء پر رفض کا طعن دیا گیا۔ جس پر آپ نے ببانگ دہل یہ اعلان فرمایا۔

ان کان رفضا حب آل محمد، فلیشھد الثقلان انی رافض۔

اس عظیم سانحہ کو محض دو بادشاہوں کی جنگ قرار دینا انتہائی بددیانتی اور دین و مذہب سے دوری کی دلیل ہے کیا یہی دینداری ہے کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ بے سرو سامانی کے عالم میں اعلاء کلمۃ الحق کی خاطر ایک فرعون وقت سے ٹکر لے کر تاریخ عالم

Marfat.com

کے صفحات پر ایمان وایقان کی ایک لازوال داستان رقم کر جائیں۔ اس عظیم کارنامہ پر محض یہ کہہ کر پانی پھیرنے کی ناکام کوشش کی جائے کہ یہ تو دو بادشاہوں کی اقتدار کی خاطر جنگ تھی، نہیں نہیں! یہ ایمان نہیں اسے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی عداوت کا نتیجہ تو نہیں کہا جا سکتا مگر ایمان واسلام سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔

یہ حق وباطل کی جنگ تھی کفر واسلام کی جنگ تھی، الحاد وایمان کی جنگ تھی، امام عالی مقام نواسہ بانی اسلام حکیم ربانی جانتے تھے کہ اگر طاقت کا مقابلہ طاقت سے ہوا اور وہ غالب بھی آ گئے تو یہی کہا جائے گا کہ دو بادشاہ لڑے تھے ایک غالب آ گیا اسی طرح یزید تو مغلوب ہو جائے گا مگر یزیدیت کو شکست نہیں ہو گی مگر امام حسین رضی اللہ عنہ یزیدیت کا قلع قمع کرنا چاہتے تھے اس لئے انہوں نے حق کی طاقت سے مسلح ہو کر بے سروسامانی کی حالت میں یزید ایسے فرعون وقت سے ٹکر لے لی اور اس طرح حق وحقیقت کی طاقت نے قصر یزیدیت کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ اور اہل دنیا پر ظاہر کر دیا کہ یہ دو بادشاہوں کی جنگ نہ تھی بلکہ حق وباطل کا معرکہ تھا، بانی اسلام کے جگر گوشہ اسلام کی مزاج شناسی میں وحید عصر اور سچا غمخوار کیونکر اس کی بیعت کرتا جو اسلام کے منافی کام کر رہا تھا کہ سب مصائب وآلام برداشت کئے، ظلم کے پہاڑ ٹوٹے، چھوٹے بڑے قربان کر دیئے۔ آخر دم تک ثابت قدم رہتے ہوئے یزید کے عزائم کو خاک میں ملا دیا اور اسلام کو زندہ جاوید بنا دیا، حلال وحرام کے درمیان ابدی خط امتیاز کھینچ دیا جائز وناجائز کے حدود کو مضبوط کر دیا، اسلامی اصول اقدار کو پائیدار بنا دیا اور عامۃ المسلمین کو خواب غفلت سے بیدار کر دیا، لوگوں کو ظالم سے نفرت اور مظلوم کی ہمدردی وحمایت میں بیدار کر دیا، اس طرح کفر والحاد کو ہمیشہ کے لئے سرنگوں

Marfat.com

کر کے پرچم اسلام کو ابد و آباد تک کے لئے بلند و بالا کر دیا، آج تک جہاں جہاں اسلام اور مسلمان موجود ہیں یہ سب صدقہ ہے سرکار سید الشہداء کی اس بے مثال ایثار وقربانی کا علامہ ڈاکٹر محمد اقبال فرماتے ہیں:

بہر حق در خاک و خون غلطیدہ است
پس بنائے لا الہ گردیدہ است

خواجہ سلطان الاولیاء محمد معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

شاہ ہست حسین پادشاہ است حسین
دین ہست حسین دین پناہ ہست حسین
سردار نداد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسین

اگر یہ قوم اس پر غور نہیں کرتی کہ مقام حسین رضی اللہ عنہ کیا ہے تو اس کی بدنصیبی ہے اور اگر تھوڑا سا غور کرے تو جان لے گی کہ اسی میں نجات ہے۔

اب اس کے معنی نہیں کہ صرف ذکر شہادت سے چند آنسو نکالنے ہی کافی نہیں بلکہ اس مقصد کو لیا جائے جس کی خاطر سرکار امام رضی اللہ عنہ نے اتنی عظیم قربانی دی، روحانیت و مادیت کا تصادم اور روحانیت کا غلبہ، صداقت اسلام کی ناقابل انکار دلیل، حریت فکر کی آبیاری، ثبات واستقلال کی تلقین، شجاعت وشہامت کے بے نظیر نمونے، عزت نفس کی بلند تعلیم، تنظیم ومحکم یقین اور عمل پیہم کی تلقین، صبر ورضا کی بے مثال عملی تعلیم، پایہ استقامت، ایثار کے شاندار نمونے، ہر قسم کی قربانی دینے کا درس عظیم، انسانی ہمدردی اور حسن معاشرت کا بہترین نمونہ، ادائیگی فرض اور عبادت

Marfat.com

خداوندی اور سنت مصطفوی کی بجا آوری کا عدیم المثال نمونہ، غیرت و حیا کا نمونہ، ایمان وعقائد و مذہب کی ثابت قدمی کا نمونہ۔

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو
ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسین

اور پھر رہا یہ کہنا کہ علامہ اقبال نے کہا ہے۔

ذرا سی بات تھی اندیشہ عجم نے اسے
بڑھا دیا ہے فقط زیب داستان کے لئے

یہ بھی غلط ہے، کیا ڈاکٹر علامہ محمد اقبال علیہ الرحمہ سیالکوٹ ترجمان حقیقت نے اس میں واقعہ کربلا کے متعلق ایسا کہا ہے نہیں بلکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد یزید کی سلطنت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا اور کچھ نہ ہو تو اس شعر سے واقعہ کربلا کو معمولی ثابت کرنے کی کوشش کردی۔ کس قدر ظلم و بر ظلم ایک بانی اسلام کے نواسہ کے ساتھ، دوسرا مفکر اسلام، ڈاکٹر علامہ سر محمد اقبال علیہ الرحمہ کے ساتھ، علامہ مرحوم تو واقعہ کربلا کے متعلق فرماتے ہیں۔

اسلام کے دامن میں بس اس کے سوا کیا ہے
اک ضرب ید اللٰہی اک سجدہ شبیری

اب بتلایئے، ذرا سی بات اندیشہ عجم نے اسے کہاں گیا اور کہاں استعمال ہوا یہ اس بات پر اشارہ کر رہے ہے کہ خلاف ملوکیت میں بدل گئی اور پھر ملوکیت بھی وہ بدلی کہ یزید نے اس کا بھی جنازہ نکال دیا۔

یہی شیخ حرم ہے جو چرا کے بیچ کھاتا ہے

Marfat.com

گلیم بوذر و دلق اویس و چادر زہراء

علامہ مرحوم نے یہ نقشہ کھینچا ہے جنہوں نے واقعہ کربلا کو معمولی تاریخی ریسرچ نظریات پر قائم کیا۔

یہ رسم خانقاہی ہے غم و اندوہ دلگیری
نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری

اس درویش سیالکوٹی مرحوم نے فرنگیوں کے عشرت کدوں کو دیکھا اور جب وطن واپس آئے تو کہا

خیرہ نہ کرسکا مجھے جلوہ دانش فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

دیکھا کیسا مقام بیان کر دیا ہے پھر فرماتے ہیں۔

رشتہ آئین حق زنجیر پاست
پاس فرمان جناب مصطفیٰ است
ور نہ گردے تربتش گر دیدمے
سجدہ یاپاشدے ابر خاک او پاشیدمے

میرے پاؤں میں قانون خداوندی کی زنجیر نہ ہوتی اور غلامی مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا پاس نہ ہوتا تو خاتون جنت سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی قبر اطہر کا طواف کرتا اور سجدے کرتا۔

مریم از یک نسبت عیسیٰ عزیز
ازیں سہ نسبت حضرت زہرا عزیز

Marfat.com

نور چشم رحمۃ للعالمین
آں امام اولین و آخرین
بانوے آں تاجدار ہل آتی

اور فرماتے ہیں:

بہر محتاجے دلش آن گونہ سوخت
بایہودے چادرے خود را فروخت
نوری وہم آتشی فرماں برش
گم رضائش و رضائے شوہر ش
آں ادب پروردہ صبر و رضا
آسیاں گردان و لب قرآن سرا
گریہ ہائے او زبالیں بے نیاز
گوہر افشاندے بد امان نماز
اشک او برچیدہ جبریل از زمین
ہمچو شبنم ریخت بر عرش بریں

پھر فرماتے ہیں:

سیرت فرزندہا از امہات
جوہر صدق و صفا از امہات
مزرع تسلیم را حاصل بتول
مادراں را اسوۂ کامل بتول

Marfat.com

ہوشیار از دست برد روزگار
گیر فرزندان خود را در کنار
فطرت تو جذبہ ہا دارد بلند
چشم ہوش از اسوۂ زہراء مبند
تا حسینے شاخ تو بار آورد
موسم پیشیں بگلزار آورد
اگر پندے ز درویشے پذیری
ہزا امت بمیرد بگلواز آورد
بتولے باش پنہاں شو ازیں عصر
کے در آغوش شبیرے بگیری

علامہ فرماتے ہیں:

اسلام کے دامن میں بس اس کے سوا کیا ہے
اک ضرب یداللہی اک سجدہ شبیری

اس کے آگے یزیدی سلطنت اور سرکار امام رضی اللہ عنہ کے اقدام جہاد وحق کی تفصیل بیان کرتے ہیں:

موسیٰ و فرعون و شبیر و یزید
ایں دو قوت از حیات آید پدید
زندہ حق از قوت شبیری است
باطل آخر داغ حسرت میری است

Marfat.com

چوں خلافت رشتہ از قرآن گسیخت

حریت را، زہرا ندر کام ریخت

خاست آن سر جلوہ خیر الامم

چوں سحاب قبلہ باراں در قدم

بر زمین کربلا بارید و رفت

لالہ در ویرانہ ہا کاریدو رفت

تا قیامت قطع استبداد کرد

موج خون او چمن ایجاد کرد

بہرحق درخاک وخوں غلطیدہ است

پس بنائے لا الہ گرویدہ است

مدعا یش سلطنت بودے اگر

خود نکر دے باچنیں سامان سفر

دشمناں چو ریگ صحرا لا تعد

دوستان او بہ یزداں ہم عدد

سر ابرہیم و اسمٰعیل بود

عزم او چوں کوہساراں استوار

پائیدار تند سیر و کامگار

تیغ بہر عزت دین است و بس

مقصد اور حفظ آئین است و بس

Marfat.com

ماسواء اللہ را مسلماں بندہ نیست
پیش فرعونے سرش افگندہ نیست
خون او تفسیر ایں اسرار کرد
ملت خوابیدہ را بیدار کرد
تیغ لا چوں از میاں بیروں کشید
از رگ ارباب باطل خوں کشید
نقش الا اللہ بر صحراء نوشت
سطر عنوان نجات مانوشت
رمز قرآن از حسین آموختیم
ز آتش او شعلہ ہا اندوختیم
شوکت شام کروفر بغداد رفت
سطوت غرناطہ ہم از یاد رفت
تار ما از زخمہ اش لرزاں ہنوز
اے صبا اے پیک دور افتادگاں
اشک ما بر خاک پاک او رساں
قوت سلطان و میر از لاالہ
ہیبت مرد فقیر از لاالہ
فقیر عریاں گرمی بدر و حنین
فقر عریاں بانگ تکبیر حسین

Marfat.com

آں امام عاشقاں پور بتول
سرو آزادے زبستان رسول
اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر
معنی ذبح عظیم آمد پسر
بہر آں شہزادہ خیر الملل
دوش ختم المرسلین نعم الجمل

یہاں پر یہ بات ختم کرتا ہوں اب اپنے مدعا کی طرف آتا ہوں۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا وہ خطبہ جس نے دربار یزید میں در و دیوار ہلا دیئے

اس کے بعد اسیران آل بیت نبی کو دربار میں لایا گیا جب مخدرات طاہرات اس حال میں یزید کے سامنے آئیں تو سیدہ زینب علیہا السلام کی نظر سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے چہرہ انور پر پڑی تو فرمایا:

یا حسیناہ یا ابن فاطمہ الزہراء سیدۃ النساء بنت المصطفیٰ یہ کلمات سن کر کئی لوگ دربار یزید میں رو پڑے اور یزید خاموش بیٹھا رہا، پھر سیدہ زینب علیہا السلام نے یزید کے دربار میں مندرجہ ذیل خطبہ فرمایا:

سب خوبیاں اس خدا تعالیٰ کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے اور درود و سلام ہو اس کی اہل بیت پر، اللہ تعالیٰ کا ارشاد برحق ہے ان لوگوں کا برا انجام جو برابر برے کام کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلایا اور ان کے ساتھ تمسخر کیا

Marfat.com

تو نے اے یزید ہم پر زمین کے گوشے اور آسمان کے کنارے تنگ کر دیئے اور ہمیں قیدیوں کی طرح لایا گیا اور یہ گمان کرتا ہے کہ ہم ذلیل اور تو جلیل ہے اور تو دیکھتا ہے اس کو کہ دنیا تجھ کو حاصل ہے اور تمام اسباب ہیں اور ہماری سلطنت تیرے قبضہ و اقتدار میں ہے اس لئے تو ناک چڑھا کا اترا رہا ہے اور اس میں سے بڑا جوش ٹھہر جا اور جلدی نہ کر کیا تو خدا کا یہ فرمان نہیں جانتا کہ کافر لوگ یہ گمان نہ کریں. کہ ہم نے جو ان کو ڈھیل دے رکھی ہے یہ ان کے لئے بہتر ہے ہم تو محض اس لئے ان کو مہلت دیتے ہیں کہ وہ دل کھول کر گناہ زیادہ کرلیں ان کے لئے رسوا کرنے والا عذاب موجود ہے۔ تو نے ہمارے زخم کو گہرا کر دیا اور ذریت رسول اور عبدالمطلب کی اولاد میں سے ستارہ ہائے زمین کے خون مقدس کو بہا کر ان کی جڑ اصل سے اکھیڑ دی، عنقریب تو اس کے انجام سے دوچار ہوگا اور انہی میں وارد ہوگا، اس وقت تو اپنے رویہ کی بناء پر پسند کرے گا کہ کاش تیرے ہاتھ شل ہوتے اور جو کچھ کہا اور کیا ہے نہ کہتا نہ کرتا، میری دعا ہے اے باری تعالیٰ ہمارا حق ہم کو دے اور ہم پر ظلم کرنے والوں سے انتقام لے اور جن لوگوں نے ہمارا خون بہایا ہے اور ہمارا ساتھ دینے والوں کو قتل کیا ہے، ان پر اپنا قہر و غضب نازل فرما، اے یزید اللہ کی قسم تو نے اپنا چمڑا کاٹا ہے اور اپنے ہی گوشت کے ٹکڑے کیے ہیں تو ذریت کے خون اور ان کی ذریت کی توہین کرنے کا بوجھ اٹھا کر عنقریب رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا جب کہ روز قیامت اللہ ان سب کو ایک جگہ جمع کرے گا اور ان کے دشمنوں سے انتقام لے گا، جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو گئے ہیں۔ ان کے متعلق قرآن گواہ ہے کہ ان کے مردہ ہونے کا گمان بھی نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے ہاں رزق پاتے ہیں، تیرے

Marfat.com

لئے اے یزید! اللہ تعالیٰ کا حاکم ہونا اور نبی کا دشمن ہونا اور جبریل کا تمہارے برخلاف ہمارا مددگار ہونا کافی ہے جن لوگوں نے تیرے لئے جگہ ہموار کی اور تجھے مسلمانوں کی گردنوں پر مسلط کیا اور ان کو معلوم ہے کہ برا کون ہے؟ اور لشکر کس کا کمزور ہے۔

اے یزید! یہ بھی انقلاب روزگار و حوادثات زمانہ کا شاہکار ہے کہ میں تجھ سے خطاب کروں میں تیرے مقام کو اس سے کہیں پست تر اور تیرے زجر و توبیخ کرنے کو سخت عظیم سمجھتی ہوں مگر کیا کروں آنکھ روتی ہے اور سینہ سوز ہے کس قدر تعجب کی بات ہے کہ شیطانی گروہ اور اولاد طلقاء نے خدا کے نجیب (چنے ہوئے) گروہ کو قتل کر دیا ہے اے یزید اگر تو ہماری ظاہری کمزوری کو اپنے لئے غنیمت سمجھ رہا کل فردائے قیامت تو اس بات کو تاوان سمجھے گا جب تو سوائے اپنے ہاتھوں کے کرتوتوں کے کچھ نہ پائے گا اور خدا اپنے بندوں پر ہرگز ظلم نہیں فرماتا ہم بارگاہ خداوندی میں ہی گزارش کرتے ہیں اور اسی پر بھروسہ کرتے ہیں تو جس قدر جی چاہے مکر و فریب کر لے اور جس قدر چاہے تگ و تاگ کر لے اور جو کچھ کر سکتا ہے کر لے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم تو ہرگز ہمارے ذکر جمیل کو نہیں مٹا سکتا اور نہ ہی ہمارے مقام کی بلندی کو چھو سکتا ہے اور نہ اپنے کرتوت کی عار و شنا کو دور کر سکتا ہے، تیری رائے و کوشش کمزور اور یہ سلطنت چند گنتی کے دن اور تیری جماعت پراگندہ وہ وقت قریب ہے کہ جب ایک منادی کرنے والا ندا کرے گا لعنت ہو ایسی قوم پر جس نے یہ ظلم و ستم کیا ہے، اس اللہ تعالیٰ کی تعریف و ثناء ہے جس نے ہمارے پہلے کا خاتمہ سعادت و مغفرت کے ساتھ اور آخری شہادت و رحمت کے ساتھ فرمایا ہم اس سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ان کے اجر و ثواب کو مکمل فرمائے اور مزید اجر میں بلندیاں فرمائے اور ہمیں ان کی صحیح جاں نشینی کی توفیق عطا

Marfat.com

فرمائے وہ بڑا مہربان اور محبت کرنے والا ہے وہی ہمارے لئے کافی اور ہمارا کارساز ہے۔ حسبنا اللہ نعم الوکیل (الحیات الطمی ۲:۲۶۰)

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے اس خطبہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے سب کو سانپ سونگھ گیا ہے، تمام یزیدی خاموش بیٹھے رہے اور کسی کو بات کرنے کی جرات نہ ہوسکی۔

سیدہ نے حق و صداقت اور حق گوئی کا حق ادا کر کے اسلام کی ناقابل فراموش خدمت سرانجام دی جس کی نظیر نہیں مل سکتی، شیر خدا کی شہزادی نے ماضی و حال اور مستقبل کے وہ نقشے کھینچ کر رکھ دیئے کہ یزیدی ایوان حکومت کے در و دیوار ہلا کر رکھ دیئے۔

دمشق میں اہل بیت کا مدت قیام

اسیران اہل بیت کے متعلق یہ مسئلہ بھی بڑا اختلاف تک پہنچ چکا ہے کہ دمشق دارالسلطنت (شام) میں کتنے دن اہل بیت اسیری کی حالت میں رہے اور ان کو کب رہا کیا اور کب مدینہ پہنچے۔ اس کے متعلق مختلف بیانات ہیں۔ بعض نے لکھا ہے کہ چالیس دن اور بعض نے لکھا ہے بیس دن اور بعض نے لکھا ہے ایک سال اور بعض نے لکھا ہے چھ ماہ اور بعض نے لکھا ہے سات یوم اور بعض نے لکھا ہے صرف تین دن۔

اب ان تمام متذکرہ بیانات کے بعد اصل حقیقت جو کتب معتبرہ سے ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ خود سیدنا امام زین العابدین ابن امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل بیت کو زیادہ دیر تک اسیر رکھنے میں یزید کو اپنی حکومت کے لئے کافی حد تک خطرہ نظر آیا تو اس نے اہل بیت کو جلد از جلد رہا کرنے کا ارادہ کرلیا۔ چنانچہ اس نے دار السلطنت دمشق میں اہل بیت کو صرف دو دن رکھا اور تیسرے دن ہم کو رہا کر دیا گیا۔

Marfat.com

فحبسنا یومین ثم دعانا وانطلق عنا ہم دو دن مکمل دمشق میں رہے۔ پھر تیسرے روز ہمیں یزید نے بلوا کر رہا کر دیا۔ اس سے زیادہ عرصہ تک مدت قید دمشق تسلیم کرنا غلط ہے اور اس پر کوئی اور مدت دلالت نہیں کر سکتی۔ (الحیات الطّیبہ)

اہل بیت کی رہائی کے علل واسباب

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت عظمیٰ کے بعد یزید کا یہ خیال سراسر غلط فہمی پر مبنی تھا کہ وہ اپنے تسلط اور اقتدار کا لوہا ایک دنیا سے منوا لے گا اور اس پر اپنے اس خیال باطل کا بطلان پہلے ہی روز دربار میں پیشی کے وقت ہی واضح ہو گیا تھا۔ روایات سے یہ بھی ظاہر ہے کہ جوں جوں لوگ حقیقت حال سے آگاہ ہوتے جاتے تھے توں توں یزید سے نفرت بڑھتی جاتی تھی اور یزیدی حکومت کو انقلاب کے آثار نظر آنے لگے۔ چنانچہ ہر طرف سے حتی کہ خود اس کے اپنے قریبوں کی طرف سے بھی لعنت و ملامت ہونے لگی۔ خانہ جنگی کا شدید خطرہ اور حکومت الٹنے کے آثار نمودار ہونے لگے اور یزید کو فوراً اس بات کا احساس ہو گیا کہ وہ اپنی حکومت کی حفاظت کے لئے کوئی ایسا اقدام کرے جس سے شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کی تمام تر ذمہ داری عبید اللہ ابن زیاد پر ڈال کر اس سے اپنے آپ کو بری کر لے اور بیزاری کا اظہار کر لے اور آل رسول کی جلد رہائی کر دے اور رہائی بھی ایسے طریقہ وشان سے کرے کہ اہل بیت بھی راضی ہو سکیں اور لوگوں پر بھی اس کے اچھے اثرات پڑ سکیں۔

چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

وَلَمَّا قَتَلَ الْحُسَيْنَ وَبَنُوا ابيه بُعث ابْنِ زِيَاد برؤسهم اِلٰى يزيد فَسَرَّ بقَتْلِهِمِ اوّلًا ثم خَدم لَمَا مقته الْمُسْلِمون عَلٰى ذَالِک وابغضه

Marfat.com

النَاسِ وَحَقَ لَهُمْ اَنْ يُبْغُوهُ۔

جب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان شہید ہو گئے تو ابن زیاد نے ان کے سر یزید کے پاس بھیج دیئے تو وہ پہلے تو ان کے قتل سے بہت خوش ہوا۔ پھر جب لوگوں نے اس کے اس فعل شنیع کی وجہ سے اس کو برا سمجھنا شروع کر دیا اور انہیں اس کا حق بھی تھا کہ اس کو برا سمجھیں۔ تب اس نے ندامت کا اظہار کیا، بعض روایات میں تو یہاں تک موجود ہے کہ یزید نے اپنے شنیع فعل پر پردہ ڈالنے اور اہل بیت کو اپنے بری ہونے کے ثبوت میں ایسا بھی کیا کہ اپنے فوجی لشکریوں میں سے شبث بن ربعی، شمر ذی الجوشن، سنان بن انس نخعی، مصعب وہبیہ اور خولی بن یزید اصحی وغیرہ کو اپنے دربار میں بلا کر شبث بن ربعی کو کہا تو نے ان کو قتل کیا ہے اور کیا میں نے تم کو ان کے قتل کرنے کا حکم دیا ہے تو شبث نے کہا نہیں جناب امیر میں نے نہیں کیا جس نے کیا اس پر لعنت ہو، یزید نے پھر کہا تو کس نے ان کو قتل کیا ہے شبث نے کہا مصائب بنی وہبیہ نے قتل کیا ہے یزید نے اشارہ کر کے کہا کیوں تم نے ان کو قتل کیا ہے تو کہنے لگا اے امیر نہیں میں نے نہیں اس نے تیسرے کا نام لے کر خود سے ٹال دیا۔ اسی طرح یزید یکے بعد دیگرے ان سے دریافت کرتا رہا اور وہ قتل کو دوسرے پر ڈال کر خود کو ٹالتے رہے بالآخر بات قیس تک پہنچی تو اس نے بھی کہا اے امیر میں نے ایسا نہیں کیا۔ یزید نے کہا تو بتاؤ تم سب خود اس قتل سے بری ہو رہے ہو آخر ان کو قتل کیا تو کس نے کیا ہے قیس نے کہا اگر مجھ کو امان کا اقرار دیتے ہو تو میں بتاتا ہوں۔ یزید نے کہا کہ ہاں تمہیں امان ہوگی بتاؤ۔ قیس نے کہا ان کو قتل نہیں کیا مگر اس نے جنگ کا علم بلند کیا اور لشکر پر لشکر روانہ کئے۔ یزید نے کہا وہ کون ہے جس نے کہا کیا اس کا تم کو پتہ نہیں ہے۔

Marfat.com

اس لئے معلوم ہوا کہ یزید نے اصل حقیقت پر پردہ ڈالنے کے لئے ہر ممکن اقدام کیا۔

اور جب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک یزید کے پاس پہنچا تو اس کی نظر میں ابن زیاد کی وقعت بڑھ گئی اور جو کچھ اس نے اس کو انعام واکرام سے نوازا۔ لیکن ابھی بہت ہی تھوڑا وقت گزرا تھا کہ یزید کو یہ اطلاعیں ملنی شروع ہو گئیں کہ لوگ اس کو برا سمجھنے لگے ہیں اور یہاں تک کہ لوگ اس کو لعن طعن اور سب وشتم کر رہے ہیں۔ اس لئے پھر اس نے شہادت امام رضی اللہ عنہ پر اپنی ندامت کا اظہار کرتے ہوئے کہ اگر میں اذیت برداشت کر لیتا اور حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس رکھ لیتا اور جو کچھ چاہتے ان کو کرنے دیتا۔ اگرچہ میرے اقتدار میں کمزوری ہی پڑ جاتی۔ لیکن حق رسول اور ان کی قرابت داری کی حفاظت ورعائت تو ضروری تھی خدا لعنت کرے ابن مرجانہ پر جس نے ان کو مجبور کر کے قتل کر دیا حالانکہ حسین رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا بھی تھا کہ مجھ سے آخر صلح کی گفتگو کر لیں یا کسی اور راستہ کی طرف نکل جانے دو مگر اس نے یعنی عبید اللہ ابن زیاد نے ان کی کوئی بات نہ مانی اس طرح ان کو قتل کر کے لوگوں کی نگاہوں میں مجھے مبغوض کر دیا۔ میرے خلاف لوگوں کے دلوں میں دشمنی کا بیج بو دیا۔ مجھے ہر ایک کی نگاہ میں برا بنا دیا مجھ سے ابن زیاد کی کیا دشمنی تھی۔ خدا اس پر لعنت کرے اور اسے قتل کرے۔ (کامل ابن اثیر ۳:۳۰۰)

ثابت ہوا کہ یزید کے حکم سے شہادت امام رضی اللہ عنہ عمل میں آئی اور اس پر خوش وخرم تھا اور پھر کفریہ اشعار بھی اس نے کہے اور سب کچھ مسلم الثبوت واقعات ہیں جن کا نہ تو کسی سے انکار ممکن ہے اور نہ ہی کسی یزید نواز شخص یا گروہ کے پردہ ڈالنے سے

Marfat.com

پردہ ڈالا جا سکتا ہے۔

حق یہی ہے کہ قتل حسین رضی اللہ عنہ پر وہ خوش و خرم تھا اور اس کا اہل بیت رسول کی اہانت کرنا اس پر تواتر معنوی موجود ہے اگرچہ ان واقعات کی تفصیل بطریق احادیث مروی ہی ہیں بنا بریں ہم اس کے بے ایمان ہونے میں ذرہ توقف نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ اس پر اور اس کے ساتھیوں پر لعنت کرے۔

معلوم ہوا کہ یزید پلید نے اب جو اہل بیت کی رہائی کا فوری اقدام اور تمام تر ذمہ داری ابن زیاد پر ڈالی یہ محض خود کو بری کرنے کے لئے تھی ورنہ جو کچھ ہوا اس کی مرضی کے مطابق ہوا، علامہ تفتازانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں پس یزید سمیت اس کے تمام ساتھیوں پر لعنت ہے خواہ وہ بعد میں صرف ظاہری پردہ ڈالنے کے لئے ایسے کر رہا تھا۔

رہائی اہل بیت شام سے مدینہ منورہ تک کے حالات

احکام رہائی اور یزید کا معذرت کرنا

پھر یزید نے اہل بیت کی رہائی کے احکام صادر کرنے سے قبل سیدنا امام زین العابدین ابن امام حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا اپنے دربار میں بیٹھایا امام زین العابدین کے استقبال کے لئے کھڑا ہو گیا اور اپنے پاس بٹھایا اور کہا اے ابن حسین علی زین العابدین جس چیز کی خواہش ہے کہو حاضر کی جائے، سیدنا امام زین العابدین نے جواب میں فرمایا میں کوئی چیز طلب نہیں کرتا اور نہ ہی مجھے کچھ چاہئے، ہاں اگر مجھ سے کوئی بات کرنی چاہتے ہو تو میری پھوپھی جان سیدہ حضرت زینب کبری رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہا سے کرو کیونکہ ہماری غمگسار اور مددگار اور سالار وہی ہیں۔ یہ سن کر یزید نے فوراً تمام درباریوں کو باہر چلے جانے کا حکم دیا اور پھر کہا اچھا اب میں ان کو بلوا لیتا ہوں، پھر اہل بیت اطہار کی مخدرات و طاہرات بمعہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو نہایت احترام کے ساتھ دربار یزید میں لایا گیا، یزید نے سیدہ کی تعظیم و تکریم کرتے ہوئے کہا آپ چاہیں تو میرے محل ہی میں رہیں اور اگر یہاں رہنا پسند نہ فرمائیں اور مدینہ جانا چاہتے ہیں تو وہاں بھیج دیتا ہوں آپ کو کلی اختیار ہے جیسا آپ کا ارادہ ہو میں وہی کرنے کو تیار ہوں، جہاں چاہیں رہیں پھر کہا۔

لَعَنَ اللّٰہ ابُن مَرجَانہ اَماد واللّٰہ لَو انی صَاحِبَہَ مَاسَلنی خَصلَہ اَبَداً اِلَّا اَعْطَیْتُہُ اِیَاھَا وَلَدَ فعت الحَتفَ مِنہ بِکُلُ مَا اَستَطَعتُ وَلَو بِھَلدکَ بَعْض وَلَدی.

خدا ابن مرجانہ عبید اللہ پر لعنت کرے، خدا کی قسم اگر میرا اور حسین رضی اللہ عنہ کا سامنا ہو جاتا تو جو یہ چاہتے ہیں میں وہی کرتا اور ان کو کبھی قتل نہ ہونے دیتا خواہ مجھے اپنی اولاد کیوں نہ موت کے منہ میں جھونکنی پڑتی جو کچھ ہونا تھا اب ہو گیا خدا کو یہی منظور تھا اب آپ فرمائیں آپ کیا چاہتے ہیں میں اسی طرح کروں گا۔ (الحیات الحقی ۲:۳۶۷)

یزید نے جب یہ باتیں کہیں تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے ایک آہ بھری اور رو پڑیں اور فرمایا اب ان باتوں سے ہم پر کیا اثر ہو سکتا ہے جن کی آنکھوں کے سامنے کربلا کا قیامت خیز منظر ہے، اے یزید اب تو میں چاہتی ہوں کہ مدینہ طیبہ میں نانائے پاک مصطفیٰ ﷺ کے روضہ اطہر کی حاضری دوں اور مدینہ منورہ روانہ ہونے سے پہلے

Marfat.com

یہاں سے کربلا جائیں اور پھر مدینہ پہنچ جائیں گے۔

اہل بیت کی تعظیم کے ساتھ مدینہ روانگی

اس کے بعد یزید نے اسیران اہل بیت کی رہائی کا حکم دیا اور حضرت نعمان بن بشیر کو حکم دیا کہ آپ کو مزید آدمی دیتا ہوں آپ اپنی نگرانی میں نہایت تعظیم و تکریم سے بحفاظت مدینہ طیبہ پہنچائیں اور اس کے ساتھ ہی یزید نے سواریوں کا انتظام کیا اور ان پر شاندار محمل رکھوائے اور چمڑے کے قطعے اور ریشم کے کپڑے بچھا کر نہایت آرام و سکون سے بیٹھنے کے انتظامات کرائے جب تمام انتظامات مکمل ہو گئے تو پھر صبح سویرے اہل بیت اطہار کے الوداع ہوتے وقت یزید نے کچھ مال و متاع پیش کیا تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

لَا وَاللّٰهِ اَنْ يَقْتَلَ اَخِي الْحُسَين واهل بيتي وَتَعْطِنِي عِوَضِهِم مَالاً لَا كَان ذَالِكَ اَبَداً۔

ہرگز نہیں خدا کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا، میرا بھائی حسین قتل کیا جائے اور اس کی اہل بیت والے قتل ہوں تو اس کے عوض میں ہم مال متاع حاصل کریں ایسا کبھی ہو نہیں سکتا۔ یزید کو یقین ہو گیا کہ یقیناً یہ میرا مال قبول نہیں کریں گے، بعض روایات میں آتا ہے کہ سیدہ نے فرمایا یہ مال غریبوں میں تقسیم کر دو، اگر تم اس کو دینا چاہتے ہو ہم کو اس کی ضرورت نہیں ہاں یہ تو وہ گھرانہ ہے جن کے توسل سے ایک دنیا کو خیر و صدقات ملتے ہیں۔ (الحیات الخفی ۲:۳۶۷)

اسی اثناء میں جب نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں ان کے ساتھ تین سو سوار تیار ہو گئے اور ادھر تمام اہل بیت اپنی سواریوں پر سوار ہو گئے اور اہل بیت کا قافلہ

Marfat.com

نہایت عزت و تکریم کے ساتھ بحفاظت دار السلطنت شام سے مدینہ طیبہ کے لئے روانہ ہوا تو یزید الوداع کہنے چند قدم ساتھ ساتھ چلا تو کچھ آگے ایک قصائی بھیڑوں کو ذبح کرنے سے پہلے ان کو پانی پلا رہا تھا، یہ دیکھ کر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بے تاب ہو گئیں اور یزید کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا:

دیکھ قصائی بھی بھیڑوں کو پانی پلانے کے بعد ذبح کرتا ہے اور میرے بھائی کو اتنا بھی نہ سمجھا گیا۔ (الحیات النخی: تاریخ کربلا)

یزید نے پھر کہا خدا عبید اللہ زیاد پر لعنت کرے جس نے یہ ظلم کیا۔

یہ قافلہ دمشق شہر سے باہر تک پہنچا تو یہ جو عورتیں اور مرد اس منظر کو دیکھ رہے تھے ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، روایات میں آتا ہے کہ قافلہ اہل بیت کی روانگی کے وقت ہزاروں مرد اور عورتیں جمع تھے اور اس رخصتی اور بے بسی پر رو رہے تھے، لوگ اپنے گھروں میں واپس آ گئے اور یزید بھی اپنے محل میں واپس آ گیا اور قافلہ اہل بیت تین سو افراد سمیت نعمان بن بشیر کی نگرانی میں منزل بہ منزل جا رہا ہے۔

اہل بیت مدینہ کے بجائے کربلا

جب یہ قافلہ اہل بیت سرزمین عراق کی سرحد پر پہنچا جہاں سے دو راستے نکلتے ہیں ایک راستہ سیدھا مدینہ طیبہ اور دوسرا عراق کی طرف نعمان بن بشیر نے آگے بڑھ کر امام زین العابدین سے عرض کیا، حضور اگر کربلا جانا ہے تو عراق کے راستہ سے چلیں اور پھر وہاں سے مدینہ جیسے اور جس طرح آپ فرمائیں اسی طرح ہوگا، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا سیدھے کربلا چلو چنانچہ کربلا کا راستہ اختیار کیا گیا۔ (الحیات النخی، سوانح کربلا)

Marfat.com

راستہ میں جہاں کہیں جس منزل پر قیام ہوتا اس سے کافی فاصلہ پر نعمان بن بشیر بمعہ اپنے تین سو افراد سواروں کے ٹھہر جاتے اور ضرورت کی تمام چیزیں فراہم کر کے بھیج دیتے اور ہر چیز کا خیال رکھتے تاکہ آل رسول کے اس قافلہ کو ذرہ برابر بھی تکلیف نہ ہونے پاتے۔

اہل بیت کا امام عالی مقام و شہیدان کربلا کی قبور پر حاضری

جب یہ قافلہ اہل بیت کربلا میں وارد ہوا تو اہل بیت اطہار اس مقام کو دیکھ کر رو پڑے اور اپنی سواریوں سے اتر پڑے اور سیدھے جہاں سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور دوسرے شہدائے کربلا مدفون تھے۔ ان کی قبر اطہر سے جا کر لپٹ گئے اور سلام کرتے جاتے اور روتے جاتے اور یہ کہا اے ابن رسول کس زبان سے وہ مصائب بیان کریں جن کا ہم کو کوفہ اور شام میں سامنا کرنا پڑا اور اس قوم نے ہم کو کیا کیا تکلیفیں دیں کیونکر بیان کریں۔ (تاریخ کربلا) ہ

قریب کی بستی کے لوگ جو بنی اسد یہ تھے وہ بھی جمع ہو گئے اور قبر امام و شہداء کربلا پر آنسو بہانے میں شامل ہو گئے۔

اسی اثناء میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ مشہور صحابی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ بنی ہاشم کے کچھ لوگ بھی مدینہ طیبہ سے صرف کربلا میں حضرت سید الشہداء کی قبور کی حاضری کے لئے پہنچ گئے۔ پھر وہ امام زین العابدین کے گلے مل کر روتے رہے اور سرکار سید الشہداء کی قبر سے لپٹ کر وہ بھی روتے رہے تین دن تک اہل بیت نے یہاں قیام فرمایا۔

فَرْافَرانِي وَقْتِ وَتَلَاتَوابِا اِبْكاء وَالْحُزْنَ وَالْطَمْ وَاَقَامَوْ عَلٰى

Marfat.com

ذالک ایامًا ثلاثًا۔

ترجمہ: پس اہل بیت اور مدینہ سے آنے والے اصحاب کی باہمی ملاقات یہاں پر جگر خراش انداز اور غم و گریہ میں ہوئی اور تین یوم تک کربلا میں قیام فرمایا۔

سرکار سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ اور کربلا کے شہیدوں کی قبر اطہر سے آخری سلام اور گریہ فرماتے ہوئے اہل بیت اطہار مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔

روضۂ رسول اور آل رسول

جب مدینہ والوں جن میں اصحاب و اہل بیت عظام اور خواتین اور مردوں کو یہ معلوم ہوا کہ آل رسول علیہ السلام کا قافلہ آ رہا ہے تو وہ سب روتے ہوئے نکل آئے اور ہر طرف بے پناہ ہجوم ہی ہجوم تھا جب آل رسول کا یہ قافلہ روضۂ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچا تو سب روضۂ اطہر سے لپٹ گئے اور روتے ہوئے ہدیہ صلوۃ و سلام عرض کیا۔

السلام علیک یا جداه انا ناعیة الیک ولدک الحسین اے نانا جان ہم آپ کے پاس آپ کے نواسے حسین کی شہادت کی خبر سنانے آئے ہیں۔ **یا جداه الیک المشتکی مما جری علینا فواللہ مارایت اقسی من یزید ولا رایت کافرا ولا کاشرا منه ولا جفا راغلظ فلقد کان یقرع ثغرابی بمهرته۔**

اے جد بزرگوار جو کچھ ہم پر مصائب گزرے ہیں آپ کی بارگاہ اقدس میں ان کی شکایت کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم ہم نے یزید سے بڑھ کر کوئی شقی القلب اور کوئی کافر و مشرک اور شریر نہیں دیکھا اور نہ ہی اس سے زیادہ کوئی درشت خو جفا کار دیکھا ہے وہ اپنی چھڑی ان کے دندان اقدس پر مارتا تھا (الحیات الحمی ۲: ۳۷۴)

Marfat.com

الغرض روتے اور اپنی زبانوں سے مصائب کا ذکر کرتے اس حال میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں جاری رہیں۔ لیکن زبان سے کوئی جملہ نہیں فرماتی ہیں اور دل پر جو گزر رہی ہوگی یا فرماتی ہوں گی وہ وہی جانتی ہیں۔ پھر سیدہ فاطمہ صغریٰ امام حسین رضی اللہ عنہ کی بڑی صاحبزادی جو مدینہ طیبہ میں تھیں وہ بھی تشریف لا کر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے گلے لپٹیں اور روتی رہیں پھر سیدہ سکینہ علیہا السلام اپنی چھوٹی بہن کو گلے لگایا۔

حضرت امام محمد ابن الحنفیہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ ابن جعفر طیار رضی اللہ عنہ بھی آئے اور سب کو اس حال میں دیکھ کر روتے ہوئے گویا کہ یہ ایک عجیب منظر تھا جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد مقدسہ آج سب کچھ اسلام کے نام پر قربان کر کے ان کے روضہ اطہر پر جمع ہیں۔

آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت البقیع میں

پھر یہ آل رسول جنت البقیع میں سیدہ فاطمہ علیہا السلام امام حسن مجتبیٰ کی قبر اطہر پر حاضر ہوئے۔

سیدہ زینب سلام اللہ یہاں ماں کی قبر اطہر پر حاضر ہیں لیکن منہ پیٹنا سینہ کوبی کرنا بال نوچنا بین کرنا خلاف اسلام کے خلاف کوئی حرکت نہ تھی مگر تسلیم ورضا کے مجسمے اور صبر ورضا کی پتلی زبان سے ایک لفظ بھی ایسا نہ نکلا جو اس کی تعلیم کے خلاف ہو یا جس کی تعلیم ان کے نانا پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب کر رہا ہے حسرت اور بے کسی کی نظروں سے ماں کے مزار کو دیکھتی ہیں اور آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے زبان خاموش تھی مگر شدت الم وغم سے دل میں آپ بیتی کہہ رہی تھیں۔

Marfat.com

امی جان مدینہ سے بھرے ہاتھ گئی تھی اور خالی ہاتھ آئی ہوں۔ نانا جان کی امت نے اسلام کے نام پر عون و محمد چھین لئے۔ ہر روز کا طلوع و غروب ہونے والا آفتاب گواہ ہے مگر کیا خبر تھی کہ زینب دیکھتی رہ جائے گی اور اس کی آنکھوں کے سامنے اس کا پیارا حسین ذبح کر دیا جائے گا۔ امی جان آپ نے ہم کو بھوکا سلایا اور سائلوں کے پیٹ بھرے آپ کسی جانور کو پیاسا نہ دیکھ سکتی تھیں۔ مگر نانا جان کے خاندان اور ان کے رفقاء اور پیارے حسین اور اس کے بچوں کو اس طرح بغیر قطرہ پانی کے حلال کیا جس طرح کبھی کسی قصائی نے بھی نہ ذبح کیا ہوگا۔ چند پھول ننھی کلیاں زینب کا ہی دل جانتا ہے کس مصیبت سے بچا کر لائی۔ اللہ ان کی عمر کو دراز کرے اور مسلمان شہادت سے اسلام کے معنی سمجھیں۔ (تاریخ کربلا)

سیدہ فاطمہ علیہا السلام اور برادر حسن رضی اللہ عنہ کے مزار اور دیگر مزارات بقیع پر فاتحہ پڑھنے کے بعد آل رسول اپنے گھر آ گئے۔ سیدہ زینب علیہا السلام کے شوہر حضرت عبداللہ ابن جعفر نے بچوں کی شہادت کو صبر سے برداشت کرتے ہوئے فرمایا زینب کاش میں بھی حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کربلا میں ہوتا تو مجھے خوشی ہوتی کہ ان کے نام پر شہید ہو گیا ہوں اگر مجھ کو یہ سعادت نہیں مل سکتی تو میرے بیٹوں کو مل چکی ہے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت علی المرتضیٰ

ولادت

حضرت سیدہ زینب بنت علی المرتضیٰ از بطن سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا

Marfat.com

کی ولادت باسعادت میں اختلاف پایا جاتا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ آپ کی ولادت پانچ جمادی الاول ۵۰ ھ میں ہوئی۔ (الجواہر ص ۱۵۰)

آپ کا نام آپ کی پیدائش کے کئی روز بعد رکھا گیا۔ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ سے فرمایا کہ اس بیٹی کا نام تجویز فرمائیں آپ نے فرمایا کہ ان کا نام حضور اقدس ﷺ رکھیں گے کیا میں ان پر اس معاملہ میں سبقت کر سکتا ہوں کیونکہ اس وقت حضور اقدس ﷺ کہیں سفر پر تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ چنانچہ حضور ﷺ حسب معمول اپنی بیٹی کے گھر تشریف لائے تو آپ نے بچی کو گود میں لیا تو سیدنا علی المرتضیٰ نے عرض کیا اس کا نام تجویز فرما دیجئے۔ حضور اقدس ﷺ نے پھر ان کا نام زینب رکھا۔ اور سینہ سے لگایا اور بچی کے ساتھ پیار فرمایا۔

تعلیم و تربیت

سیدہ کی تعلیم تربیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے جن کے نانا جان حضور ﷺ اور جن کے ابا سیدنا علی المرتضیٰ اور ماں سیدہ فاطمہ زہرا اور بھائی حسن و حسین ہوں ایسے ماحول میں پرورش پانے والی شہزادی کی صفات کتنی بلند ہوں گی حقیقت بھی یہ ہے کہ فراست اور دانشمندی، قرآن و تفسیر، ادب و علم، کلام پر حاوی تھیں، زہد و تقویٰ سادگی و پاکیزگی، عبادت و ریاضت، استقامت اور استقلال صداقت اور جرات اور تواضع و مہمان نوازی اور ایثار قربانی ان تمام صفات کا سیدہ زینب بنت علی المرتضیٰ میں جمع ہو جانا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ خاندان نبی علیہ السلام میں پرورش پانے والی فی الحقیقت انہی صفات کی حامل تھی۔ (الجواہر ص ۱۵۰)

Marfat.com

حامل نبوت کا پیار

حضور اقدس ﷺ کو اپنی اس نواسی زینب کے ساتھ بہت پیار تھا بار ہا ایسا ہوا کہ سرور کائنات نماز پڑھتے تو سیدہ بچی تھیں تو آپ کے اوپر سوار ہو جاتیں اور جب تک وہ خود نہ اترتیں آپ سر سجدہ سے نہ اٹھاتے تا کہ سیدہ کی دل شکنی نہ ہو۔

ایک مرتبہ آپ کو سونے کا ہار کہیں سے تحفہ آیا تو آپ نے فرمایا میں یہ ہار اس کو پہناؤں گا جس سے زیادہ پیار ہے چنانچہ آپ ہار لے کر سیدہ زینب کے پاس آئے اور سیدہ زینب کبریٰ کے گلے میں پہنا دیا۔ بعض نے کہا ہے کہ انگوٹھی تھی۔ (الجواہر ص ۱۵۰)

جب حضور اقدس ﷺ نے آخری حج فرمایا تو ایام طفلی زینب کبریٰ آپ کے ساتھ تھیں، یہ واقعہ ۱۰ ھ ۷ مارچ ۶۳۲ء کا ہے۔

حضور اقدس ﷺ کا جب وقت رحلت قریب آیا تو آپ نے سیدہ فاطمہ سے فرمایا میرے بچوں کو لاؤ سیدہ امام حسن و امام حسین وام کلثوم اور زینب کو آپ کی بارگاہ میں لے کر حاضر ہو گئیں۔ نانا جان کی حالت دیکھ کر بچے رو پڑے آپ اس وقت سخت کرب و بے چینی میں تھے۔ بچوں کو دیکھ کر بڑے بھی رو پڑے۔ سیدہ زینب کبریٰ نے امام الانبیاء ﷺ کے سینۂ اقدس پر ہاتھ رکھا سرکار محمد رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ اٹھایا اور بچی کو اپنے ساتھ چمٹا لیا۔ شفقت کی نگاہ فرمائی سر پر ہاتھ پھیرا اور ماتھے پر بوسہ دیا۔

اخلاق فاضلہ

ایک مرتبہ سیدہ زینب سلام اللہ علیہا سے سیدنا علی المرتضیٰ پیار فرما رہے تھے

Marfat.com

تو آپ نے فرمایا یابنت قولی واحد بیٹی کہو ایک سیدہ نے فرمایا واحد پھر فرمایا بیٹی کہو اثنین دو آپ خاموش ہوگئیں۔ میری آنکھ بیٹی کہو۔ سیدہ نے عرض کیا ابا جان مجھ میں یہ طاقت نہیں جس زبان سے ایک بار ایک کہہ دیا اس زبان سے اب دو کہوں۔ سیدہ کا یہ شگفتہ پیارا جواب سن کر آپ خاموش ہو گئے اور مسکرائے بیٹی کو سینے سے چمٹا لیا اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔

شباہت وشمائل

چہرہ مبارک نورانی اور ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ سے ملتا جلتا تھا۔ حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میری نواسی زینب کی شکل وشباہت خدیجۃ الکبریٰ کی طرح ہے آپ کشیدہ قامت تھیں۔ چہرہ مبارک سے رعب حیدری اور جلالت نبوی آشکار تھے اعضاء مناسبہ بلاغت طرز تکلم شیر خدا علی المرتضیٰ اور حلم و بردباری میں امام حسن کی مثل اور شجاعت و اطمینان قلب میں امام الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہم مثل تھیں۔

نکاح

آپ کا نکاح مبارک حضرت عبداللہ ابن جعفر طیار چچا زاد بھائی سے ہوا مسجد میں آپ کا نکاح ہوا اور رسم نکاح نہایت سادگی سے ادا کی گئی اور دوسرے روز حضرت عبداللہ نے دعوت ولیمہ کی جہیز میں کیا دیا گیا۔ اس کے متعلق معلوم ہوتا ہے کہ شیر خدا علی المرتضیٰ نے حضور ﷺ کے طریقہ کے مطابق دیا ہوگا۔

امور خانہ داری

Marfat.com

گھریلو کام کاج کھانے پکانے کی سیدہ کو خاص مہارت تھی، شادی سے پہلے گھر کا تمام نظم ونسق سنبھالا ہوا تھا کہ جیسے ہر چیز کا سلیقہ ان میں اعلیٰ طور تھا۔ دیکھ کر رشک ہوتا تھا اور شادی کے بعد اپنے گھر کو بھی اس طرح سنبھالا اور غریبوں بے کسوں کی امداد کرتیں اور گھریلو خرچ میں کفایت شعاری کرتیں۔ حضرت عبداللہ ابن جعفر فرمایا کرتے تھے کہ زینب بہترین گھر والی اور کھانے پکانے میں سیدہ کی طرح اعلیٰ بہترین کھانا تیار فرماتیں۔

شرم وحیاء

یحیٰ بن مازنی کا بیان ہے کہ مدینہ منورہ میں سیدہ زینب کے گھر کے جوار میں کافی عرصہ رہا ہوں لیکن اس طویل عرصہ میں میں نے سیدہ زینب عالیہ کو اس مدت میں۔

مَارَایْتُ لَهَا شَخصاً وَلَا سَمِعْتُ لَهَا صَوتًا۔

کبھی ان کا قدوقامت دیکھنے میں نہ آیا نہ کبھی ان کی آواز سنی، ایک واقعہ یہ بھی آتا ہے کہ بچپن شریف میں تھوڑی سی عمر تھی کہ سیدہ زینب قرآن پاک کی تلاوت فرما رہی تھیں اور استغراق کا عالم یہ تھا کہ سر مبارک سے ردا اتر گئی اور مطلقاً خبر نہ ہوئی، سیدہ فاطمہ الزہرا ثمرہ نبوت مآب نے فرمایا بیٹی سر پر چادر کو کرلو بیٹی گھر میں کوئی غیر نہیں، لیکن خدا کا مقدس قرآن اور ننگے سر ایسی شہزادی کی پھر شرم وحیا کی کیا شان ہوگی جس کی مقدس ماں نے ایسا درس دیا۔ (الجواہر ص ۱۵۰)

عظمت شوہر

Marfat.com

جس سیدہ نے شوہر کی عظمت کا درس خاتون جنت جیسی ماں سے سیکھا اس بیٹی زینب نے اپنے شوہر کو کہاں تک خوش رکھنے کی کوشش کی ہوگی۔ آپ نے پوری زندگی میں شوہر کے احترام اور عظمت اور ان کو خوش رکھنے کی پاسداری فرمائی، کسی موقع پر انہیں رنجیدہ نہ ہونے دیا، سیدہ کے شوہر حضرت عبداللہ ابن جعفر مالدار اور اعلیٰ تاجر تھے روپیہ کی کوئی کمی نہ تھی لیکن سیدہ نے کبھی بھی ان کی دولت کو اہمیت نہ دی بلکہ جو کچھ ملتا وہ بھی غریبوں میں تقسیم فرمادیتیں اور حضرت عبداللہ کو بھی عادت تھی کہ جو کچھ کماتے لوگوں پر خرچ کرتے۔ ایک مرتبہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے آپ سے فرمایا کہ مستحق لوگوں پر زیادہ خرچ کیا کرو بغیر دیکھے سب کو روپیہ دے دیتے ہیں تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لئے دیا ہے کہ سب اس کے بندوں پر خرچ کرتا رہوں۔ یہی عادت سیدہ کی بھی تھی، مزاج، تعلقات، طبیعت سب اپنے شوہر کے مطابق تھی، رہا چھوٹے موٹے معاملات میں میاں بیوی میں معمولی شکر رنجی ہونا تو دوسری چیز ہے سب جگہ ہوتی ہے کوئی ایسا واقعہ نہیں ملتا جس سے کسی خاص معاملہ میں ان کے درمیان شکر رنجی ہوئی ہو، سیدہ نے پوری زندگی اپنے شوہر کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہیں کیا اور وہ ہر وقت ان سے خوش رہتے اور انہوں نے بھی پوری زندگی اپنی اس اہلیہ کو خوش رکھنے کی کوشش کی، زندگی میں شوہر کی جدائی کا ایک پہلا موقع یہ آیا کہ جب امام حسین رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ جانے لگے تو سیدہ نے اپنے شوہر سے کچھ کہنا چاہا وہ یہ کہ وہ مجھے اپنے بھائی کے ساتھ پیار ہے، چاہتی ہوں کہ ان کے ساتھ چلی جاؤں نہ کہہ سکیں اور رو پڑیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سیدہ کو دیکھ کر خود مغموم ہو گئے اور بار بار رونے کی وجہ دریافت کرنے پر سیدہ نے کہا کہ بھائی کے ساتھ چلی جاؤں، اس سے

Marfat.com

معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ نے ایسی بات پر بھی سیدہ کی دل شکنی اس لئے نہ فرمائی کیونکہ آپ جانتے تھے کہ میری دل شکنی آج تک نہیں کی اور خوش رکھا، لہذا اس بات پر اگر سیدہ خوش ہیں تو کوئی حرج نہیں۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کے عہد خلافت میں حضرت عبداللہ اور سیدہ زینب جنگ جمل ۳۶ھ اور صفین ۳۷ھ اور مہروان ۳۸ میں ساتھ تھے اور بہت اہم ذمہ داریاں ان کے سپرد تھیں حضرت علی کے بعد جب حسین کوفہ سے مدینہ آ گئے تو اس وقت بھی سیدہ اور ان کے شوہر ان کے ہمراہ آئے ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ میاں بیوی کے تعلقات خوشگوار تھے، لیکن سیدہ کا شوہر کے علاوہ زندگی کا بیشتر حصہ مصائب وصدمات میں گزرا۔ (الجواہر، تاریخ کربلا)

زہد وتقویٰ

دنیاوی زینتوں اور لذتوں اور ساز و سامان اور عیش وعشرت اور مال و دولت، دنیاوی خوشحالی، دنیاوی راحت کو سیدہ زینب نے کبھی ترجیح نہ دی، سب کچھ ہوتے ہوئے آخرت کو ترجیح دی، یہ وہ خاصہ عظیم تھا جو کہ نبوت سے وراثت میں آپ کو حاصل تھا، شاید ہی ایسی کوئی اور مثال مل سکے یہ آپ کے زہد اور تقویٰ کی بے مثل دلیل ہے اکثر عبادات واطاعت میں اپنی زندگی بسر کر دی، آپ کی عبادت واطاعت کا یہ عالم تھا کہ ساری عمر نماز تہجد نہ چھوڑی، اکثر اوقات سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے یہ میری بہن تہجد گزار ہے اور اے میری بہن میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے لئے اس وقت دعا کیا کرو، ایسی معظمہ، عابدہ، زاہدہ مقدس ہستی تھیں بلکہ امام زین العابدین فرماتے ہیں کہ حادثہ کربلا کے خونی منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے

Marfat.com

ساتھ ساتھ اور بعد میں اسیر ہو کر کوفہ آنے اور وہاں قیام کے دوران اور اس کے بعد دمشق جیسے سخت ترین سفر میں بھی۔ میری پھوپھی زینب عالیہ نے ان مصائب وشدائد کے باوجود اور جو شام کے سفر میں پیش آئے نماز تہجد ترک نہیں کی۔

ایمان وتوکل

سیدہ کے صبر وشکر اور ایمان وتوکل کا پورا اندازہ اس وقت ہوتا ہے جب کہ اس کا عمدہ عملی مظاہرہ پیش فرمایا جب سید امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مخدرات طاہرات کو سیر کر کے وہاں گزارا گیا جہاں سید الشہداء کی لاش مطہرہ مع اعزو انصار کی لاشہائے مقدسہ بے گوروکفن تپتی ہوئی ریت پر خاک وخون میں غلطان پڑی ہوئی تھیں۔ اس وقت کوئی بھی یہ حال دیکھے گل جائے، مگر امام زین العابدین کی بہن صابرہ نے پورے صبر وثبات اور یقین واعتماد کے ساتھ بارگاہ رب العزت میں دست دعا بلند کر کے یوں عرض کیا۔ اِلٰھی تَقَبَّل مِنَّا ھٰذَ ا القربان اے الہ العالمین اپنے دین کے تحفظ کے سلسلہ میں ہماری یہ قربانی قبول فرما، یہ سیدہ کے قول وفعل اور آپ کے معرفت الٰہی اور توکل علی اللہ کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہونے کی بین دلیل ہے اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ واقعہ کربلا میں اور بعد کے مصائب میں سیدہ نے جس صبر ورضا کا ثبوت دیا اس کی مثال نہیں مل سکتی، آپ کو اپنے بھائی امام حسین رضی اللہ عنہ سے بے پناہ محبت تھی اور اس محبت کا حق انہوں نے کربلا اور بعد از کربلا اپنے عملی نمونہ سے پیش کیا ہے۔ اس لئے آپ کو شریکۃ الحسین، عابدہ، صابرہ، زاہدہ، عالمہ، معلمہ بھی کہتے ہیں۔ کوفہ میں سیدنا علی المرتضیٰ کے عہد خلافت میں آپ کے مکان میں آپ کوفہ کی عورتوں کو قرآن پاک کا درس دیا کرتی تھیں۔

Marfat.com

الغرض ایثار و قربانی اور دانشمندی اور استقامت و استقلال و صداقت و جرأت و تواضع و مہمان نوازی، زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت، خلق کرم، سادگی، پاکیزگی، ان تمام صفات کا سیدہ میں جمع ہونا ان کے شایان شان تھا، جیسا کہ اس کی کچھ تفصیلات گذشتہ بابوں میں بیان کی جا چکی ہے۔ (الجواہر ۱۵۲)

فرمایا امانت سے خبردار ہو زینب
ہم جاتے ہیں تم قافلہ سالار ہو زینب
یہ دین کی آواز تھی ایمان کی ضرورت
یہ آہ تھی پیغام شہیدان کی ضرورت
شبیر کو تھی اس دل سوزاں کی ضرورت
تفسیر ہو جس طرح قرآن کی ضرورت
ایمان کی منہ بولتی تصویر تھی زینب
شبیر کا سر کٹتے ہی شبیر تھی زینب
عجیب کام کیا تو نے مرحبا زینب
معین مقصد سلطان کربلا زینب
حسین منزل حق ہیں تو حق نما زینب
وہ ابتدائے شہادت تو انتہا ہے زینب
سلام بھیجتے ہیں اپنی شہزادی پر
کہ جس کو سونپ گئے تھے وقت گھر کا سرور
مسافرت نے عجب بے بسی یہ دکھلائی

Marfat.com

نثار کردیئے بچے نہ بچ سکا بھائی
جو کچھ ہے میرے پاس وہ قربان ہے بھائی
دو بیٹے ہیں اور ایک میری جان ہے بھائی

وصال

سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کے وصال کی تاریخ میں اختلاف پایا جاتا ہے لیکن کثرت رائے یہ ہے کہ پندرہ رجب المرجب ۶۲ھ میں اس وقت ہوا کہ جب حضرت عبداللہ ابن جعفر طیار رضی اللہ عنہ شام کے سفر میں جا رہے تھے تو راستہ میں دمشق کے قریب ان کا انتقال ہوگیا اور وہاں ہی آپ کو دفن کیا گیا۔ بعض نے آپ کا انتقال مدینہ منورہ اور بعض نے قاہرہ اور بعض نے دمشق بتایا لیکن صحیح یہی ہے۔

مرقد اقدس

سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کے جس طرح تاریخ وصال میں اختلاف پایا جاتا ہے اسی طرح آپ کے مدفن شریف مزار میں بھی اختلاف شدید پایا جاتا ہے بعض نے آپ کا مدفن مدینہ منورہ جنت البقیع بیان کیا ہے اور بعض نے قاہرہ (مصر) میں بیان کیا ہے اور اکثر کا اتفاق دمشق کے قریب بمقام زینبیہ اس جگہ کا نام پڑ گیا ہے وہاں پر آپ کا مزار اقدس ہے۔

ست زینبیہ یا زینبیہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جو دمشق شہر سے چار پانچ میل کے فاصلے پر جنوب مغرب کی طرف ہے۔ دمشق سے بسیں یہاں آتی جاتی رہتی ہیں۔ پختہ سڑک ہے اور سڑک کے دونوں طرف سبزہ ہی سبزہ ہے، مقام زینبیہ سے ایک میل

Marfat.com

فاصلے سے ہی سیدہ زینب کا مزار اقدس دور سے سبز رنگ کا نظر آنا شروع ہو جاتا ہے، مزار اقدس کی بیرونی عمارت کے دو دروازے ہیں ایک دروازہ مسجد کی طرف اور دوسرا مزار کے دروازہ کے نزدیک ہے۔ جس پر لکھا ہوا ہے سیدہ زینب الکبری کا نہایت عظیم الشان مزار اقدس ہے، آپ کے روضہ کے قریب بائیں جانب زائرین کے لئے کمرے بنے ہوئے ہیں ایک بلند مینار بھی ہے، روضہ کے دروازے پیتل کے بنے ہوئے ہیں، قبر کے چاروں طرف چاندی کا خوبصورت کٹہرہ ہے جالی میں چاندی کے موٹے موٹے گولے ہیں۔ جالی کے نیچے ۱۸۷۷ انچ موٹا تہہ کا بارڈر ہے، تابوت کے اوپر چھت میں سونا ہے، تابوت شیشہ کے صندوق میں ہے، قبر مبارک پر قیمتی کپڑے اور ان پر سونے کا تاج رکھا ہوا ہے۔ روضہ کی چھت پر جڑے ہوئے شیشے چمکتے ہیں۔

بوستان آرام گاہ دختر شیر خدا
سجدہ کن درگاہ نور دیدہ خیران درا
تانبود معرفت چشم خرد سازی نبود
توتیائی دیدہ کن ایں خاک پر قدر وامارا

شیخ ابوبکر الموصلی رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے بارہ سال متواتر سیدہ زینب الکبری کی بارگاہ اقدس میں حاضری دی، میرا طریقہ یہ تھا کہ جب میں حاضر ہوتا تو روضہ اطہر کے اندر نہیں جاتا تھا بیرونی حصہ پر قدم ہائے مبارک کے سیدھ میں کھڑا ہو جاتا اور سلام پڑتا اور واپس آجاتا یعنی ادب واحترام کے پیش نظر اندر جانے کی جرات نہ کرتا، فرماتے ہیں ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ سیدہ

Marfat.com

زینب مزار اقدس سے باہر نکلیں آپ کی عزت وشان وجلالت ووقار کو دیکھا اور فرمایا:

ذادکَ اللّٰہ ادبا اِنَّ جدی وَاَصحابَۃ کانو یزُورُونَ ام ایمَن حَاضنۃ بَعْد موتِھَا۔

اے بیٹے اللہ تیرے ادب کو اور زیادہ کرے بے شک میرے نانا جان اور آپ کے اصحاب ام ایمن جس نے آپ کو پالا تھا اس کی وفات کے بعد زیارت کیا کرتے تھے۔

واضح رہنا چاہئے کہ حضرت عبداللہ ابن جعفر طیار رضی اللہ عنہ آپ کے شوہر کا مزار دمشق کے جامع صغیر نامی قبرستان میں ہے۔

قاتلان امام کا عبرتناک انجام

یزید کی ہلاکت، سنگباری اور آگ

آخر کار یزید پلید تین برس سات مہینے حکومت کرنے کے بعد پندرہ ربیع الاول شریف ۶۴ھ کو جس روز اس کے حکم سے کعبہ معظمہ کی بے حرمتی کی گئی تھی انتالیس برس کی عمر میں تڑپ تڑپ کر زمین پر ایڑیاں رگڑتا ہوا اور چیخ و پکار کرتا ہوا سسک سسک کر مر گیا اس کے گھر والوں میں سے بھی کوئی اس کے نزدیک نہ ہوا۔

گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق حرمین شریفین کی اہانت کرنے والا نمک کی طرح گھل کر ہلاک ہو گیا۔ حضرت ابن زبیر نے نداء کی کہ اے لوگو! اہل شام آج تمہارا بادشاہ ہلاک ہو گیا یہ خبر سنتے وہ لوگ بھی ذلیل وخوار ہو گئے۔ جو کعبۃ اللہ کی بے حرمتی کر رہے تھے اور اہل مکہ کو بھی مرنے سے ان لوگوں سے نجات ملی جو اس کے

Marfat.com

حکم سے تباہی مچا رہے تھے۔ (الحیات الثّنی ۲: ۳۹۵، سوانح کربلا)

دمشق کے پرانے قبرستان باب الصغیر کے کچھ آگے یزید کی قبر کا نشان تھا جس پر آج سے کئی سالوں پہلے لوگ اینٹیں پتھر مارتے تھے اور اکثر اینٹوں کا ڈھیر لگا رہتا تھا وہاں اب شیشہ، کانچ، لوہا، گلانے کی بھٹی لگی ہوئی ہے اس کارخانہ میں شیشے کے برتن بنائے جاتے ہیں اس لوہے اور کانچ کو گلانے کی آگ والی بھٹی بالکل ٹھیک جس جگہ قبر تھی وہاں بنی ہوئی ہے گویا یزید کی قبر پر ہر وقت آگ جلتی رہتی ہے۔

نہ یزید کی وہ جو جفا رہی نہ عبید کا وہ ستم رہا
جو رہا تو نام حسین کا جسے زندہ رکھتی ہے کربلا

مختار بن ابو عبیدہ ثقفی

مختار قبیلہ ثقیف کا فرد تھا اور طائف کا باشندہ تھا مختار بن ابو عبیدہ، مختار ابو عبیدہ نے کوفہ میں سکونت اختیار کر لی اور اس کا شمار کوفہ کے رؤسا میں ہوتا تھا جیسا کہ سیدنا امام مسلم بن عقیلؓ کے کوفہ پہنچنے پر سب سے پہلے آپ اسی مختار کے گھر قیام پذیر ہوئے۔

جب کوفہ کے حالات خراب ہو گئے تو مختار نے کوفہ کی سکونت ترک کر دی۔ تو وہ کوفہ کے باہر اپنی ایک ملکیتی بستی جس کا نام تغا ہے وہاں چلا گیا۔ جہاں اس کی جائیداد اور باغات وغیرہ ذاتی ملکیت تھے وہاں رہائش اختیار کر لی۔ پھر سیدنا امام اعظم بن عقیلؓ نے حضرت ہانی بن عروہ کے ہاں قیام فرمایا۔ جنہوں نے اپنے جلیل مہمان کی خاطر اپنی جان قربان کر دی تھی۔

جب عبید اللہ ابن زیاد نے ان عظیم شخصیتوں کو گرفتار کر شہید کر ڈالا تو اس

Marfat.com

دوران ہی اس نے مختار بن ابوعبیدہ کو تغا بستی سے گرفتار کر کے قید کر دیا کیونکہ اسے شبہ تھا کہ یہ بھی آل رسول کا محب ہوگا۔ جبھی اس نے امام مسلم بن عقیل کو اپنے گھر میں پناہ دی تھی۔ ان خطرات کی بناء پر پھر یہ قید میں رہا۔ یہاں تک کہ واقعہ کربلا کے بعد تادیر اس کو عبیداللہ ابن زیاد نے قید میں ہی رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ امام مسلم بن عقیلؓ سے لے کر سیدنا امام حسین کی شہادت عظمیٰ اور اس کے بعد مختار کا کہیں نام نہیں ملتا۔ اب جب یزید کو شہادت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے بعد اپنی حکومت کا خطرہ پڑا تو ان دنوں موقعہ پر کسی طرح مختار ابن ابوعبیدہ ثقفی نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جن کے ہاں مختار کی حقیقی بہن صفیہ تھی ان کو خط بھجوایا کہ مجھے قید سے رہائی دلائی جائے حضرت عبداللہ ابن عمر نے یہ خبر پاتے ہی یزید پلید کو لکھا کہ کوفہ کے حاکم عبیداللہ ابن زیاد نے مختار کو گرفتار کر رکھا ہے اس کو بہتر ہے کہ فوری طور پر رہا کرو، یزید کو جب یہ پیغام ملا تو اس نے مصلحتاً یعنی اپنی سلطنت پر مزید خطرات سے بچنے کے لئے عبیداللہ ابن زیاد کو حکم دیا کہ وہ فی الفور مختار کو رہا کر دے۔ چنانچہ یزید کا حکم پاتے ہی چند ہدایات جاری کر کے رہا کر دیا گیا۔ (الحیات الحقی ۲: ۴۰۰)

مختار بن ابوعبیدہ کا دور حکومت

یزید پلید کی ہلاکت کے بعد حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی، مگر شام کے لوگوں نے مرگ یزید کے بعد یزید کے بیٹے معاویہ ابن یزید کی بیعت کر لی مگر اس نے خلع کر لیا اور تین ماہ چالیس روز کے بعد وفات پائی، اس کی عمر اکیس سال اٹھارہ دن تھی۔ اس کے مرنے کے بعد اہل مصر و شام نے بھی حضرت عبداللہ ابن زبیر کی بیعت کر لی پھر مروان بن حکم نے خروج کیا اور اس کو مصر شام پر

Marfat.com

قبضہ حاصل ہوا اور ۶۵ھ میں وفات پائی۔ پھر اس کی جگہ اس کا بیٹا عبدالمالک اس کا قائم مقام ہوا اور عبدالمالک کے عہد میں مختار بن ابو عبیدہ ثقفی کوفہ کا حاکم مقرر ہوا۔

مختار کی مدح و قدح پر اختلاف

اگرچہ مختار بن ابو عبیدہ ثقفی کے بارے میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے بعض نے اس کی تعریف میں اور بعض نے اس کی مخالفت میں بیان دیئے ہیں لیکن جہاں تک حقیقت کے اعتراف کا تعلق ہے وہ قدح کرنے والوں کے نزدیک بھی یہ مانا گیا ہے بلکہ لکھا گیا ہے کہ مختار سے قدرت کاملہ نے جو کام قاتلان امام رضی اللہ عنہ اور واقعہ کربلا کے ظلم و ستم کا انتقام اس سے لینا تھا وہ مختار سے لیا۔ اس لئے یہ تسلیم کرنا پڑا کہ یہ شان خداوندی ہے کہ وہ بے مایہ ذروں سے آفتاب کا کام لے لیتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس مختار کو کوفہ کا حاکم جنایا اور اس کے ہاتھوں سے ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچایا۔

کربلا کا انتقام

یزید اور عبیداللہ ابن زیاد اور عمرو ابن سعد کے دماغوں میں جہانگیر سلطنت کے نقشے کھنچے ہوئے تھے۔ دنیا پرستارانِ سیاہ باطن اور مغروران تاریک دروں کیا امیدیں باندھ رہے تھے اور سرکار سید الشہدا رضی اللہ عنہ کی شہادت سے ان دشمنان حق کو کیسی توقعات تھیں۔ لشکریوں کو گراں قدر انعامات کے وعدے دیئے گئے سرداروں کو عہدے اور حکومت کا لالچ دیا گیا تھا وہ سمجھتے تھے کہ فقط سرکار امام رضی اللہ عنہ کا وجود ہی ہمارے لئے عیشِ دنیا سے مانع ہے یہ نہ ہوں تو تمام کرہ زمین پر یزیدیوں کی سلطنت ہو جائے اور ہزاروں برس کے لئے ان کی حکومت کا جھنڈا گڑ جائے۔

Marfat.com

مگر ظلم کے انجام اور قہر الٰہی کی تباہ کن بجلیوں اور درد سیدگان آل نبوت کی جہاں برہم کن آہوں کی تاثیرات سے بے خبر تھے انہیں نہیں معلوم تھا۔ کہ خون شہدائے کربلا رنگ لائے گا اور سلطنتوں کے پرزے اڑ جائیں گے اور ایک ایک شخص جو قتل امام رضی اللہ عنہ میں شریک ہوا طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوگا۔

ظالموں کی قوم ہوگی مختار کے گھوڑے ان کو روندتے ہوں گے ان کی جماعتوں کی کثرت ان کے کام نہ آئے گی۔ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں گے سولیاں دی جائیں گی۔ لاشیں سڑیں گی۔ دنیا میں ہر شخص تف تف کرے گا۔ ان کی ہلاکت پر خوشیاں منائی جائیں گی دل چھوڑ کر نامردوں کی طرح بھاگیں گے اور چوہوں اور کتوں کی طرح انہیں جان بچانی مشکل ہوگی۔ جہاں کہیں پائے جائیں گے مار دیئے جائیں گے دنیا میں قیامت تک ان پر نفرت وملامت کی جائے گی۔

اب وعدہ خداوندی ظاہر ہو گیا۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ۔

ظالموں نے جیسا ظلم کیا قریب ہے کہ ان پر پلٹے گا مختار نے عہدہ سلطنت سنبھالتے ہی اعلان عام کر دیا کہ جن لعنتیوں نے نواسہ سید الابرار سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد اور عزیز واقارب اور رفقاء احباب پر کربلا میں ظلم کئے ہیں اور ان کو بے دردی کے ساتھ شہید کیا ہے اب وہ اس کی سزا کے لئے تیار ہو جائیں اور حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ کا یہ جو وعدہ ہے کہ خون امام حسین رضی اللہ عنہ کے بدلے ستر ہزار شقی مارے جائیں گے۔ ظاہر ہے کہ ان میں کوئی نہ بچ سکے گا۔ (الحیات الحقی ۲:۱۰۴)

Marfat.com

قاتلان امام عالی مقام کے گھروں کا ڈھایا جانا اور قتل کرنا

مختار نے پولیس کا سربراہ اور فوج کا سربراہی افسر ابوعمرہ مقرر کیا اس کے بعد حکم دیا کہ مکانوں کے گرانے کے تمام آلات جمع کر لئے جائیں۔ چنانچہ جب تمام سامان مکانات ڈھانے والا جمع کر لیا گیا تو حکم دیا کہ آل رسول کے قاتلان کو چن چن کر ان کے گھروں کو ڈھایا جائے اور ساتھ یہ ان افراد کو قتل بھی کر دیا جائے جو کہ کربلا میں ظلم وستم میں شریک تھے۔

چنانچہ پولیس وفوج کے آدمیوں نے ایسے تمام افراد کے گھروں کو گرادیا اور ان افراد کو قتل کر ڈالا جو سرکار امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک ہوئے تھے پھر ان کی لاشوں کو جلا دیا گیا۔

راہ فرار اختیار کرنے والوں کا تعاقب کر کے مارا جانا

جب مختار کے اس حکم پر عمل شروع ہوا تو کئی ملعون کوفہ سے باہر ادھر شہروں میں بھاگنے شروع ہو گئے جب مختار کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے پولیس اور فوج کو حکم دیا کہ ہر طرف ناکہ بندی کر لو اور بھاگنے والوں کا پیچھا کر کے ان کو جہاں کہیں پاؤ مار ڈالو چنانچہ جب ایسے لوگوں کا تعاقب کیا گیا تو ان کو جہاں کہیں دور دراز چلے گئے ان کو پا کر مار ڈالا گیا جن کی تعداد سینکڑوں تھی۔ (الحیات الخفی ۲:۱۰۴)

یزیدی فوج کے وہ افراد جن کو ٹکڑے کر کے آگ لگا دی گئی

مختار نے ایک حکم خاص دے رکھا تھا جن میں صرف وہ اشخاص تھے جو یزیدی فوج کے افسر اور خاص ظلم وستم کرنے کربلا میں آ گئے تھے ان ناموں کی فہرست

Marfat.com

کے مطابق ان سب کو گرفتار کیا گیا اور مختار کے پاس پیش کیے گئے۔

۱۔ مالک ابن نسر و بسر جہنی جس نے سرکار امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے سر اقدس پر تلوار کا وار اس وقت کیا جب آپ زخموں سے چور زمین پر گرے تھے اور اٹھنا چاہتے تھے اٹھا نہ جاتا تھا کہ اچانک اوپر سے اسی معلون نے بھرپور وار کیا کہ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کا سر مبارک شگافتہ ہو گیا تھا اس کو گرفتار کیا گیا۔

۲۔ حرملہ ابن طفیل یہ وہ تھا جس نے شہزادہ علی اصغر امام رضی اللہ عنہ کے طفل شیر خوار کو پانی کا قطرہ دینے کی بجائے اس زور سے تیر مارا کہ شہزادہ نے تڑپ تڑپ کر آغوش میں جان دے دی اس کو گرفتار کیا گیا۔ (الحیات الخفی ۲: ۴۰۲)

۳۔ حکیم بن طفیل یہ وہ ہے جس نے سرکار امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی پیشانی اقدس پر اس قدر زور سے تیر مارا کہ آپ کا سر اقدس چکرا گیا اور غیبی آواز آئی۔ ظالمو! کس پیشانی پر تیر مارا ہے مسح النبی جبینہ جس پیشانی کو سرور کون ومکاں نے بوسہ دیا ہے اس ملعون کو گرفتار کر کے لایا گیا۔

۴۔ خولی بن یزید صبحی۔ یہ وہی ملعون ہے جس نے سرکار امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے سر اقدس کو نیزہ کی نوک پر چڑھایا اور کوفہ کے بازاروں میں پھیرایا ایسی توہین و بے حرمتی کرنے والے کو گرفتار کر کے لایا گیا۔

۵۔ عمرو بن الحجاج زبیدی۔ یہ وہ ملعون تھا جو نہر فرات پر آل رسول کو پانی کی ایک بوند نہ لینے پر متعین افسر تھا اور ناکہ بندی کر رکھی ہوئی تھی۔ اور آل رسول کو پانی کا ایک قطرہ نہ لینے دیا اس کو بھی گرفتار کر کے لایا گیا۔

۶۔ شمر ذی الجوشن منحوس یہ وہ ملعون ہے جس نے سرکار امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کو

Marfat.com

زخموں کی حالت میں چور چور پاکر کربلا کے میدان میں سر اقدس کو تن قدس سے جدا کیا اس کو بھی گرفتار کر کے لایا گیا۔

۷۔ بجدل بن سلیم کلبی۔ یہ وہ ملعون ہے جس نے سرکار امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کی چاندی کی انگوٹھی اتار لی۔ کہا جاتا ہے سرکار امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی انگلی مبارک بھی ساتھ قلم کر لی تھی اس کو بھی پکڑ کر لایا گیا۔

۸۔ زین بن وقاد یہ وہ ملعون ہے جس نے آل رسول کے کئی نفوس مقدسہ پر حملے کیے تھے اس کو بھی گرفتار کر کے لایا گیا۔

۹۔ عمرو بن صبیح صداتی (حیدادی) یہ وہ معلون ہے جس نے سرکار امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کے کندھے مبارک کی چادر اقدس کو اتار لیا تھا اس کو گرفتار کر کے لایا گیا۔

۱۰۔ قیس بن اشعث وہ معلون ہے جس نے سرکار امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کو کربلا میں جب تیروں سے چھلنی گھوڑے پر سوار تھے اور بدن اقدس خون سے نہا رہا تھا تو آپ کی کمر مبارک پر اس قدر زور سے تیر مارا کہ شہزادہ کونین گر پڑے۔

۱۲۔ نصر بن خرشہ

۱۳۔ عثمان بن خالد

۱۴۔ بشیر بن حوطہ

۱۵۔ عبداللہ بن صلحت

۱۶۔ عبدالرحمٰن بن صلحت

۱۷۔ مرہ بن منقا

Marfat.com

۱۸۔محمد ابن اشعث

۱۹۔عبداللہ بن عروہ خشعی

۲۰۔عبداللہ بن عتبہ غنوی

۲۱۔شبث بن ربعی

۲۲۔اسحاق بن خارغیفراری

۲۳۔اسحاق بن حیوۃ

۲۴۔اخنس بن مرثد

۲۵۔رجاد بن منقد عبدی

۲۶۔سالم بن خثیمہ

۲۷۔واحظ بن فاعم

۲۸۔صالح بن وہب

۲۹۔ہانی بن ثبیت

۳۰۔اسید بن مالک

ان میں اسحاق بن حیوۃ ملعون سے ہانی ثبیت تک اور دو افراد سابقہ کل دس آدمی وہ ہیں جنہوں نے سرکار امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی شہادت عظمٰی کے بعد آپ کی لاش مقدسہ پر گھوڑوں کو دوڑا کر پامال کیا۔ یہ سب گرفتار کر کے مختار کے پاس لائے گئے۔

یہ تھے وہ بتیس افراد جن کا بمعہ ناموں کے بیان کیا گیا ہے لیکن اس کے علاوہ دو سو بیس افراد ایسے تھے یعنی کل اڑھائی سو افراد یزیدی جنہوں نے عبیداللہ ابن

Marfat.com

زیاد کے ساتھ مل کر کربلا میں ظلم وستم کیا تھا ان سب کو برسر عام کوفہ دار الامارت کے باہر لٹکایا گیا اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور سکا سکا کر ان کے ٹکڑے کیے گئے سر علیحدہ کر دیئے گئے اور تمام نجس لاشوں کے ٹکڑے کر کے زمین پر گرادیا گیا۔ اور پھر مختار نے ان ٹکڑوں کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے روندا اور ان کی ہڈیاں گوشت پسلیاں سب چکنا چور کر دیں۔ اس کے بعد تمام لاشوں پر تیل گرا کر اور لکڑیاں ڈال کر آگ لگادی۔ اس ذلت رسوائی کے ساتھ مارے گئے خسر الدنیا والاخرۃ پھر ان سب ظالمان ستم شعار مغروران نابکار کے نجس سروں کے دشت بدشت پھراتے اور دنیا میں کوئی بھی ان کی بے کسی پر افسوس کرنے والا نہیں۔ ہر شخص ملامت کرتا ہے اور نظر حقارت سے ان کے ذلیل مرنے کے بعد بھی خوش ہوتا ہے مسلمانوں نے مختار کے اس کارنامے پر اظہار فرح اور دشمنان امام عالی مقام رضی اللہ عنہ سے بدلہ لینے پر مبارکباد دی۔ (سوانح کربلا)

کربلا میں یزیدی فوج جس کی تعداد تیس ہزار تھی اس کی کمان عمرو ابن سعد کے ہاتھ تھی اور اس کو یزیدی حکومت سے ملک رے کی حکومت دینے کا وعدہ کیا گیا تھا مختار نے اس کے بیٹے حفص کو بلوایا اور کہا تیرا باپ کہاں ہے۔ کہنے لگا وہ خلوت نشین ہے یعنی باہر آتا جاتا نہیں ہے مختار نے کہا اب وہ رے کی حکومت کہاں ہے جس کی چاہت میں فرزند رسول، زہرا بتول سے بیوفائی کی تھی اب خلوت نشین کیوں ہوا اس وقت نہ خلوت نشین ہوا مختار کو کچھ جواب نہ دے سکا۔ پھر مختار نے اس کو گھر سے بلوایا اور کہا ظالم کہاں ملک رے کی حکومت جس کے لالچ میں تو نے کربلا میں ظلم وستم کیا عمرو ابن سعد کچھ جواب نہ دے سکا اور اپنی جان بچانے کے لئے ہر ممکن مختار سے

Marfat.com

واسطے ڈالے لیکن مختار نے کہا ظالم جب نواسہ رسول نے تجھ سے بار بار بات چیت کی تو اس وقت تو نے کوئی امن کی بات نہ مانی اور کہتا تھا میں مجبور ہوں آج میں بھی خدا کے حکم پر انتقام لے رہا ہوں اور میں بھی مجبور ہوں تمہیں بھی نہیں چھوڑا جائے گا۔

مختار نے حکم دیا کہ جس طرح ظالم نے امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے جوان بیٹے علی اکبر شہید کیے تھے اس کے سامنے پہلے اس کے بیٹے حفص کو مارا جائے حکم ملنے پر حفص کو دو ٹکڑے کر دیا گیا۔ اس کے بعد ان کے ٹکڑے کر کے آگ لگا دو۔ چنانچہ ان کو نذر آتش کر دیا گیا۔ خسر الدنیا والاخرۃ اور سر علیحدہ رکھوا دیئے گئے۔ (سوانح کربلا، الحیات الخفی)

مختار کے لشکر کی ابن زیاد کی لشکر سے موصل پر جنگ ابراہیم ابن الاشتر کی فتح اور ابن زیاد کی ہلاکت

مختار نے ابراہیم ابن لاشتر کو بیس ہزار کا لشکر دے کر کہا کہ عبید ابن زیاد جو موصل میں تیس ہزار مسلح لشکر کے ساتھ قیام پذیر ہے اس کے ساتھ جنگ کرو اور اس کے ساتھیوں کو مار ڈالو اور ابن زیاد کو مارنے کے بعد اس کا سر میرے پاس کوفہ دار الامارت لایا جائے اس کا حکم ملنا تھا کہ ابراہیم بن الاشتر نے اپنے لشکر لے کر منازل سفر طے کر کے شام کو موصل سے پانچ فرسخ اس طرف نہر فاور پر پہنچ کر اپنا لشکر گاہ قرار دیا اور ساری رات ابراہیم ابن الاشتر سوئے تک نہیں لشکر کی تیاری میں رہے دوسری طرف عبید اللہ ابن زیاد کا لشکر تھا صبح کی نماز کے بعد دونوں طرف سے شدید گھمسان کی جنگ ہوئی۔ اور ابن زیاد کے ساتھ وہی سلوک کیا گیا جیسے مختار نے کہا تھا

Marfat.com

لمحہ فکریہ!

سرکار سید الشہداء نواسہ بانی اسلام ﷺ نے کربلا میں جہاد اور بے نظیر عملی نمونہ پیش کرنے اور اسلام کی حمایت میں اپنے دوستوں، عزیزوں، بیٹوں کی جانوں اور خود اپنی جان کو قربان کیا اور جو کچھ کیا ہم کو مذہبی، روحانی، اخلاقی، معاشرتی، تمدنی و اصلاح وحمایت اور ہدایت کی تعلیم کے لئے کیا تھا۔

مگر کس قدر افسوس ہے! کیا ہماری دنیا ہی بدل گئی اور عجیب دنیا بن گئی، اس قدر جہالت، نخوت، خودغرضی، ایذارسانی، غصب حقوق، ظلم وستم، کذب وافتراء اور اس قدر برائیاں اور بداخلاقیاں اور احکام شریعت سے لاپرواہیاں موجود ہیں جو بیان سے باہر ہیں۔

کیا نواسہ رسول سیدنا امام حسین ﷺ کے واقعات شہادت اور کربلا کا یہ مقصد تھا اور عظیم ایثار وقربانی کا یہ ماحصل تھا کہ کچھ رونے والے پیدا ہو جائیں اور ان کے نام کی صرف سبیلیں لگائی جائیں، شرینیاں تقسیم کی جائیں اور کھائیں، علم اور تابوت ہی نکالے جایں، تعزیے بنائے جائیں اور صرف سینہ کوبی کی جائے اور اشعار سنیں اور اشعار سے لطف اٹھائیں اور واعظین وذاکرین کے مخصوص انداز کا مزہ دیکھیں اور پھر واعظین ومقررین اس پر فخر کریں۔ کہ کیا خوب وقت ایک مشغلہ یعنی شغل میں گزر گیا۔ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ہرگز نہیں اور یقیناً نہیں بلکہ فی الحقیقت لاریب سرکار سیدنا امام حسین ﷺ نے باطل کے پہاڑوں سے ٹکرلے کر اسلام کا نام بلند کیا اور اسلام کا نام بلند کیا اور اسلام کا عملی نمونہ بن کر ایثار علوئے نفس، استقلال، تسلیم ورضا،

Marfat.com

صبر، حمایت حق، خیانت شریعت، خلق وکرم، ہمدردی ورحم اور ادائے قرض کی تعلیم دی، مگر ذرا غور کریں اور بتلائیں کہ مذکورہ بالا صفات واحکام پر ہم کس قدر عمل کرتے ہیں۔ صرف فرائض کو ہی لیجئے، نماز، روزہ، حج، زکوۃ، صلوۃ، جمعہ، تلاوت قرآن، ہم میں کس قدر ہے نہ تلاوت قرآن نہ نماز نہ جمعہ، کیا کیا عالی شان مسجدیں اس لئے بنی ہوئی ہیں اور لاکھوں روپیہ خرچ کیا گیا ہے کہ وہاں کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہئے، یا کیا سرف اسی لئے کہ جب کوئی خاص دن آگیا تو وہاں خوب روشنیاں، قمقمے اور کئی تکلفات کئے جائیں۔ ہزاروں روپیہ صرف کیا جاتا ہے کیا اس لئے کہ غریب مسکین تنگدست، بیوہ، یتیم، بے روزگار، بے سروآسرا افراد کی مدد نہ کی جائے، جب یہ چیزیں ہم پر فرض ہیں اور اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ نے حکم دیا ہے اور نواسہ رسول نے اس کا عملی نمونہ پیش کیا ہے تو ہم پر لازم ہے کہ اس پر عمل کریں۔ اگر ایسا نہیں تو پھر سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی محبت کا دعوی سراسر کذب ہے۔ صرف حالات ومصائب سن کر محض رودینا کوئی کافی نہیں ہے۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ ان آنسوؤں کے پیچھے درجہ ہمدردی واثر کتنا ہے، کتنے عامل فرائض سنن، مستقل، مزاج، کریم النفس، رحیم، ہمدرد، سخی، شجاع اور پابند صوم وصلوۃ ہیں، مصائب کا کس طرح مقابلہ کرتے ہیں اور کتنی غیرت کے مالک ہیں۔ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ○ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ اس لئے ہم پر لازم ہے کہ ہم جس محبت کا دعوی کرتے ہیں اور اس نام کے محب کہلاتے ہیں ہم ان کے اسی مقصد کو اپنائیں، مولی تعالی ہم سب کو سرکار سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے درس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

Marfat.com

ابوالعلاء محمد محی الدین جہانگیر کی تصانیف، ترجمہ، شرح و تخریج کی ہوئی کتب

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ

جہانگیری
صحیح بخاری شریف
20 کتب سے تخریج
8 جلدیں مکمل
احادیث نبویہ کی سب سے مستند کتاب کا عام فہم، آسان، سلیس، بامحاورہ ترجمہ
امام احمد رضا خان کی تعلیقات علی البخاری

جہانگیری
فیوضاتِ جہانگیری شرح صحیح بخاری
المعروف بہ
جمال السنہ
تقریباً 12 جلدیں مکمل

جہانگیری
سنن دارمی
محدث امام دارمی
2 جلدیں مکمل

جہانگیری
الموطا
امام مالک

جہانگیری
صحیح مسلم شریف
3 جلدیں مکمل
امام ابوالحسین مسلم بن حجاج القشیری

جہانگیری
انتخاب
تفسیر جلالین
مشکوٰۃ المصابیح

جہانگیری
ریاض الصالحین
2 جلدیں مکمل

جہانگیری
انتخاب احادیث
صحیح بخاری و صحیح مسلم

جہانگیری
اربعین نووی

جہانگیری
معارفِ درود و سلام

جہانگیری
شرح القدوری
2 جلدیں مکمل

جہانگیری
مسند الامام الشافعی
2 جلدیں مکمل

جہانگیری
مسند الامام زید

جہانگیری
نحو میر
میر سید شریف علی بن محمد جرجانی

جہانگیری
فیوضاتِ جہانگیری سنن دارمی
المعروف بہ
تحفہ باقیہ

شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006